يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور اُن پر سخت ہو جا (پ ع ۹)

حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی

محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجاہدانہ زندگی

اور پیغام حیات آفریں کا مرقع

مسلمانانِ عالم کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت

از

ڈاکٹر ایوب

ملنے کا پتہ

مکتبہ تنویر القرآن، اُردو بازار لاہور

Marfat.com

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ
لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (۹ : ۳۳).

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا
تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے

حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر ایوب

Marfat.com

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا نِ
الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ج لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي
وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ٥ (۷: ۱۵۸)

ترجمہ

کہہ دو کہ اے نوعِ انسان! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، اُس کا جس کے پاس آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے جس کے سوا اور کوئی خدا نہیں اور جو زندہ کرتا اور مارتا ہے پس تم اللہ اور اس کے رسول پر جو اُمّی نبی ہے ایمان لاؤ، وہ جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کی تابعداری کرو تاکہ راہ پاؤ۔

۱۹۹۸۸

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تمہید	۷	۱۲	استحکامِ ملت	۴۹
۲	نقشہ جات	۱۰۹	۱۳	غزوات کا آغاز	۵۳
۳	نبوت سے پہلے	۱۱	۱۴	جنگِ بدر	۵۷
۴	آغازِ نبوت	۱۹	۱۵	بدر سے احزاب تک	۶۴
۵	ہجرتِ حبشہ	۲۶	۱۶	جنگِ احد	۶۸
۶	چھ سال کی وحی	۲۸	۱۷	جنگ احزاب	۷۸
۷	مقاطعہ	۳۰	۱۸	غزوہ بنی قُرَیظہ	۸۱
۸	طائف کا سفر	۳۳	۱۹	احزاب سے فتح مکہ تک	۸۳
۹	مکی زندگی کا خلاصہ	۳۷	۲۰	صلح حدیبیہ	۸۸
۱۰	مکی وحی کا خلاصہ	۳۹	۲۱	بادشاہوں کو دعوتِ اسلام	۹۳
۱۱	ہجرت	۴۴	۲۲	غزوۂ ذنفار	۹۶

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۳	جنگِ موتہ	۹۸	۳۴	طائرانہ نظر	۱۴۷
۲۴	فتح مکہ	۱۰۱	۳۵	زندگی کا مرقع	۱۵۷
۲۵	غزوۂ حنین و طائف	۱۰۶	۳۶	جنگوں کا جدول	۱۶۲
۲۶	مکہ سے تبوک	۱۱۰	۳۷	کامیابی کے اسباب	۱۷۰
۲۷	تبوک کی مہم	۱۱۲	۳۸	سبق	۱۸۸
۲۸	وفود کی آمد	۱۱۸	۳۹	اصولِ جنگ	۱۹۹
۲۹	غلبۂ اسلام	۱۲۲	۴۰	ہرقل کو خط	۲۰۶
۳۰	حجۃ الوداع	۱۲۵	۴۱	کسریٰ کو خط	۲۰۷
۳۱	وفاتِ رسولؐ	۱۲۸	۴۲	مقوقس کو خط	۲۰۸
۳۲	مدنی زندگی کا خلاصہ	۱۳۲	۴۳	عامل یمن کو ہدایات	۲۰۹
۳۳	مدنی وحی کا پیغام	۱۳۷	۴۴	دعائے جنازہ و متروکات	۱۳۱
۴۵	فتح خیبر	۹۲	۴۶	معجزاتِ نبیؐ	۲۱۲
۴۷	ازواجِ نبیؐ	۲۱۷	۴۸	آخری کلام	۲۲۰

عبد اللہ راجپوت نے مکتبہ الاخوان بہاولپور کے لیے
المکہ پریس لاہور سے شائع کیا ، خوشنویس انور حسین

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ
بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ
يُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَ
الْقُرْاٰنِ ط وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ط وَذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (۹ : ۱۱۱)

ترجمہ

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں تاکہ اس کے بدلے ان کے لیے جنت ہو وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پھر قتل کرتے اور قتل ہوتے ہیں، یہ اس کا سچا وعدہ تورات، انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے پس تم اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے خوشیاں مناؤ، اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

Marfat.com

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ حَرِّضِ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَى ٱلْقِتَالِ ۚ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَٰبِرُونَ يَغْلِبُوا۟ مِا۟ئَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّا۟ئَةٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفًا مِّنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝ ٱلْـَٰٔنَ خَفَّفَ ٱللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّا۟ئَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا۟ مِا۟ئَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ۝ (۸: ۶۵-۶۶)

ترجمہ

اے نبی! مومنوں کو جنگ کی ترغیب دے۔ اگر تم میں بیس صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں اور اگر تم میں سو ہوں تو ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں کیونکہ وہ ایسی قوم ہیں جو سمجھتی نہیں۔ اب اللہ نے تم سے رعایت کر دی ہے اور جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں اور اگر تم میں ہزار ہوں تو اللہ کے اذن سے دو ہزار پر غالب آئیں۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

تمہید

اگلے صفحات میں رسولِ آخر الزمان محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کو مختصر الفاظ میں بیان کیا جا رہا ہے۔ واقعات کے سن و تاریخ اور تعداد میں تواریخ میں اختلاف ہے لیکن اس کتاب کا مقصد چونکہ تاریخ پر تحقیق کرنا نہیں بلکہ اس بے مثال زندگی کی جھلک دکھا کر قارئین کو آمادۂ عمل کرنا ہے اس لیے کسی ایک تاریخ یا عدد کو جسے نسبتاً زیادہ درست سمجھا گیا ہے لے لیا گیا ہے تاکہ نگاہ بے کار کی باریکیوں میں الجھ کر نہ رہ جائے۔

مسلمانانِ عالم کی گمراہی اور ذلّت کے بے شمار اسباب ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہیں نہ تو یہ معلوم ہے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے اور نہ یہ کہ رسولِ خدا صلعم کا تیئیس برس کا عمل کیا تھا۔ قرآن کو وہ اُخروی ثواب کے لیے بغیر سمجھے پڑھتے ہیں اور رسولِ خدا صلعم کے اخلاق کے متعلق اتنا جانتے ہیں کہ وہ عجز و انکساری اور عفو و رحم کا مجسّمہ تھے اور بس۔

دنیا میں اللہ کے اس رسول کا آنا جس پر نبوت ختم ہوئی اور جس کے ذریعہ سے ایک امنٹ عالمگیر قانون دے کر انسان کو کھلا موقع دیا گیا کہ آئندہ اپنی راہ، بدوں انبیاء، خود تلاش کرے تاریخ کا منفرد واقعہ ہے اور انسان کے لیے لازم ہے کہ صرف اسی ایک بے مثل اعزاز کی وجہ سے قرآن اور اس کے لانے والے کی زندگی پر غور کرے اور اپنی عاقبت بخیر کرنے کی کوشش کرے۔

آپ کی زندگی کو دیکھ کر جیسا کہ اس کتاب سے واضح ہوگا انسان
درطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ وہ کیا جادو کا کھیل تھا جس سے آپ
نے ایک مختصر مدت میں اپنے ماننے والوں کو صدیوں تک متحرک کر دیا ۔
مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس زندگی اور عمل کو اچھی طرح سمجھ لے اور پھر جہاں
کہیں بھی وہ رہتا ہے اس پر عمل شروع کر دے ۔ پھر عامل مسلمان جان
ہتھیلیوں پر رکھ کر آپس میں اتحاد عمل کرتے جائیں حتیٰ کہ اللہ کے باغیوں
کو پچھاڑ دیں اور زمین و آسمان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا کلمہ
ایک بار پھر گونج اُٹھے ۔

اشرف ایوب

۶ ۔ ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ
مطابق ۱۰ ؍ اپریل ۱۹۷۳ء

Marfat.com

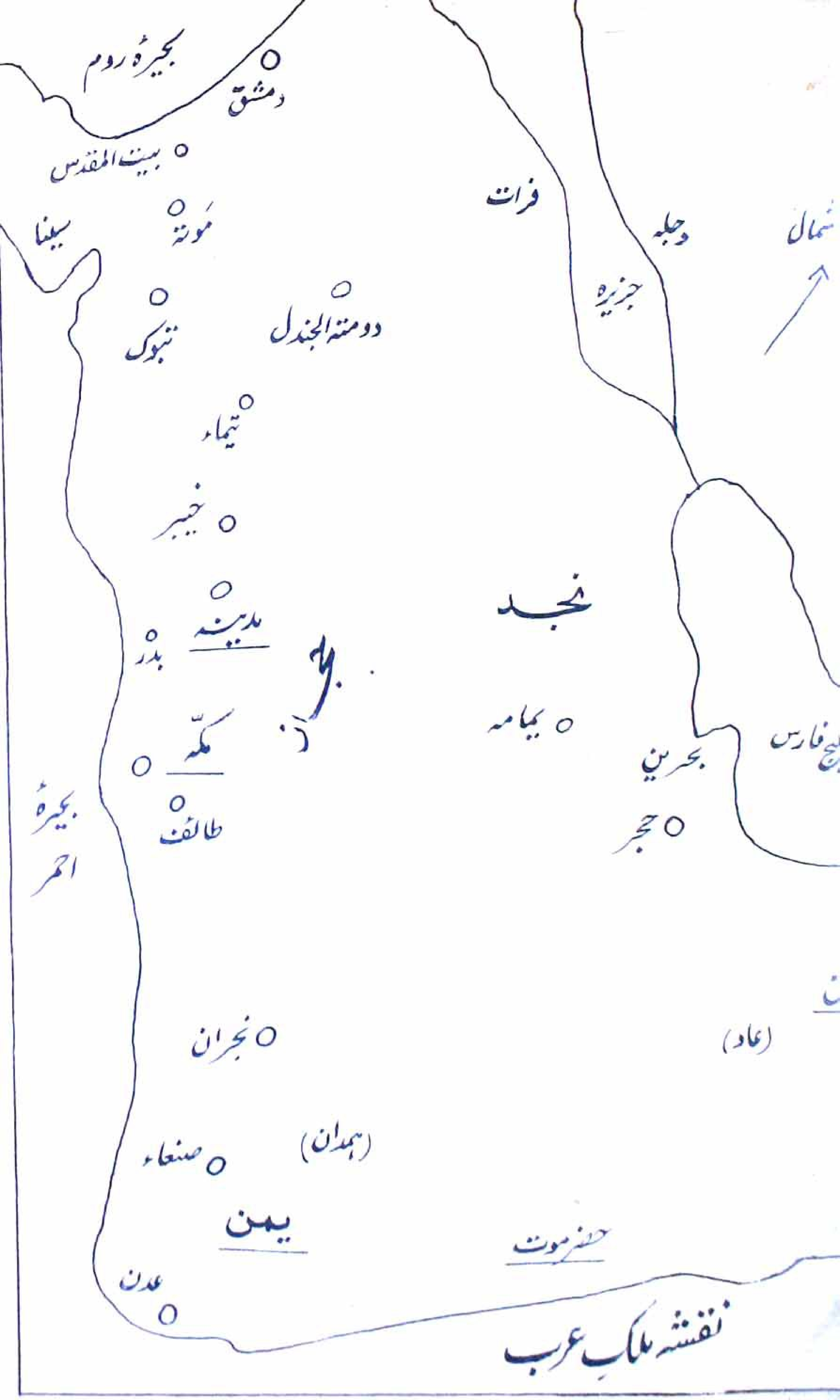

بحیرۂ روم
دمشق
بیت المقدس
فرات
دجلہ
شمال
سینا
مُوتہ
جزیرہ
دومۃ الجندل
تبوک
تیماء
خیبر
نجد
مدینہ
بدر
حجاز
یمامہ
فارس
بحرین
مکّہ
طائف
حجر
بحیرۂ احمر
نجران
(عاد)
(ہمدان)
صنعاء
یمن
حضر موت
عدن
نقشہ ملکِ عرب

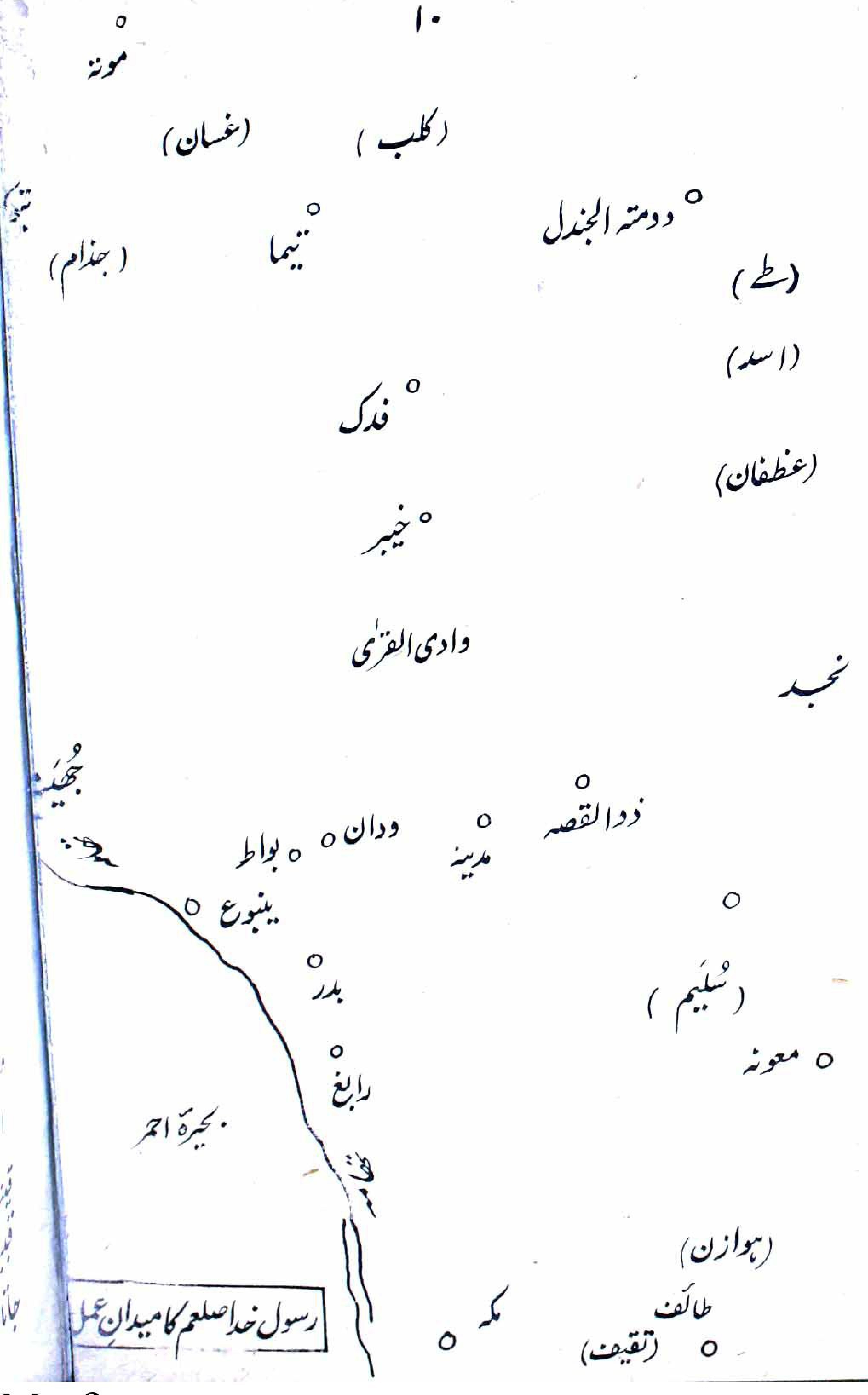
موتہ
(غسان)
(کلب)
دومتہ الجندل
تیما
(جذام)
(طے)
(اسد)
فدک
(غطفان)
خیبر
وادی القریٰ
نجد
جہینہ
ذوالقصہ
مدینہ
ودان
بواط
ینبوع
بدر
(سُلَیم)
معونہ
رابغ
بحیرۂ احمر
(ہوازن)
طائف
مکہ
(ثقیف)
رسول خدا صلعم کا میدان عمل

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبوّت سے پہلے کی زندگی کے چالیس سال

اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملکِ عرب کے شہر مکہ میں قبیلۂ قریش کے ایک معزز گھرانے میں عبداللہ بن عبدالمطّلب بن ہاشم کے ہاں بتاریخ ۹ ربیع الاوّل عام الفیل (ہاتھی کا سال) بمطابق ۲۰۔ اپریل ۵۷۱ء پیدا ہوئے۔

عرب ایک لق و دق صحرا تھا جہاں آزاد اور بے مہار قبائل رہتے تھے۔ اکثر قبیلے خانہ بدوش تھے اس لیے کسی شہر کی بجائے قبیلہ کے نام سے ہی یاد کیے جاتے تھے۔ کوئی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے قبائلی نظام ہی ان کی حفاظت کا ضامن تھا۔ ایک دوسرے کو لوٹنا اور ان کی عورتوں اور بچّوں کو غلام بنا لینا ان کا مشغلہ تھا۔ وہ اپنے آپ کو دینِ ابراہیمؑ پر سمجھتے تھے اور خانہ کعبہ کا حج کرتے تھے۔ بعض نے مثلاً یمن والوں نے اور سرحدِ شام پر غسّانیوں نے عیسائی مذہب بھی قبول کر لیا تھا۔ مدینہ اور خیبر میں یہودی آباد تھے جو سرمایہ دار اور طاقتور تھے۔ ان کے بڑے قبائل قینقاع، نُضیر اور قُریظہ مدینہ میں رہتے تھے۔ خیبر صرف یہودیوں سے آباد تھا۔

قبیلۂ قریش، مکہ میں مقیم ہو گیا تھا اور بوجہ متولّی کعبہ ہونے کے احترام سے دیکھا جاتا تھا۔ تجارت نے انہیں فارغ البال کر دیا تھا اور ان میں حکمرانی کی خصوصیات

Marfat.com

بھی پیدا ہو چکی تھیں۔ چنانچہ غلبۂ اسلام کے بعد سقوطِ بغداد تک تقریباً چھ سو سال کا عرصہ وہی حکمران رہے۔

عرب میں کوئی سن رائج نہ تھا۔ وہ اپنا حساب چاند کے مہینوں اور تاریخوں سے رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلعم کی پیدائش کے سال ایک شخص ابرہہ نے کعبہ کو گرانے کی غرض سے مکہ پر حملہ کیا اور فوج کے ہمراہ ایک ہاتھی بھی لایا۔ اس لیے اُس سال کو عام الفیل یعنی ہاتھی کا سال کہنے لگے۔ ربِ کعبہ نے اپنے گھر کی حفاظت کے لیے پرندوں کے غول بھیج دیئے جو لشکر پر سنگریزے پھینکتے تھے۔ ہاتھی اور لشکر اس آفت سے بھاگ کھڑے ہوئے اور صحرا میں راہ بھول کر اور تتر بتر ہو کر ہلاک ہو گئے۔

رسولِ خدا صلعم کے دادا عبد المطلب اور پردادا ہاشم سردارِ مکہ تھے۔ آپؐ کے والد عبد اللہ سترہ برس کے تھے جب ان کا نکاح قبیلہ زہرہ کی ایک صاحبزادی آمنہ سے ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد عبد اللہؓ تجارت کے لیے شام کو گئے اور واپسی پر مدینہ میں فوت ہو گئے۔ عبد اللہ نے ترکہ میں چند اونٹ، بکریاں اور ایک لونڈی برکت (یا اُمّ ایمن) نامی چھوڑی۔

چند دن آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا اور چند دن چچا ابولہب کی لونڈی ثُوبیہ کا۔ پھر آپ کو قبیلہ ہوازن کی ایک گڈرین حلیمہ کے سپرد کر دیا گیا۔ نو ماہ کی عمر میں آپؐ بولنے لگ گئے۔ تقریباً دو سال کے بعد حلیمہ آپؐ کو اپنی والدہ کے پاس لے آئیں۔

جب آپؐ چھ برس کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ آپؐ کو لے مدینہ گئیں۔

Marfat.com

وہاں آپؐ کے دادا کے ننھیال بنو نجّار رہتے تھے اور والد کی جائے وفات بھی تھی۔ وہاں ایک ماہ تک قیام ہُوا۔ واپسی پر ابوا کے مقام پر والدہ اچانک فوت ہوگئیں اور چھ برس کا یہ ننھا سا بچہّ اپنی لونڈی برکت کے ساتھ مکہ واپس پہنچا۔

آپؐ کے کوئی بھائی بہن نہ تھے۔ اب آپؐ دنیا میں تنہا تھے۔ چنانچہ دادا عبدالمطلب نے آپؐ کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ مگر دو سال کے بعد وُہ بھی فوت ہوگئے اور مرنے سے پہلے آپؐ کو اپنے بیٹے ابوطالب کے سپُرد کر گئے۔ ابوطالب اور عبداللہ ایک ماں کے بیٹے تھے۔ ابوطالب نے اپنے فرض کو مرتے دم تک خوب نباہا۔ جہاں جاتے آپؐ کو ساتھ لے جاتے اور رات کو اپنے پاس سُلاتے۔ اعلانِ نبوّت کے بعد اگرچہ اُنھوں نے مُسلمان ہونے سے انکار کیا مگر آپؐ کی پُشت پناہ بنے رہے اور آپؐ کے ساتھ ہر قسم کی تکلیفیں اُٹھاتے رہے۔

عبدالمطلب کی وفات پر بنی ہاشم کے اقتدار کو نقصان پہنچا۔ بنو اُمیہ سردارِ مکہ بنے۔ البتہ سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب بنی ہاشم کے ہاں رہا۔

دس سال کی عمر میں آپؐ نے چند قیراط (آنوں) کے عوض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں۔

بارہ سال کی عمر میں آپؐ نے چچا ابوطالب کے ہمراہ پہلی بار شام کا سفر کیا۔

Marfat.com

آپؐ پندرہ سال کے تھے جب قریش اور قیس کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ آپ اِس لڑائی میں چچاؤں کو تیر تیار کر کے دیتے تھے چونکہ یہ لڑائی ایامِ حج میں حدودِ حرم میں ہوئی۔ اِس لیے اسے حربِ فجّار یعنی قانون توڑنے والوں کی لڑائی کہتے ہیں۔

تجارت کے سِلسلے میں آپؐ نے اوائل عمر سے ہی سفر کرنا شروع کر دیئے اور شام، بصرہ، یمن، بحرین وغیرہ کی طرف جاتے رہے۔ اِن سفروں نے آپؐ کے مشاہدہ اور علم کو خوب ترقی دی اور تجارتی معاملات میں آپ کی راست بازی اور دیانت داری نے آپؐ کو امین کا لقب دلوایا۔

اِس شہرت کی وجہ سے مکہ کی ایک امیر کبیر عورت حضرت خدیجہؓ طاہرہ نے آپ کو تجارت کے لیے اپنا مال دیا اور آپؐ کے اعلیٰ اخلاق سے مزید متأثر ہوئیں۔ شام سے واپسی پہ خدیجہؓ نے، اُنہی دنوں اپنا دوسرا خاوند مر جانے کی وجہ سے، آپؐ کو نکاح کا پیغام دیا جو آپؐ نے قبول کر لیا۔ اُس وقت آپؐ کی عمر پچیس برس تھی۔ خدیجہؓ کی عمر چالیس سال بیان کی جاتی ہے۔ آپؐ کے چچا ابو طالب اِس شادی سے خوش ہُوئے اور اِس میں شامل ہوئے خدیجہؓ کا مہر بیس اُونٹ باندھا گیا۔ اس شادی سے آپ کی مالی حالت بہتر ہو گئی۔

حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کا ایک بیٹا قاسم اور چار بیٹیاں، زینبؓ رقیہؓ، اُمِ کلثومؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ آپؐ کی وفات کے وقت صرف فاطمہؓ زندہ تھیں۔ آخری عمر میں آپؐ کا ایک اور بیٹا ابراہیم ایک دوسری

Marfat.com

بیوی ماریہؓ سے پیدا ہوا۔ دونوں بیٹے بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ لڑکیاں زمانہ بلوغت میں فوت ہوئیں۔ زینبؓ کا نکاح مکہ کے ایک تاجر ابوالعاصؓ سے ہوا۔ وہ بڑی مدت تک مخالف رہا اور جنگِ بدر میں قید بھی ہوا۔ رقیہؓ اور اُم کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں اور فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی۔ ابوالعاصؓ اور عثمانؓ آسودہ حال تھے۔ مگر علیؓ نے تنگدستی میں گزر کی۔

آپؐ پینتیس برس کے تھے جب خانہ کعبہ کی ازسرِنو تعمیر شروع ہوئی اور حجرِ اسود رکھنے پر جھگڑا ہوا۔ حتیٰ کہ لڑائی کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ بالآخر طے ہوا کہ اگلی صبح جو شخص سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہو وہ یہ پتھر نصب کرے۔ کرشمہ ربانی سے آپؐ سب سے پہلے آئے۔ مزید صلح جوئی کی خاطر آپؐ نے پتھر کو ایک چادر پہ رکھا اور مختلف خاندانوں کے نمائندوں کو چادر اٹھا کر قریب لے جانے کے لیے کہا۔ پھر خود اسے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح آپؐ نے لوگوں کو ایک بڑے نزاع سے بچا لیا۔

نبوّت سے پہلے بھی آپ شرک اور منکرات سے اجتناب کرتے اور اپنے ملنے والوں کو ان سے منع کرتے تھے۔

آپؐ کے ملنے والوں میں ابوبکر صدیقؓ، خدیجہؓ کے چچیرے بھائی حکیمؓ بن حزام اور ایک طبیب ضمادؓ تھے۔ ہم عمر اور ہم خیال ہونے کی وجہ سے زیادہ ملنا جلنا ابوبکرؓ سے ہی تھا اور وہ پہلی دعوت پر ہی اسلام لائے اور آخری دم تک آپؐ کے ساتھ رہے۔ ضمادؓ اعلانِ نبوّت کے بعد مکہ آئے اور آپؐ کے پیچھے لونڈوں

Marfat.com

کا غول دیکھا تو کہا کہ میں جنون کا علاج کر سکتا ہوں۔ جب آپؐ نے دین کے متعلق بتایا تو ضمادؓ مسلمان ہو گئے۔ حکیمؓ بن حزام ہجرت کے آٹھ سال بعد بھی کافر تھے مگر آپؐ کی محبت کی وجہ سے ایک قیمتی حُلّہ لے کر آپؐ کو بطورِ تحفہ پیش کرنے کے لیے مدینہ گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کرتا البتہ قیمتاً لے سکتا ہوں۔ مجبوراً حکیم بن حزام نے قیمت وصول کی اور حُلّہ آپؐ نے خرید لیا۔ حکیم فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔

آپؐ خوب صورت اور صحت مند تھے۔ رنگ سرخ و سفید تھا۔ قد میانہ مگر درازی لیے ہوئے تھا۔ چلتے تیز تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلوان زمین پر جا رہے ہوں۔ باتیں رُک رُک کر کرتے۔ لوگوں کو ٹوکنے میں اجتناب کرتے۔ زبان فصیح تھی۔ بہادر اور نڈر تھے۔ غریبوں کی پرورش کرتے۔ رشتوں کو ملاتے۔ چچا ابوطالب کے بیٹے علیؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا تاکہ چچا کا بوجھ ہلکا ہو۔ خدیجہؓ کے دیئے ہوئے غلام زید بن حارثہ کو آزاد کر کے بیٹا بنا لیا۔ رحم دل اور وسیع القلب تھے۔ لوگوں سے درگزر کرتے۔ عام لوگوں کی طرح رہن سہن رکھتے۔ صحابہؓ کے مجمع میں معلوم نہ ہوتا کہ رسول کون ہیں۔ گھر میں بیویوں کا ہاتھ بٹاتے۔ مسجد کی تعمیر اور خندق کی کھدائی اور مٹی اُٹھانے میں خود شریک تھے۔

آپؐ کی فنِ سپاہ گری اور عام تعلیم کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ مگر جس طرح اللہ نے باقی انبیاء کو اپنے مقصد کے لیے تیار کیا، ضروری ہے کہ آپؐ کو بھی تیار کیا ہو گا۔ قبائلی جنگوں کی وجہ سے عربوں کا بچّہ بچّہ سپاہ گری میں مہارت

Marfat.com

رکھتا تھا۔ اور ہر لڑائی کے موقع پہ حاضر ہو جاتا تھا۔ یہ تعلیم ہر بچہ اپنے طور پر اپنے ماحول میں حاصل کرتا تھا۔ ضروری ہے کہ آپؐ نے بھی بچپن میں سب کچھ سیکھا ہو۔ تاکہ آگے جاکر بڑی بڑی جنگوں میں کامیاب مقابلہ کر سکیں اور دشمنوں سے اپنی حفاظت کر سکیں۔ اسی طرح صاحبِ کتاب اور تاجر ہونے کی وجہ سے ضروری لکھنا پڑھنا بھی آپ نے سیکھا ہو گا۔ اُمّی کا لفظ جو آپؐ کے لیے اور عام عربوں کے لیے قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ وہ اہلِ کتاب سے امتیاز کے لیے ہے اور عرب محاورہ بھی یہی تھا۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپؐ نے اور عرب کے لوگوں نے سابقہ آسمانی کُتب کی تعلیم حاصل نہ کی تھی۔ آپؐ نے جو کچھ سیکھا براہ راست اللہ تعالیٰ سے سیکھا اور آپؐ نے قانونِ الٰہی کو یوں جانا جیسے کوئی آنکھ سے دیکھ کر سیکھ رہا ہو۔ سورۂ نجم میں اس بات کو یوں کہا گیا ہے "کیا تم اُس پر شک کرتے ہو جو وہ دیکھ رہا ہے۔ اُس نے یقیناً اپنے رب کے بڑے بڑے نشانوں کو دیکھا ہے"۔ اس لیے یہ ضروری نہیں کہ آپ بالکل ہی لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں۔ بخاریؒ نے لکھا ہے کہ عہد نامہ حدیبیہ میں آپؐ نے اپنے ہاتھ سے "محمدؐ بن عبداللہ" کے الفاظ لکھے۔

بس یہ تھی آپؐ کی نبوّت سے پہلے کی چالیس سالہ زندگی۔ ایک بچہ بغیر ماں باپ اور بہن بھائیوں کے جوان ہوا۔ جسے چچا کی سرپرستی ضرور حاصل تھی۔ جسے خدیجہؓ جیسی مونس اور ہمدرد بیوی بھی ملی۔ جو بارہ

Marfat.com

سال کی عمر سے مسلسل سفر اور مسلسل مشاہدۂ کائنات و اقوام میں لگا رہا۔ جو خاموش مگر با اخلاق زندگی بسر کرتا تھا۔ جو بہادر، بارُعب اور جفاکش تھا۔ جو صلح کل، سخی اور غریب پرور تھا۔ جو صادق اور امین مشہور تھا۔ ہاں اُسے اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کے لیے چُن لیا۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ (۳۳ : ۴۵-۴۶)

اے نبی! ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، خوش خبری دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کی اجازت سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

Marfat.com

وحی کی آمد اور آغازِ نبوّت

چالیس برس کی عمر تک پہنچتے پہنچتے آپؐ کا مشاہدہ وسیع ہو چکا تھا اور آپؐ خدا، کائنات اور نوعِ انسان کے متعلق غور کرنے لگے تھے۔ اس تفکر کی وجہ سے آپؐ نے اپنے دنیاوی مشاغل کو برطرف کر کے ایک غار میں جو مکہ سے تین میل باہر حرا کے پہاڑ پر واقع ہے جانا شروع کر دیا اور ہفتوں اور مہینوں وہاں رہتے۔ اس انہماک سے پہلے ہی آپ کو سچے خواب آنے لگے، پھر آوازیں آنے لگیں اور پھر رمضان کی ایک رات کو غارِ حرا میں آپؐ کو ایک مجسّم شکل نظر آئی۔ وہ جبریلؑ فرشتہ تھا۔ اُس نے آپؐ کو سینے سے لگا کر دبایا اور پانچ سطروں کی ایک وحی سُنائی، جو یہ تھی۔

اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا۔
انسان کو چپکنے والے مادہ سے پیدا کیا۔
پڑھ کہ تیرا رب بڑا مہربان ہے۔
جس نے قلم سے علم دیا۔
انسان کو وہ علم دیا جو وہ رکھتا نہ تھا۔ (علق، ۱-۸)

یہ مختصر وحی جواب تھا۔ اُن سوالوں کا جو آپؐ کو پریشان کر رہے تھے۔ آپ کو بتایا گیا کہ منزلِ مراد وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا

Marfat.com

کیا اور اس کا کمال یہ ہے کہ اُس نے انسان کو قطرۂ منی سے وُجود دیا۔ پھر وہ ایسا مہربان ہے کہ اُس نے انسان کو قلم جیسے معمولی اوزار سے ہر قسم کے علم سے بہرہ ور کر دیا۔ گویا کہا کہ اب تمھیں قلم سے لکھی ہوئی کتاب دی جاتی ہے۔ تاکہ اُس کی مدد سے تم دُنیا کو عبادتِ خالق میں لگا دو۔

فرشتے کی آمد، پیغام کی خطرناک نوعیت اور ایک بشرِ خاکی کا خالقِ کائنات سے یہ تعلّق ایک ایسا انقلابی حادثہ تھا۔ کہ آپؐ دہشت زدہ ہو کر بھاگے بھاگے گھر آئے اور بیوی سے کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو۔ خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی دی اور آپؐ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ نے جو کچھ عرصہ سے عیسائی ہو چکے تھے کہا کہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا تھا۔

اِس مختصر پیغام کے بعد وحی تقریباً چھ ماہ تک منقطع رہی۔ البتہ جبریلؑ کبھی کبھی آپؐ کو انسانی شکل میں ایک کُرسی پر آسمان و زمین کے درمیان معلّق نظر آتے اور کہتے کہ "تم پیغمبر ہو"۔

چھ ماہ کے بعد جبریلؑ سورۂ مدّثر لے کر آئے جس نے حکم دیا کہ "اے چادر اوڑھے ہوئے شخص! اُٹھ اور لوگوں کو خبردار کر، اپنے رب کی عظمت کو عیاں کر، اپنے کپڑوں کو صاف کر، ہر قسم کی گندگی کو پھینک دے، کسی لالچ کے لیے لوگوں پر احسان نہ رکھ اور اپنے رب کے لیے صبر کر"۔ اسی پہلی وحی نے آگے چل کر اسلام کے دو بڑے اصولوں یعنی نماز اور زکوٰۃ کی تلقین اس طرح کی کہ "جنّتی دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟

تو وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے۔"

مدثر کے نزول کے بعد رسولِ خدا صلعم نے اپنے بوجھ کو اٹھا لیا اور ایک عالم سے ٹکرانے کو آمادہ ہو گئے۔

نبوّت کے پہلے تین سال

عربوں کی بُت پرست اور گُناہوں میں لت پت قوم کو یہ پیغام دینا کہ سب کو چھوڑ کر خالقِ کائنات کی عبادت (غلامی) میں لگ جاؤ اعلانِ جنگ کے مترادف تھا۔ چنانچہ آپؐ نے کمالِ دانائی سے پہلے تین سال تبلیغ کو خفیہ رکھا اور صرف خاص آدمیوں تک رازداری سے پیغام پہنچایا۔ تاکہ مخلص ساتھیوں کا ایک گروہ وجُود میں آجائے۔ اور جماعتِ اسلامی کے لیے بطور بنیاد کام دے۔ اسلام لانے والوں میں سب سے پہلے آپؐ کے گھر کے افراد تھے۔ یعنی بیوی خدیجہؓ، چچازاد بھائی علیؓ اور آزاد کردہ غُلام اور متبنیٰ زیدؓ بن حارثہ۔ پھر جان نثار ساتھی اور ہمدم ابوبکرؓ اسلام لائے۔ ابوبکرؓ امیر، فیاض اور صاحب اثر شخص تھے۔ اِس لیے اُن کی وجہ سے کافی آدمی اسلام میں داخل ہُوئے۔ پہلے تین سالوں میں کل چالیس افراد اسلام لائے۔

یہ چند مسلمان شہر سے باہر خفیہ طور پر جمع ہوتے اور نماز ادا کرتے یا رسول اللہ صلعم کی تربیت سے مستفید ہوتے۔ ایک دن کفار نے اچانک

Marfat.com

دیکھ لیا اور تمسخر اُڑایا۔ ایک صحابی سعدؓ بن ابی وقاص نے آگے بڑھ کر ایک مشرک کا سر پھوڑ دیا۔ خوش قسمتی سے بات آگے نہ بڑھی۔

اگلے تین سال

چوتھے سال کے شروع میں قرآنِ حکیم میں حکم اترا کہ مشرکین سے کنارہ کرتے ہوئے کھلا پیغام دو اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈراؤ۔ چنانچہ آپؐ نے صفا کے ٹیلے پر کھڑے ہو کر قریش کو آواز دی۔ وُہ جمع ہوئے تو اُن سے پُوچھا۔

"اگر میں تم سے کہوں کہ ایک لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مان لوگے؟"

اُنھوں نے جواب دیا "ہاں۔ کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچ بولتے سُنا ہے"۔

پھر آپؐ نے کہا "میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ تم پر عنقریب عذاب آنے والا ہے"۔ پھر کہا "اے گروہ قریش! اپنی جانوں کو بچاؤ، میں تمہیں خدا سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ اے بنی عبد مناف! میں تمہیں خدا سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب! میں تمہیں خدا سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہؓ! میں تمہیں خدا سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا۔ اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ! تم میرا مال جتنا چاہو لے لو لیکن میں تمہیں خدا سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا"۔

یہ سُن کر سب لوگ برہم ہو کر چل دیے۔ پھر آپؐ نے اپنے گھر میں بنی ہاشم کو دعوت دی اور کہا کہ "میں وُہ چیز لایا ہوں جو دنیا اور آخرت کو کفیل ہے۔

19988

Marfat.com

اِس بوجھ کو اُٹھانے میں کون میرا ساتھ دے گا؟"

مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ صرف تیرہ سالہ لڑکے علیؑ نے کہا کہ اگرچہ میں کمزور ہوں مگر میں ساتھ دوں گا۔" پھر آپؐ نے کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان کیا تو دفعۃً لوگ آپؐ پر ٹوٹ پڑے۔ حارثؓ بن ابی ہالہ آپؐ کو بچانے کی کوشش میں شہید ہوئے اور اسلام کے پہلے شہید بنے۔

عرب کا قبائلی نظام ایسا تھا کہ انتقام کے ڈر سے کسی کو قتل کرنا آسان کام نہ تھا۔ اِس لیے مکہ کے معززین ابوطالب نے آپؐ کو سمجھانا چاہا لیکن آپؐ نے کہا۔

"اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیا جائے تو بھی مَیں نہ مانوں گا۔ حتیٰ کہ خدا اس کام کو پورا کرے یا مَیں اس کوشش میں ختم ہو جاؤں"۔

ابوطالب اِس بات سے بہت متاثر ہوئے اور آپؐ کی حمایت پر کمربستہ ہو گئے۔

اب قریش نے آپؐ کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ راہ میں کانٹے بچھائے۔ جسم مبارک پر نجاست پھینکی۔ گلے میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپؐ کا دم گھٹ گیا اور آپؐ گر گئے۔ کعبہ میں سجدہ کی حالت میں آپؐ پر اونٹ کی بوجھ رکھ دی گئی۔[۱] اس موقع پر آپؐ نے کفر کے بڑے بڑے سرغنوں کے نام لے کر انھیں بد دُعا دی۔ اور وہ سب بدر میں ہلاک ہوئے) ہاں! آپؐ کے خلاف بدزبانی کی گئی ہجویں لکھی گئیں۔ دیوانہ، جادوگر، شاعر

Marfat.com

اور جھوٹا کہا گیا۔

عثمانؓ کو چچا نے رسّی سے جکڑ کر مارا۔ ابو ذرؓ کو مار مار کر ہلکان کیا گیا۔ زبیرؓ کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کے ناک میں دھواں دیا گیا۔

غریب اور بے کس مسلمانوں پر تو انتہائی مظالم توڑے گئے انھیں تپتی ریت پر لٹایا جاتا اور اوپر پتھر رکھ دیے جاتے۔ گرم لوہے سے داغا جاتا۔ پانی میں ڈبکیاں دی جاتیں۔ خبابؓ کو کوئلوں پر لٹایا گیا کہ ان کی پیٹھ جل گئی اور بعد میں سفید نشان پڑ گئے۔ بلالؓ اور عمارؓ کو تپتی ریت پر لٹایا جاتا۔ عمارؓ کی والدہ سمیہؓ کو برچھی مار کر شہید کر دیا گیا۔ اُن کے والد یاسرؓ بھی اذیتیں اٹھاتے ہلاک ہوگئے۔ عمرؓ اپنی کنیز لبنیہؓ کو مارتے مارتے تھک جاتے۔ ابو بکر صدیقؓ کے فضائل میں ہے کہ انھوں نے ایسے ہی کئی مظلوموں کو بھاری قیمت کے عوض خرید کر آزاد کیا۔

خوف وہراس کا یہ عالم تھا کہ ابوذرؓ غفاری آپؐ کی نبوت کا سُن کر ملاقات کے لیے مکہ آئے تو دم بخود کعبہ میں بیٹھ گئے۔ دوسرے دن حضرت علیؓ نے پوچھا تو آنے کی وجہ بتائی۔ علیؓ نے کہا کہ میں اُدھر ہی جا رہا ہوں، میرے پیچھے چلے آؤ۔ اگر میں نے کوئی خطرہ دیکھا تو میں جُوتی ٹھیک کرنے کے بہانے جُھک جاؤں گا اور تم علیحدگی اختیار کر لینا۔ جب رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوذرؓ! اس وقت تم واپس چلے جاؤ۔ جب ہماری کامیابی کی خبر سُنو تو چلے آنا۔ لیکن ابوذرؓ نے کعبہ میں جا کر اسلام کا اعلان کر دیا اور مار کھائی۔ جان بھی اس لیے بچی کہ اُن کا قبیلہ قریش کے تجارتی قافلوں کی

Marfat.com

راہ میں آباد تھا۔

گویا تین سال کی خفیہ تبلیغ کے بعد جب کھلی تبلیغ شروع ہوئی تو مظالم کے دروازے مسلمانوں پر کھل گئے اور حالت یہاں تک پہنچی کہ آپؐ نے مسلمانوں کو ملکِ حبشہ میں ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۚ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۚ

خدا کی قسم اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں، اپنے رب کی مہربانی سے تم کوئی پاگل نہیں ہو۔ تمہارے لیے تو نہ ختم ہونے والا اجر ہے اور تم ایک بہت بڑے اخلاق کے مالک ہو۔ تم بھی دیکھو گے اور وہ بھی دیکھیں گے کہ تم میں کون بہکا ہوا ہے۔

Marfat.com

ہجرتِ حبشہ

سنہ ۵ نبوی

مکہ میں مظالم کی انتہا نے مسلمانوں کو گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور عرب میں کوئی محفوظ جگہ نہ پاکر انھوں نے سمندر پار ملکِ حبشہ کا انتخاب کیا۔ حبشہ سے قریش کے تجارتی تعلقات پہلے سے تھے۔ نیز باقاعدہ حکومت موجود تھی اس لیے انصاف کی توقع تھی۔ سب سے پہلے ۵ نبوی میں گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے ہجرت کی۔ ان میں حضرت عثمانؓ اور حضورؐ کی بیٹی رقیہؓ بھی شامل تھے۔ آہستہ آہستہ اور لوگ بھی چلتے گئے اور مہاجروں کی تعداد تراسی ہوگئی۔ اٹھارہ عورتیں ان کے علاوہ تھیں۔ قریش نے نجاشی شاہِ حبشہ کو وفد بھیج کر اپنے آدمی واپس مانگے۔ شاہِ حبشہ نے مسلمانوں کو بلاکر حالات پوچھے جعفرؓ بن ابی طالب نے تقریر کی کہ "اللہ نے ہمارے درمیان ایک نبی مبعوث کیا ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ ہم جھوٹے خداؤں کو نہ پوجیں بلکہ ایک اللہ کی عبادت کریں سچ بولیں۔ محتاجوں کی مدد کریں۔ یتیموں کا مال نہ کھائیں۔ خون نہ بہائیں وغیرہ"۔

پھر انھوں نے سورۂ مریم کے کچھ حصے پڑھے۔ نجاشی بہت متاثر ہوا اور اس نے ان بے کس مسلمانوں کو جنھوں نے اس کے ملک میں پناہ لی تھی واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ سنہ ۸ نبوی میں مکہ میں امن کی غلط خبر سن کر کچھ مہاجر واپس آگئے، لیکن اکثر مدینہ پہنچے۔

Marfat.com

حمزہؓ اور عمرؓ کا اسلام لانا: ۶ نبوی میں دو طاقتور اور بہادر شخصوں نے اسلام قبول کرلیا۔ یہ حضرات آپؐ کے چچا حمزہؓ اور عمرؓ بن خطاب تھے۔ عمرؓ رسول اللہ کو قتل کرنے چلے تھے کہ راستے میں قرآن کی چند آیات سُن کر اُن کا دل نورِ ایمان سے روشن ہوگیا۔ ان دو کی وجہ سے مسلمانوں کو خاص تقویت ہوئی اور اُن کے حوصلے بلند ہوگئے۔ عمرؓ کے اسلام لانے پر پہلی دفعہ خانہ کعبہ میں الاعلان نماز ادا کی گئی۔ لیکن مظالم ہوتے رہے اور حبشہ کی ہجرت بھی جاری رہی۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ (۲:۲۹)

کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اُنھیں اتنا کہنے سے کہ ہم ایمان لائے، چھوڑ دیا جائے گا اور آزمائش میں نہ ڈالا جائے گا۔

Marfat.com

پہلے چھ سال کی وحی کا خلاصہ

پہلے چار سال کی مختصر وحی اِن سورتوں پر مشتمل تھی۔ فاتحہ، سورہ ۵۱ تا ۵۶ اور آخری دو پارے ماسوا سورۂ جن، مُلک، نوح، دھر، نصر، فلق اور ناس کے اِس وحی نے جو تعلیم دی اُس کا خلاصہ یہ تھا۔

"خالقِ کائنات کی غلامی اختیار کرو۔ اس کی خدائی میں کسی کو شریک نہ کرو اور اسے یاد کیا کرو۔ مسکینوں، یتیموں اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ غلاموں کو آزاد کرو۔ مال خرچ کرو اُسے روک کے نہ رکھو۔ کھیل تماشے میں نہ لگے رہو۔ سائل کو نہ جھڑکو۔ نمائش نہ کرو۔ دولت کے پیچھے نہ پڑو، صبر کرو، رحم کرو، نافرمانوں کے لیے جہنم ہے، پرہیزگاروں کے لیے جنت ہے۔ حق جیت کے رہے گا۔ تسلی رکھو۔ تکلیف کے بعد ہی راحت آتی ہے۔ سچائی پر ڈٹے رہو۔"

اِس تعلیم میں کوئی بھی ایسی بات نہ تھی جس کی مخالفت کی جائے یا لوگوں کی ایذا رسانی کی جائے۔ قریش کی مخالفت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے عقائد اور معاشرتی زندگی کی بنیاد ہی بُت پرستی، اوہام اور تقلیدِ آبا پر تھی۔ اِس لیے خدائے واحد کی طرف آنے سے وہ تمام ڈھانچہ ٹوٹتا تھا جس پہ اُن کی معاشرت کا انحصار تھا اور بڑے اور چھوٹے اور آزاد اور غلام کا فرق ختم ہوتا تھا اور یہ اکابرِ مکہ کو گوارا نہ تھا۔ پھر وحی ان کو برملا کہہ رہی تھی کہ مسکینوں کی مدد

Marfat.com

کرو اور محتاجوں کو کھانا دو ورنہ جہنم میں جاؤ گے اور یہ کہ مال جمع کرنے والوں کے دلوں پر آگ چڑھے گی۔ یہ بات اُس رویہ کے برعکس تھی جو وہ غریبوں پر ظلم کرکے یا اپنی دولت عیاشیوں میں برباد کرکے اختیار کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ اِس تحریک کو اپنے لیے انتہائی خطرناک سمجھ کر پہلے دن سے ہی اُسے فنا کرنے کے درپے ہوگئے۔

اگلے ۲ دو سال کی وحی: ان سورتوں پر مشتمل تھی۔ ۱۵، ۱۷ تا ۲۱، ۲۳، ۲۵ تا ۲۷، ۳۴، ۳۶ تا ۳۸، ۴۰، ۴۳، ۴۴، ۵۰، ۶۷، ۷۱، ۷۲، ۷۶، ۷۷۔ اس وحی نے اُسی تعلیم کو مزید پختہ کیا اور مخالفوں کے ہجوم میں مومنوں کی تسلی کے لیے مزید کہا:-

خدائی طاقتیں (فرشتے) مومنوں کے ساتھ ہیں اِس لیے وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ اللہ نے ہر جان پر داروغے مقرر کر رکھے ہیں۔ اللہ کافروں کو ڈھیل دے رہا ہے۔ مگر وہ انہیں بتدریج پکڑے گا۔ اس نے فرعون، قوم نوح، عاد، ثمود وغیرہ کو ہلاک کر دیا۔ اِس لیے اگر قرآن کے مخاطب بھی ایمان نہ لائے اور اپنی بدکاریوں سے باز نہ آئے تو یقیناً ہلاک ہوں گے اور معاملہ یہیں پر ہی بس نہ ہوگا۔ ایک دن لوگ خدا کے حضور جمع ہوں گے۔ اِس وقت جھٹلانے والوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور پرہیزگار جنت میں مزے اُڑائیں گے۔

Marfat.com

شعب ابی طالب میں قیام اور مقاطعہ

(سنہ ۷ سے سنہ ۱۰ نبوی)

مکہ والوں کی دشمنی حد سے بڑھی تو سنہ ۷ میں ابوطالب نے شہر سے باہر ایک گھاٹی میں جو اُن کی اپنی تھی منتقل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ مشرکوں نے یہ دیکھ کر جھٹ ایک معاہدہ لکھا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کو شہر بدر کر دیا جائے اور ان سے رشتے نہ کیے جائیں۔ نہ تجارتی تعلق رکھے جائیں۔ اس معاہدہ کو کعبہ پر آویزاں کر دیا گیا۔ اس مقاطعہ کی حالت میں آپؐ کا خاندان تین سال تک رہا۔ گھر کا توشہ ختم ہو گیا۔ کھانے پینے کو کچھ نہ رہا۔ پتے اور چمڑہ کھانے پر نوبت آئی۔ بچوں کے رونے کی آوازیں گھاٹی سے باہر آنے لگیں یہ دیکھ کر کچھ لوگوں کا دل پسیج گیا اور انہوں نے معاہدہ کو چاک کر دیا اور خود جا کر آپؐ کے خاندان کو شہر میں لے آئے۔ ابوجہل جسے بجا طور پر اِس اُمت کا فرعون کہا گیا ہے اب بھی مخالف تھا۔

ان تین سالوں میں بھی امن کے مہینوں میں آپؐ گھاٹی سے باہر آتے اور حج کے لیے آتے ہوئے مختلف قبائل میں تبلیغ کرتے۔

ابوطالب اور خدیجہ رضؓ کی وفات (سنہ ۱۰ نبوی)

سنہ ۱۰ میں گھاٹی سے باہر نکلے آپؐ کو چند ہی ماہ ہوئے تھے کہ ابوطالب اور خدیجہؓ چند دنوں کے وقفے میں وفات پا گئے۔ یہی دو مونس و غمخوار آپؐ

Marfat.com

کے سچے مددگار تھے۔ اب آپؐ بالکل تنہا اور بے آسرا رہ گئے اور قریش آپؐ کو بے باکی سے ستانے لگے۔

ظلم کی شدت اِس واقعہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک دفعہ راہ چلتے میں ایک بدبخت نے آپؐ کے سر پر خاک ڈال دی۔ آپؐ گھر آئے تو زینب سر دھوتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔ آپؐ نے کہا "بیٹی رو مت۔ خدا تمہارے باپ کی حفاظت کرے گا"۔

سودہؓ اور عائشہؓ سے نکاح: اس پریشانی میں غم غلط کرنے اور گھر کی آبادی کے لیے آپؐ نے حبشہ کی ایک مہاجر، سودہؓ بنت زمعہ سے جو پچاس برس کی بیوہ تھیں نکاح کیا۔ انہی دنوں آپؐ نے ابوبکرؓ کی کم سن بیٹی عائشہؓ سے بھی نکاح کیا۔ لیکن عائشہؓ کی رخصتی چار سال کے بعد مدینہ میں ہوئی۔ مکہ کے باقی تین سال گھر میں سودہؓ ہی آپؐ کی رفیق تھیں۔ عرب کی زندگی میں متعدد شادیاں، چھوٹی یا بڑی عمر کی شادیاں، بیوہ یا مطلقہ کی شادی اور دُکن لانا، یہ سب باتیں عام تھیں اور معیوب نہ سمجھی جاتی تھیں۔ اس کے برعکس خون کے رشتوں کے بعد، خاندانوں اور قبائل کو ملانے کا سب سے بڑا ذریعہ شادی ہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عمر کے آخری حصہ میں سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے اس دستور کو استعمال کیا۔ عائشہ سے نکاح غالباً ابوبکرؓ کی دوستی کی پختگی کے لیے ہوا اور شاید آپؐ نے وہ قابلیت بھی بھانپ لی ہو جو اُنہوں نے بعد میں اشاعتِ اسلام میں ظاہر کی۔

Marfat.com

طائف کا سفر

سنہ ۱۰ نبوی

مکہ والوں سے مایوس ہو کر آپؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو ساتھ لے کر طائف کا رُخ کیا۔ طائف مکہ سے چالیس میل دُور ایک سرد مقام ہے۔ جہاں مکہ والوں کے باغات بھی تھے اور عربوں کا ایک بڑا بُت لات (زنِ خدا) نصب تھا۔ وہاں آپؐ ۲۶ دن ٹھہرے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ لیکن لوگ تمسخر کرتے رہے۔ ایک بڑے خاندان کے تین بھائیوں سے ملے تو انہوں نے جواب دیا۔

پہلا "اگر خدا نے تجھے پیغمبر بنایا ہے تو کعبے کا پردہ چاک کر رہا ہے"!

دوسرا "کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی نہ مِلا"؟

تیسرا "اگر تو سچا ہے تو تجھ سے بات کرنا خلاف ادب ہے اور اگر جھوٹا ہے تو گفتگو کے قابل نہیں۔ اِس لیے میں تم سے بات نہیں کروں گا۔"

انہوں نے یہیں پر بس نہ کی بلکہ چھوٹے چھوٹے شہر کے لونڈے آپؐ کے پیچھے لگا دیتے۔ جنہوں نے آپؐ کو اِس قدر پتھر مارے کہ جوتیاں خون سے بھر گئیں اور آپؐ کو ایک باغ میں پناہ لینی پڑی۔

طائف کے دُکھ سے آپ کے منہ سے درد بھری دعا نکلی جس کے الفاظ یہ تھے۔

"اے اللہ! میں اپنی کمزوری، کوتاہ تدبیری اور ذلت کی شکایت تجھ سے

Marfat.com

ہی کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین اور اے کمزوروں کے رب! تو مجھے کس کے سپرد کرے گا۔ اُس دشمن کے جو مجھ پر ٹوٹ پڑے یا اس دوست کے جس کے ہاتھ میں میرا معاملہ ہو۔ اگر تو مجھ پر غضبناک نہیں تو مجھے کوئی پروا نہیں۔ تیری عافیت مجھے کافی ہے۔ میں تیرے اُس نور کی پناہ مانگتا ہوں جو آسمانوں اور زمین کو روشن کرتا ہے اور جس سے اندھیروں میں چمک پیدا ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کے کام سنورتے ہیں۔ میں تیرے غضب اور غصّے سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تجھے راضی کرتا ہوں تیرے بغیر کسی کو قوت نہیں۔"

ابوطالب اور خدیجہؓ کی وفات کے بعد یہ حادثہ اس قدر دردانگیز تھا کہ اس کی ٹیس آپؐ عمر بھر محسوس کرتے رہے اور اسے زندگی کے دو بدترین واقعات میں شمار کیا کرتے (دوسرا واقعہ اُحد کی شکست کا تھا) تاریخ میں اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہا گیا ہے۔

واپسی پر آپؐ نے نخلہ کے مقام پر چند روز قیام کیا۔ یہاں نصیبین کے سات جنّوں سے ملاقات ہوئی۔ وہ اسلام لائے اور اپنی قوم کی طرف داعی بن کر گئے۔ پھر آپؐ حرا میں آئے اور مکہ میں درپیش خطرہ کے پیش نظر چند آدمیوں کو پیغام بھیجا کہ کیا تم مجھے اپنی حمایت میں لے سکتے ہو۔ گویا خطرہ اس قدر تھا کہ آپؐ مکہ میں داخل بھی نہ ہو سکتے تھے۔ دو نے انکار کیا مگر مطعم بن عدی نے درخواست منظور کی۔ بیٹوں کو ہتھیار لگانے کا حکم دیا اور خود اُونٹ پر سوار ہو کر حرم میں آیا اور پکارا کہ "میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ دی ہے" تب آپؐ شہر میں داخل ہوئے اور حرم میں نماز ادا کر کے گھر تشریف لے گئے

Marfat.com

مطعم نے جنگِ بدر سے پہلے کفر کی حالت میں وفات پائی لیکن اس کی یہ خدمت ایسی تھی کہ حسانؓ نے اس کی مدح میں قصیدہ لکھا اور خود آپؐ نے بدر کے قیدیوں کو دیکھ کر کہا کہ اگر آج مطعم زندہ ہوتا اور مجھے قیدیوں کو چھوڑنے کے لیے کہتا تو میں انہیں چھوڑ دیتا۔

طائف سے مکہ میں واپسی پر معراج ہوا یعنی آپؐ کو مکان وزمان کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپؐ علم کی انتہا تک پہنچے اور پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

ایامِ حج میں قبائل کو تبلیغ

۱۱ھ تا ۱۳ھ نبوی

مکہ اور طائف میں تبلیغ کے مواقع ختم ہو چکے تھے اور آگے بڑھنے کی راہیں مسدود نظر آتی تھیں۔ لہٰذا آپؐ نے ۱۱ھ سے عرب کے مختلف قبائل کے اجتماعوں اور میلوں میں جو حج کے موقع پر منعقد ہوتے تھے دورہ کرنا شروع کیا۔ آپؐ ہر ایک سے کہتے "کہو اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں تاکہ کامیاب ہو جاؤ"، لیکن کوئی متوجہ نہ ہوتا تھا۔ اچانک منیٰ میں جمرۂ عقبہ کے پاس مدینہ کے چھ آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے انہیں دعوتِ اسلام دی۔ انہوں نے اسلام کی شہرت سُن رکھی تھی اور اُس سے متاثر تھے نیز وہ یہود سے بازی بھی لے جانا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اگلے سال آنے کا وعدہ کر گئے۔

Marfat.com

بیعت عُقبۂ اُولیٰ

اگلے سال سنہ ۱۲ ن کے ایامِ حج میں بارہ اشخاص مدینہ سے آئے اور منیٰ میں آپؐ سے ملاقی ہوئے۔ اُنہوں نے وہ بیعت کی جسے اسلام میں عورتوں کی بیعت کہا جاتا ہے۔ یعنی شرک نہ کریں گے۔ چوری نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے، اولاد کو قتل نہ کریں گے، بہتان نہ باندھیں گے اور دستور کی نافرمانی نہ کریں گے، واپسی پر آپؐ نے اُن کے ہمراہ ایک صحابی مُصعَبؓ بن عمیر کو کر دیا۔ تاکہ اِسلام کا پیغام دیں۔ اُن کی تبلیغ کا ایسا اثر ہُوا۔ کہ مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں کوئی نہ کوئی مسلمان نہ ہو۔

بیعت عقبۂ ثانیہ

اگلے سال ۱۳ نبوی کے ذی الحجہ میں مدینہ سے ۷۳ مرد اور دو عورتیں آئیں اور چھپ کر منیٰ میں اُسی مقام پر رسولؐ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ "ہم آپ کی ویسی ہی حفاظت کریں گے جیسی اپنی اولاد کی کرتے ہیں اور سُرخ و سفید سے لڑیں گے"۔ اس موقعہ پر عباسؓ بھی رسولؐ اللہ کے ساتھ تھے۔ اگرچہ وہ ابھی اسلام نہ لائے تھے۔ عباسؓ نے مدینہ والوں سے کہا کہ اگر تم مرتے دم تک اِن کا ساتھ دے سکتے ہو تو اِنہیں لے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تلواروں کی گود میں پلے ہیں ڈرنے والے نہیں پھر آپؐ نے اُن میں انہی کی مرضی کے بارہ نقیب مقرر کیے۔ نو قبیلہ خزرج سے اور تین قبیلہ اوس سے یہ لوگ مدینہ کے د

بڑے عرب قبیلوں کے سردار تھے۔

عین اُس وقت ایک شیطان نے کرخت آواز میں چیخ ماری۔ آپؐ نے پہچان کر بتایا کہ یہ فلاں شخص ہے۔ اُس نے قریش کو اطلاع دی۔ وہ صبح صبح مدینہ والوں کے پاس پہنچے اور پوچھ گچھ کرنے لگے۔ جو لوگ بیعت میں شامل تھے وہ چُپ رہے اور باقیوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ مکہ والے لوٹ گئے لیکن بعد میں اُن کا تعاقب کیا۔ صرف سعدؓ بن عبادہ ہاتھ آئے۔ انہیں تھوڑی دیر روکا پھر چھوڑ دیا۔

یہیں منیٰ میں سورۂ حج کی آیت۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا اُتری اور جنگ کی اجازت دی گئی۔

اَب مدینہ میں اسلام کو ایک مددگار شہر مل گیا اور حکم جہاد بھی ہوگیا۔ لہٰذا آپؐ نے سب مسلمانوں کو وہاں ہجرت کرنے کا حکم دے دیا اور لوگ آہستہ آہستہ جانے لگے۔

Marfat.com

تیرہ سالہ مکّی زندگی کا خلاصہ

المختصر چالیس برس کی عمر میں وحی آنے کے بعد آپؐ تیرہ برس مکّہ میں رہے۔ پہلے تین سال خفیہ تبلیغ ہوئی اور چالیس مرد و زن مسلمان ہوئے۔ پھر کھلی تبلیغ شروع ہوتی اور شدید مخالفت اور ایذا رسانی کی گئی۔ تنگ آکر پانچویں سال آپؐ نے مسلمانوں کو ملک حبشہ میں ہجرت کی اجازت دے دی اور ایک سو کے قریب اشخاص اُدھر ہجرت کر گئے۔ ساتویں سال مخالفت اس قدر بڑھ گئی کہ آپؐ اپنے خاندان اور چچا ابوطالب کے ہمراہ مکہ سے باہر شعب ابی طالب میں منتقل ہو گئے اور مکہ والوں نے آپؐ کے خاندان والوں کا معاشرتی مقاطعہ کر دیا۔ تین سال آپؐ کا خاندان وہاں محصور رہا۔ اور نوبت فاقوں تک پہنچی۔ اتنی دشمنی کے باوجود امن کے مہینوں میں آپؐ باہر آتے اور تبلیغ کرتے۔ دسویں سال مکہ والوں میں بعض کے دل پسیج گئے۔ اور انہوں نے مقاطعہ ختم کر دیا اور آپؐ واپس شہر میں آگئے۔ مگر جلد ہی بعد آپؐ کے چچا ابوطالب اور بیوی خدیجہؓ فوت ہو گئے اور آپؐ بالکل بے سہارا ہو گئے۔ اِس سے فائدہ اٹھا کر کفار نے مخالفت تیز کر دی۔ تب آپؐ نے طائف کو آزمانا چاہا اور وہاں کا دَورہ کر کے مسلمان پیدا کرنے کی کوشش کی مگر سخت ناکامی ہوئی اور پتھر کھائے پھر آپؐ نے حج کے لیے

Marfat.com

باہر سے آتے ہوئے قبائل کا دورہ کیا مگر کسی نے بھی حمایت نہ کی۔ بالآخر مدینہ کے لوگوں کو اللہ نے توفیق دی اور وہ تین سال تک ایامِ حج میں آپؐ کو خفیہ طور پر ملتے رہے اور آخری بار آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دے گئے۔ مدینہ کو پناہ گاہ پاکر آپؐ نے وہاں منتقل ہونے کا فیصلہ کر لیا اور مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دے دیا۔

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ (۲۲: ۴۱)

یہ (مومن) وہ لوگ ہیں جنہیں ہم زمین پر قبضہ دیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، اچھائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور انجام کار تو اللہ کے پاس ہی ہے

Marfat.com

مکی وحی کی تعلیم کا خلاصہ

باوجود مشکلات کے، باوجود ذاتی دُکھ کے، باوجود جانی خطروں کے اور باوجود اِس کے کہ سننے والے لوگ معدودے چند تھے اور جو تھے وُہ بھی اکثر عام سمجھ کے کم علم لوگ تھے۔ مکّی وحی بتدریج عالمگیر حقائق کو بیان کرتی رہی۔ اُس نے اُن بنیادی اصولوں کو بے دھڑک اور پوری وضاحت سے بیان کیا۔ جن پر نوعِ انسان بلکہ کائنات قائم کی گئی ہے۔ وہ نہ صرف صاحبِ وحی کی ذاتی پریشانی اور بے بسی سے بے نیاز تھی بلکہ اِس بات سے بھی بے غرض تھی کہ اُس کے فوری مخاطب کون ہیں اور وہ اصول اُس عظمت کے حامل تھے جو قرآنِ عظیم کو اللہ کی کتاب ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ ہاں! مکے کا پیغام یہ تھا۔

(۱) یہ کائنات یونہی وجود میں نہیں آگئی۔ بلکہ اِسے ایک ایسی ہستی نے بنایا ہے جو ہر جگہ موجود ہے، ہر چیز کو دیکھ رہی ہے اور جس نے ہر چیز کو اِس طرح قابو میں کر رکھا ہے کہ وہ سرِ مو تجاوز نہیں کر سکتی۔ وہ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ اکیلا خدا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، کوئی بیٹا نہیں، اُسے کسی مددگار، کسی سفارشی، کسی دوسرے خدا کی ضرورت نہیں۔ سب نفع و نقصان اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ وہ خالق ہے، وہ رزاق ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ اُس کا ایک لفظ دنیا کو وجود میں لایا ہے اور اُس کا ایک اشارہ پوری کائنات کو مٹا سکتا ہے۔ وہ غالب اور حکمت والا خدا ہے، رحم کرنے والا

اور معاف کر دینے والا ہے، پکڑنے والا اور سزا دینے والا خُدا ہے۔

(۲) یہ آسمان و زمین کوئی کھیل تماشہ نہیں، کوئی الّم غلّم، اٹکل پچو بات نہیں بلکہ ایک حقیقت ہیں اور ٹھوس قوانین پر بنائے گئے ہیں۔ ہر چیز اپنے مدار میں، اپنے قانون میں جکڑی ہوئی ہے۔ یہ کائنات ایک مدت تک رہے گی، پھر فنا ہو جائے گی۔

(۳) انسان کو بہترین ساخت پر بنایا گیا ہے۔ اللہ نے اُس میں اپنی روح یعنی صفات کا ایک حصہ پھونکا ہے۔ فرشتے یعنی خدائی قوتیں اُس کے گرد سربسجود ہیں، سوائے ابلیس کے، جو انسان کو بہکا کر اُسے جہنمی بنا رہا ہے۔ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے انسان کے لیے ہے اور اُسے حسنِ عمل کے بدلے انعام میں مِل سکتا ہے۔ خدا نے انسان کو خلیفہ بنایا ہے اس لیے انسان کو چاہیئے کہ خلافت کا حق ادا کرے۔ کائنات کو تسخیر کرے اور اپنے رب سے ملاقات کے لیے تیار رہے۔

(۴) نوعِ انسان ایک اُمّت ہے، ایک ہی نسل ہے، قومیں اور قبیلے پہچان کے لیے ہیں۔ سب اللہ کے بندے ہیں، انھیں متحد العمل ہونا چاہیئے۔ تفرقہ اور فساد منشائے الٰہی کے خلاف ہے۔

(۵) دین یعنی قانون واحد ہے۔ سب انبیاء ایک قانونِ ابدی لائے، سب اللہ کی غلامی سکھانے آئے، فرقے بنانے اور لڑانے نہیں آئے۔

(۶) جزا کا تعلق صرف عمل سے ہے۔ خوشامد، سفارش، اقوال و رسوم کچھ فائدہ نہیں دے سکتے، کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا، ہر شخص کو اُس کی کوشش

Marfat.com

کے مطابق دیا جاتا ہے۔ یہاں انصاف ہے، پورا بدلہ چکایا جاتا ہے۔ نیکوں کے لیے دنیا میں عزت اور خوشحالی ہے اور آخرت میں جنت ہے۔ بروں کے لیے دنیا میں ذلت اور مسکنت ہے اور آخرت میں جہنم ہے۔

(۷) تاہم گنہگاروں کو مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ اللہ کا ایک قانون مغفرت بھی ہے جو توبہ کرنے والوں یعنی خدا کی طرف لوٹ آنے والوں اور برائیوں سے رک جانے والوں کے لیے ہے۔ اللہ سب پچھلی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ سزا یا موت کا وقت نہ آن پہنچا ہو۔

(۸) غیر صالح، ظالم اور بدکار قومیں مٹا دی ہیں، بیمار حصوں کو کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ باقی جسم نشو و نما پائے۔ جو قوم ایک بار مٹ جائے اس کا پھر اُبھرنا محال ہے۔

(۹) یہ کائنات ایک دن اپنے انجام کو پہنچے گی۔ بگل بجا دیا جائے گا، مُردے قبروں سے نکل پڑیں گے، میدانِ حشر ہوگا۔ پائی پائی کا حساب ہوگا، جنت اور جہنم حاضر کیے جائیں گے۔ ابدی راحت اور ابدی دُکھ ہوگا۔ ہر جان پورا بدلہ پائے گی۔

(۱۰) اللہ کی عبادت (غلامی) اختیار کرو۔ اِس کی یاد کے لیے نماز قائم کرو۔ محتاجوں کی مدد کے لیے زکوٰۃ دو ماں باپ کی خدمت کرو۔ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کی مدد کرو، سائل اور محروم کو اُن کا حق دو۔ مالِ یتیم نہ کھاؤ، مسکینوں کو کھانا دو، غلاموں کو آزاد کرو، صاف پاک کھانا کھاؤ، قتل نہ کرو، قتلِ اولاد نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، بے حیائی کے قریب نہ جاؤ، عہد

Marfat.com

پورا کرو، امانتیں پوری کرو، شہادت قائم کرو، رشتوں کو جوڑو، نیکی سے برائی کو دُور کرو، لوگوں کو معاف کر دو، اچھی بات کرو، سچ بولو، قسمیں نہ کھاؤ، طعنے نہ دو۔ چغلی نہ کھاؤ۔ آپس میں مشورہ کرو، بدلہ لے سکتے ہو مگر معاف کر دینا بہتر ہے۔ دلوں کو سخت نہ ہونے دو، بے حس ہو کر گناہوں میں مست نہ ہو جاؤ، ہمیشہ اپنی اصلاح میں لگے رہو۔ اعمال کو درست کرو۔ اللہ کے انعامات کے امیدوار رہو۔ یہی انسانی فلاح کے زرین اصول ہیں۔ یہی مکارمِ اخلاق ہے۔

(۱۱) نبی بشر ہوتا ہے وہ علم غیب نہیں رکھتا، خدائی خزانوں میں قدرت نہیں رکھتا، اپنی مرضی سے معجزے نہیں دکھا سکتا۔ البتہ وہ خدا کا پیغمبر اور کاربردار ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کو خدا کے بندے بنانے آتا ہے وہ حق کی حمایت میں اور باطل کی مخالفت میں کمر بستہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے لیے کچھ نہیں مانگتا۔ اُس کا اجر صرف اللہ کے پاس ہوا کرتا ہے۔ خدا کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے اُس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔

(۱۲) قرآن من گھڑت کتاب نہیں، شعر نہیں، افسانہ نہیں، جھوٹ نہیں، اُس میں کجی نہیں۔ اس میں جھوٹ داخل نہیں ہو سکتا۔ وہ اللہ کے علم کو لیکر آیا ہے۔ وہ راہنمائی کرتا ہے۔ قانونِ حق کو بیان کرتا ہے۔ اُسے ماننا اور اُس پر عمل کرنا لازم ہے، ورنہ نافرمانوں پر سزا اٹل ہے۔

(۱۳) رسولؐ اور مومنوں کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے، وہ نجات پاتے ہیں۔ جیت کے رہتے ہیں، غالب ہوتے ہیں، اعلون ہوتے ہیں، خوش حال

کیے جاتے ہیں، عزت دیے جاتے ہیں، انھیں کوئی خوف یا کوئی غم نہیں ہوتا، انھیں خوشخبری ہے۔ دنیا کی زینتیں اُن کے لیے ہیں، آخرت کے انعام اُن کے لیے ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

(۱۴) کافر ہلاک کیے جاتے ہیں، مغلوب کیے جاتے ہیں، ذلیل کیے جاتے ہیں، تنگی میں ڈالے جاتے ہیں مال اور اولاد ان کو نہیں بچا سکتے۔ ان کے لیے آخرت میں جہنم ہے۔

(۱۵) قولی ایمان کچھ شے نہیں۔ ایمان والوں کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ جو پورا اُترے وہی مومن ہے۔ لوگوں کی ایذا رسانی عذاب الٰہی نہیں۔ اللہ کی راہ میں تکلیفیں آیا ہی کرتی ہیں۔ دُکھ کے بعد ہی راحت ملتی ہے۔

(۱۶) اگر مجبور ہو جاؤ تو دوسری جگہ چلے جاؤ۔ اللہ کی زمین وسیع ہے۔ ہجرت کرنے والوں کو دنیا بھی اچھی ملے گی اور آخرت بھی۔ کوئی جانور اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتا۔ سب کا رزق اللہ مہیا کرتا ہے۔ رزق سے بے نیاز ہو کر اللہ کی راہ میں چل نکلو۔

(۱۷) صبر کرو، مشکلات کو برداشت کرو، ڈٹے رہو۔ جان و مال اور اولاد و زن قربان کر کے بھی حق پر قائم رہو۔

(۱۸) اللہ اُس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو اپنی حالت نہ بدلے۔ سب سے پہلے اپنے آپ کو بدلو۔

(۱۹) اللہ نے انبیاء کو حکومت دی، پہاڑوں، پرندوں، ہوا، لوہے، تانبے وغیرہ پر انہیں قدرت بخشی۔ تم بھی صحیح عمل کرو گے تو تم بھی بادشاہ بنو گے۔

(۲۰) اپنے آپ کو جہاد کے لیے تیار کرو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ جو جہاد کرے گا اپنے فائدے کے لیے کرے گا۔

Marfat.com

ہجرت

تیرہ سال کے بے پناہ دکھوں اور بے مثال صبر و تحمل کے بعد جب مدینہ کی شکل میں ایک پناہ نصیب ہوگئی تو رسولِ خدا صلعم نے سب ایمان والوں کو وہاں ہجرت کا حکم دے دیا تاکہ اپنی قوتوں کو مجتمع کر کے کفر پہ ایک کاری ضرب لگا سکیں۔ ہجرت کوئی جان بچانے کا عمل نہ تھا، نہ اس کا منشا ایک پُرامن جگہ پہنچ کر باقی زندگی ذکرِ الٰہی میں گزار دینا تھا۔ اس کا مقصد ایک مضبوط قلعہ میں بیٹھ کر کفر سے پنجہ آزمائی کرنا اور اسے سرنگوں کرنا تھا۔ نہیں، کفر و شرک کو صفحۂ ہستی سے ملیا میٹ کرنا تھا۔ بادشاہِ حقیقی تعٰ کی سلطنت سے باغیوں کا خاتمہ تھا۔ حکومت کی باگ ڈور اللہ کے اپنے ملازموں (عابدوں) کے حوالے کرنا تھا۔ تاکہ وہ اسے بادشاہ کی مرضی کے مطابق چلائیں۔

ہجرت آغاز تھا اس نصب العین کو پہنچنے کا جس کے لیے رسولِ خدا صلعم کو دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ یہ ابتدا تھی اس کوہ شکن عمل کی جس نے کرۂ زمین پر اللہ کے جھنڈے کے سوا ہر دوسرے جھنڈے کو اکھاڑ پھینکنا تھا۔ جس نے ساری دنیا کو کفر و شرک کی آلائش سے پاک کر کے انسانی جماعت کو ایک برادری اور زمین کو جنت بنانا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں سے ہجرت پر بیعت لی گئی اور وہ فتح مکہ تک جاری رہی۔ یہی وجہ تھی کہ ہجرت نہ کرنے والوں کے متعلق قرآن نے کہا کہ ان سے تمہاری

Marfat.com

وئی دوستی نہیں اور تمہارے دوست اور سچے مومن صرف وہ ہیں جو ہجرت کرتے
ور جان و مال سے جہاد کرتے ہیں یا انھیں پناہ اور مدد دیتے ہیں۔

چنانچہ حکم ملتے ہی ہر جگہ سے مسلمانوں نے اپنا گھر بار، بیوی بچوں اور مال و
تاع کو چھوڑ کر مدینہ کا رُخ کیا۔ مکہ کے مسلمانوں نے ایک ایک کر کے خاموشی سے
انا شروع کیا۔ حتیٰ کہ پیچھے صرف رسول صلعم، ابوبکرؓ اور علیؓ رہ گئے۔

مکہ سے پینتالیس مسلمانوں نے ہجرت کی۔ یمن سے باون مسلمانوں نے
شتی پر بیٹھ کر مدینہ کا رُخ کیا مگر ہوا کی لہریں انھیں حبشہ لے گئیں اور وہ بہت
عد میں حبشہ کے مہاجروں کے ہمراہ مدینہ پہنچے۔ مضافات کے قبائل کے
سلمان بھی مدینہ چل دیے۔

ان حالات میں مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے دارالندوہ میں مشاورت
، اور ان میں نجد کا ایک شیطان بھی شامل ہوا۔ تین تجویزیں پیش ہوئیں۔
سول خدا صلعم کو شہر بدر کر دیا جائے، قید کر دیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔ پہلی
تجویزوں کو غیر تسلی بخش قرار دیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ ہر خاندان میں سے ایک
خص نکلے اور یکبارگی حملہ کر کے آپؐ کو قتل کر دیا جائے۔ اس طرح بنی ہاشم
نتقام نہ لے سکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ خون بہا دیا جائے گا۔

۲۷ صفر ۱۴ نبوی یا ۱ھ کو آپؐ نے ابوبکرؓ کو اطلاع دی کہ رات
روانگی ہے۔ رات ہوتے ہی کفار نے بھی آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور دروازہ
یٹھ کر آپؐ کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ آپؐ نے علیؓ کو لوگوں کی امانتیں
دکیں اور اپنے بستر پر سلا دیا۔ خود دشمن کی آنکھوں میں دھول ڈال کر گھ

سے باہر نکلے اور ابوبکرؓ کے گھر پہنچ کر انھیں ہمراہ لیا۔ ابوبکرؓ نے اپنا کل سرمایہ
(چھ ہزار درہم) ساتھ رکھا۔ ابوبکرؓ کی بیٹی اسمٰاؓ نے کمربند پھاڑ کر کھانا باندھا
آپ دونوں مکہ سے تین میل دُور جبل ثُور پر واقع ایک غار میں جا کر چھپ گئے
دونوں وہاں تین راتیں چھپے رہے اور کفار اُن کی تلاش میں سرگرداں رہے
ایک کافر غارِ ثور تک ایسی جگہ آن پہنچا کہ جھک کر دیکھتا تو دونوں کو سامنے بیٹھے
پاتا۔ ابوبکرؓ اس بات سے گھبرائے لیکن رسول اللہؐ نے فرمایا "فکر نہ کرو۔ اس
غار میں ہم دو کے ساتھ تیسرا خدا ہے"۔ قریش نے آپؐ کو پکڑنے کے لیے ایک سَو
اونٹوں کا انعام مقرر کر دیا۔

ان تین دنوں میں ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہ، بیٹی اسمٰاؓ اور غلام عامرؓ کھانا اور
دودھ لاتے رہے اور شہر کی خبریں بھی دیتے رہے۔ چوتھے دن عبداللہ بن اریقط
جو مسلمان نہ تھا تین اونٹنیاں لایا۔ دو اونٹنیاں ابوبکرؓ کی پالی ہوئی تھیں۔ رسول
نے کسی اور کی اُونٹنی پر سفر کرنے سے انکار کیا اور قیمت ادا کی۔ عبداللہ بن اریقط
اُجرت پر راہ دکھانے پر معمور تھا اور اس پر کافر ہونے کے باوجود اعتبار کیا گیا
ایک اونٹنی پر رسول اللہؐ سوار ہوئے ایک پر ابوبکرؓ اور عامرؓ اور ایک پر ابن ا
رات کو سفر شروع ہوا اور مسلسل بائیس گھنٹے یہ قافلہ چلتا رہا۔ اچانک ایک ک
سُراقہ نے آپ لوگوں کو آن لیا۔ مگر اس کے گھوڑے نے دو بار ٹھوکر کھا
اس نے فال نکالی تو وہ بھی ناموافق نکلی۔ وہ ڈر گیا اور امان کا خواستگار ہو
کو امان لکھنے کا حکم دیا گیا۔ سُراقہ نے یہ امان فتح مکہ کے دن پیش کی۔
کہتے ہیں رسول اللہؐ نے اس وقت سراقہ سے کہا کہ میں تو تمہارے باز

Marfat.com

میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایران فتح ہوا تو سراقہ کو سچ مچ وہ کنگن پہنائے گئے۔

ہجرت کے وقت آپؐ کی عمر ترپن ۵۳ سال کی ہو چکی تھی۔

۱۰ روز بعد ۸۔ ربیع الاوّل ۱ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعہ آپ مدینہ سے دو میل باہر قبا کی بستی میں وارد ہوئے اور رک گئے۔ مکہ کے اکثر مہاجر یہیں آکر ٹھہرے تھے پہنچتے ہی آپؐ نے مسجد قبا کی تعمیر شروع کی اور اپنے ہاتھ سے کام کرتے رہے۔ ۱۴ دن یہاں قیام ہوا۔

جمعہ کے دن وہاں سے روانہ ہوئے اس طرح کہ بنی نجار (آپ کے دادا کے ننھیال) ہتھیار لگائے چل رہے تھے۔ عورتیں چھتوں پر چڑھ آئیں اور انھوں نے گیت گائے کہ ہم پر چودھویں کا چاند نکلا ہے اور ہم پر شکر کرنا واجب ہو گیا ہے۔ (طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ..... وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا) حبشیوں نے نیزہ بازی کر کے خوشی کا اظہار کیا۔ چھوٹی بچیوں نے بھی گانے گائے۔ ہر شخص نے آپؐ کو مہمان کرنے کی خواہش کی۔ آپؐ مدینہ میں بطور نجات دہندہ داخل ہو رہے تھے۔

شہر میں داخل ہونے سے پہلے محلہ بنو سالم میں نماز جمعہ کا وقت آ گیا اور آپؐ نے وہاں اسلام کا پہلا جمعہ پڑھا اور پہلا خطبہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔

"اپنی آئندہ زندگی کا فکر کرو۔ تم مرنے کے بعد خدا کے حضور حاضر کیے جاؤ گے اور وہ تم سے ہم کلام ہوگا اور کہے گا کہ اے شخص! کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا جس نے تجھے میرے احکام پہنچائے۔ کیا میں نے مال دے کر

Marfat.com

تجھ پر فضل نہیں کیا تھا؟ پھر تو نے کیا توشہ آگے بھیجا؟ وہ شخص دائیں، بائیں اور پیچھے دیکھے گا، کچھ نہ پائے گا پھر سامنے دیکھے گا تو جہنم کو پائے گا۔ پس اے لوگو! جہنم سے بچو اگرچہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی ہو اور جس کے پاس وہ بھی نہ ہو وہ خوش کلامی اختیار کرے اور اچھی بات سے سائل کو رد کرے"۔

آپ نے اپنا قیام اونٹنی پر چھوڑا اور وہ محلہ بنو نجار میں بیٹھ گئی اور آپؐ ابو ایوبؓ انصاری کے مکان کی نچلی منزل میں ٹھہر گئے۔

اب آپؐ نے زیدؓ کو دو اونٹ اور پانچ صد درہم دے کر بھیجا کہ آپؐ کے گھر والوں یعنی زوجہ سودہؓ اور بیٹیوں اُم کلثومؓ اور فاطمہؓ کو لے آئے۔ ابوبکرؓ کے گھر والوں کو ان کا بیٹا لے آیا۔ علیؓ آپؐ کے آنے کے تین دن بعد پیدل چل پڑے اور چھپتے چھپاتے کئی دن بعد مدینہ پہنچے اور ہجرت مکمل ہو گئی۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۚ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (۳۷: ۱۷۱-۱۷۳)

ہماری بات اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے متعلق طے پا چکی ہے کہ انھیں مدد مل کے رہے گی اور صرف ہمارا لشکر ہی غالب ہو گا۔

Marfat.com

اِستحکامِ ملّت اور معاہدے

ہجرت کے بعد، پہلے سات ماہ آپؐ نے جماعت کے قیام اور ہمسایہ قوم سے معاہدوں میں صرف کیے۔ گھر کے قریب ہی مسجدِ نبوی کے لیے ایک بنجر زمین منتخب کی۔ وہ مفت پیش کی گئی، لیکن آپؐ نے قیمت ادا کر کے لی۔ وہاں کچھ قبریں تھیں وہ ہٹا دی گئیں۔ مسجد کی دیواریں کچی بنائی گئیں۔ چھت کھجور کی شاخوں اور پتوں کا ڈالا گیا۔ ستون بھی کھجور کے رکھے گئے۔ صحن میں باریک ریت بچھا دی گئی۔ صحابہؓ نے یہ مسجد اپنے ہاتھوں سے تعمیر کی اور خود رسولِ خداؐ بھی ساتھ کام کرتے رہے۔ قریب ہی آپؐ کے لیے دو کمرے ۱۵ فٹ × ۱۰ فٹ اور اتنے اونچے کہ ہاتھ چھت کو چھو جائے بنائے گئے۔ اصحابِ صُفّہ کے لیے مسجد سے ملحق ایک چھپر بھی بنایا گیا۔ یہ تعمیر سات ماہ میں مکمل ہوئی اور آپ وہاں منتقل ہو گئے۔

اصحابِؓ صُفّہ وہ لوگ تھے جو بے گھر اور غیر شادی شدہ تھے اور رسولِ خداؐ کی صحبت میں رہنا پسند کرتے تھے، وہ لکڑیاں چن کر گزر کرتے۔ ان کے کپڑے ناکافی ہوتے اور اکثر بھوکے رہ جاتے۔ کبھی رسول صلعم کچھ بھیج دیتے اور کبھی صحابہ۔ دیکھنے میں فقیر لگتے لیکن کسی سے کچھ مانگتے نہ تھے۔ بس حُبِ رسولؐ میں سرشار رہتے۔ ان میں سے جو شادی کر لیتا وہ گھر آباد کر لیتا۔ لوگ آ کر ان میں شامل ہوتے رہتے۔ ان کی کل تعداد چار سو تک بتائی گئی ہے لیکن ایک وقت میں وہ اتنے کبھی نہ ہوئے۔

انھی سات ماہ میں باجماعت نماز اور اذان کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا

اذان عمرؓ کی رائے سے تجویز ہوئی اور بلالؓ کو اذان دینے کا حکم ہُوا۔ انہی ایّام میں نصاب کے بغیر انفرادی صدقات کا حکم ہُوا۔ تاکہ مسکینوں کی پرورش ہو سکے اور وہ معاشرے کے مفید رُکن بنیں اور جہاد میں شامل ہو سکیں۔

ہجرت کے بعد لوگوں سے ایک اور بعیت جسے "بُعیت الحرب" کہتے ہیں لی گئی۔ اِس میں اقرار کیا گیا کہ "ہم تنگی اور فراخی، خوشی اور غمی اور ترجیح، ہر حال میں اطاعت کریں گے۔ اہلِ امر سے جھگڑا نہ کریں گے۔ حق کہیں گے اور ملامت کی پرواہ نہ کریں گے"۔

انہی ایّام میں آپؐ نے سب کو جمع کیا اور انصارِ مدینہ سے کہا کہ مُہاجر تمھارے بھائی ہیں۔ پھر مزاج کو دیکھتے ہُوئے بازو پکڑ کر ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا۔ اسے مواخات یعنی بھائی چارہ کہتے ہیں۔ انصار نے نصف جائداد پیش کی۔ لیکن آپؐ نے مہاجروں کو باغوں میں ہاتھ بٹانے کے عوض نصف پھل دینے کا فیصلہ کیا۔ فتح خیبر کے بعد جب یہود کی زمینیں قبضہ میں آئیں تو انصار کی امداد کی ضرورت نہ رہی اور یہ سلسلہ ختم ہُوا۔ بعض مہاجروں نے اِس امداد کو غیر ضروری سمجھا اور تجارت میں لگ کر امیر کبیر ہو گئے۔

ہجرت کے پانچ ماہ بعد مدینہ کے باشندوں کے لیے بشمولیت یہود و مشرکین عہد نامہ لکھا گیا جس میں باہمی تعلقات، حقوق اور تعاون کی تشریح کی گئی۔ اِس کے بعض اجزاء یہ تھے۔

(ا) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے مقابلہ میں قتل کرنے کا مجاز نہ ہو گا۔

(ب) ادنیٰ مسلمان کو پناہ دینے کا وہی حق ہو گا جو اعلیٰ مرتبہ کے مسلمان کو۔

Marfat.com

(ج) کوئی شخص قریش کو پناہ یا امداد نہ دے گا۔

(د) جنگ میں یہود مسلمانوں کی مدد کریں گے۔

(ھ) مدینہ پر حملہ کی صورت میں مسلمان اور یہود ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

(و) ایک فریق کسی سے صلح کرے گا تو دوسرا بھی اس کا پابند ہو گا۔

(ز) اختلاف کی صورت میں معاملہ اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹایا جائے گا۔

اس کے علاوہ قرآن نے موسیٰ علیہ السلام اور توریت کی تصدیق کی اور یہود کو اسلام میں شامل ہونے کی دعوت دی لیکن وہ شامل نہ ہوئے۔ صرف ایک عالم عبداللہ بن سلام اور ایک دو اور یہودی اسلام لائے۔ بہرحال شروع میں ان کا رویہ مصالحانہ تھا۔ بعد میں وہ شرارتوں پہ آگئے اور ان کا قلع قمع کرنا پڑا۔

عربوں کے دو بڑے قبیلے خزرج اور اوس بحیثیت مجموعی اسلام لائے تھے اس لیے ان میں کچے ایمان والے مسلمان بھی تھے اور منافق بھی۔ یہ لوگ آخر تک دردِ سر رہے۔ بلکہ عین وقت پر دھوکا دے جاتے رہے۔ غلط خبریں اڑانے اور خفیہ دشمنی سے باز نہ آتے۔ خزرج کا بڑا سردار عبداللہ بن اُبَی جنگ بدر کے بعد اسلام میں داخل ہوا لیکن مرتے دم تک منافق رہا۔ اور افواہیں اڑانے اور نفاق ڈالنے سے باز نہ آتا تھا۔ رسولِ خدا صلعم نے آخر دم تک ان لوگوں کو برداشت کیا۔

اُدھر ہجرت کے تھوڑے دنوں کے بعد ہی مکہ والوں نے عبداللہ ابن اُبَی کو خط لکھا کہ "تم نے ہمارے آدمی کو پناہ دی ہے۔ اسے قتل کر دو یا نکال دو ورنہ ہم تم پر حملہ کر کے تمھیں قتل کریں گے اور تمھاری عورتوں پہ تصرف کریں گے"۔ اس خط سے مدینہ میں ہراس پیدا ہو گیا اور پہرے قائم ہو گئے۔ آپؐ نے عبداللہ

Marfat.com

ابن اُبّی کو اس دلیل سے سمجھایا کہ "کیا تم اپنے ہی بیٹوں اور بھائیوں (یعنی قبیلہ خزاج کے مسلمانوں) سے لڑو گے"؟ وہ بات سمجھ گیا اور شرارت سے باز رہا۔

قریش نے حج کو آنے والے قبائل عرب میں بھی اِسلام کے خلاف نفرت کی مہم جاری رکھی۔

قولِ رسولؐ

جو مر گیا مگر اس نے جنگ نہ کی اور نہ اس نے اپنے آپ کو تیار کیا وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا۔ (مسلمؒ)

Marfat.com

غزوات کا آغاز

استحکامِ ملت کا کام صرف سات ماہ میں مکمل کرنے کے بعد رسولِ خدا نے کفر کے خلاف باقاعدہ مقابلے کا آغاز کر دیا۔ قریش سے تیرہ سال سے جنگ برپا تھی اور وہ خون کے پیاسے تھے۔ یہ صرف آپؐ کا صبر و تحمل تھا کہ آپؐ کترا کر گزر جاتے اور چوٹیں کھا کر بھی ہاتھ نہ اٹھاتے لیکن مدینہ کی کمین گاہ کے حصول اور انصار و مہاجرین کے اجتماع نے مقابلے کا موقع مہیا کر دیا۔ تعجّب در تعجّب ہے کہ مکہ سے صرف ۸۵ مہاجر آئے اور انصار بھی جیسا کہ اصحابؓ بدر کی تعداد سے ظاہر ہے۔ چند صد سے زیادہ نہ تھے لیکن صرف اتنی سی قوت کے بل بوتے پر آپ پورے عرب سے ٹکرانے پر کمربستہ ہو گئے۔ قرآن نے بھی باقاعدہ جنگ کے احکام جاری کر دیئے۔

"ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں ... انھیں وہاں سے نکال دو جہاں سے انھوں نے تم کو نکالا ہے .... انھیں قتل کرو جہاں بھی انھیں پاؤ ... جنگ جاری رکھو حتیٰ کہ فتنہ مٹ جائے اور اللہ کا دین غالب آ جائے ... مکہ حرمت کی جگہ ہے وہاں لڑنا منع ہے لیکن وہ لڑیں تو تم بھی لڑو" (البقرۃ)

شعبان ۲ھ میں قرآن نے خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم بھی دے دیا تاکہ مسلمان یہود و نصاریٰ سے علیحدہ ایک عالمگیر مرکزی امت بنیں اور اقوامِ عالم پر گواہ ہو کر ان کے محاسب ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے ہوئے اس امتیاز نے مسلمانوں میں مکہ پر قبضہ کرنے کی دھن کو تیز تر کر دیا اور نگاہیں کعبہ

Marfat.com

کو شرک کی آلودگی سے پاک کرنے کی طرف منعطف ہوگئیں۔

انہی ایام میں رمضان کے روزوں کا حکم بھی آیا تاکہ بھوک، پیاس اور نفس کُشی کی اِس مشق میں جسم خاکی بے وقعت ہوجائے اور اُس کا قربان کرنا آسان نظر آئے

ہاں! مدینہ میں پہنچنے کے صرف سات ماہ بعد رسولِ خدا نے شام کو آنے والے قریش کے تجارتی قافلوں کا تعاقب کرنے کے احکام جاری کردیئے تاکہ ان کی تجارت کی راہ میں رکاوٹ ڈال کر انھیں صلح پر مجبور کیا جائے۔ اِن کے اموال پر قبضہ کر کے انھیں کمزور اور اپنے آپ کو قوی کیا جائے یا انھیں میدانِ جنگ میں لاکر ان کی قوت اور رعب کا خاتمہ کر دیا جائے۔

بدر سے پہلے آٹھ مہمیں بھیجی گئیں اور ان میں صرف مہاجروں کو بھیجا گیا۔ انصار کو نہ بھیجنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ انصار کی بیعت صرف حفاظت کی تھی۔ لیکن ان کی بیعت حرب بھی اوپر مذکور ہو چکی ہے اِس لیے ممکن ہے وجہ یہ ہو کہ چونکہ وہ اِسلام میں نئے تھے اِس لیے ان کو فوراً جنگ میں دھکیل دینا مناسب نہ سمجھا گیا ہو۔ اس کے برعکس مہاجر پُرانے اور پختہ کار مومن تھے۔ اِس لیے ان کی مثال قائم کرنا ضروری سمجھا گیا۔

قریش کے علاوہ کسی اور قبیلے سے ٹکراؤ کی صورت جنگِ بدر تک پیدا نہ ہُوئی۔ کیونکہ انھوں نے اگرچہ اِسلام کے ظہور کا ذکر سُنا تھا لیکن انھوں نے جیسا کہ لوگوں کی عادت ہوتی ہے اِس کے متعلق تحقیق کرنا ضروری نہ سمجھا اور غالباً وہ اسے قریش کا "اندرونی معاملہ" سمجھتے تھے۔ جنگِ بدر کے بعد یہ صورت بدل گئی اور وہ معاً اِسلام کے خلاف کھڑے ہو گئے۔

Marfat.com

قریش کے خلاف رمضان ۱ھ سے ۲ھ تک نو مہمیں بھیجی گئیں جن میں سے پانچ رسولِ خدا کی اپنی سرکردگی میں گئیں۔ نویں مہم جنگِ بدر کی صورت میں ظاہر ہوئی اور حق و باطل کا فیصلہ کر گئی۔

پہلی مہم: رمضان ۱ھ میں حمزہؓ کی سرکردگی میں سمندر کی طرف جہینہ کے علاقے میں بھیجی گئی۔ اس میں تیس مہاجر تھے۔ قریش کے قافلے میں تین سو آدمی تھے اور ابوجہل بھی موجود تھا۔ صف بندی ہوئی مگر قریش نے دب کر صلح کر لی۔

دوسری مہم: شوال ۱ھ میں حارثؓ بن عبدالمطلب کی سرکردگی میں ساٹھ مہاجروں کی ہمراہی میں رابغ کی طرف بھیجی گئی۔ وہاں قریش کے دو سو آدمیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ان میں عکرمہ بن ابوجہل بھی تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے اسلام کا پہلا تیر چلایا لیکن کافروں نے لڑنے سے پہلوتہی کی۔

تیسری مہم: ذیقعد ۱ھ میں سعدؓ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں جانب مکہ بھیجی گئی۔ بیس مہاجر پیدل گئے۔ وہ رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے۔ خرار پہنچ کر معلوم ہوا کہ قافلہ نکل گیا ہے۔

چوتھی مہم: صفر ۲ھ میں خود رسولِ خدا صلعم کی سرکردگی میں نکلی۔ ساٹھ مہاجر ہمراہ تھے۔ ابوا پہنچ کر معلوم ہوا کہ قافلہ نکل گیا ہے۔ آپ نے قبیلہ بنی ضمرہ سے صلح کا عہدنامہ کیا اور واپس آ گئے۔

پانچویں مہم۔ ربیع الاوّل ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکردگی میں نکلی۔ بواط پہنچ کر معلوم ہوا کہ قافلہ نکل گیا ہے۔ دو سو مہاجر ہمراہ بتائے جاتے ہیں۔

چھٹی مہم: جمادی الاوّل ۲ھ میں پھر رسول اللہؐ کی سرکردگی میں نکلی۔ آپؐ

عشیرہ تک جو ینبوع کے قریب ہے گئے مگر قافلہ نکل گیا۔ آپؐ کے ہمراہ دو سو مہاجر بتائے جاتے ہیں۔ بنی مدلج سے معاہدہ کیا گیا۔

ساتویں مہم: عشیرہ سے واپسی کے چند دن بعد ایک کافر نے مدینہ کی چراگاہ پر شبخون مارا اور کچھ مویشی لے بھاگا۔ آپؐ نے صفوان (بدر کے قریب) تک پیچھا کیا مگر وہ نکل گیا۔

آٹھویں مہم: عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں رجب ۲ھ کو بھیجی گئی۔ گیارہ مہاجر ہمراہ کیے گئے اور ایک خط دے کر حکم دیا گیا کہ دو دن مکہ کی طرف چلتے جاؤ۔ وہاں پہنچ کر خط کھولو۔ جب خط کھولا گیا تو اس میں لکھا تھا کہ نخلہ (مکہ اور طائف کے درمیان) تک جاؤ اور قریش کے قافلے کا پتہ لگاؤ۔ ان دنوں مکہ کے قریب میں جانا سخت خطرناک تھا۔ اس لیے عبداللہؓ بن جحش نے ساتھیوں کو اختیار دیا کہ چاہیں تو آگے جائیں، چاہیں تو نہ جائیں۔ سب نے آمادگی ظاہر کی۔ آگے چل کر دو آدمیوں کے اونٹ بھٹک گئے۔ باقی نخلہ پہنچے۔ وہاں سے ایک قافلہ گزرا تو ایک صحابیؓ نے تیر مارا۔ قافلہ کا سرغنہ عمرو بن حضرمی مارا گیا، قافلہ سراسیمہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عبداللہؓ نے دو آدمی قیدی بنائے اور سب مال بھی قبضے میں کر لیا۔ اس مال میں سے ایک خُمس (پانچواں حصہ) اللہ اور رسولؐ کے لیے علیحدہ کیا اور مدینہ پہنچ گئے۔ یہ اسلام کی کفار سے پہلی جھڑپ تھی جس میں پہلا کافر قتل ہوا۔ پہلی دفعہ دو کافر قیدی بنائے گئے۔ پہلی دفعہ ان کا مال بطور غنیمت لیا گیا اور پہلا خمس نکالا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑائی پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ جب لڑنے کا

حکم نہیں دیا گیا تھا تو لڑے کیوں ؟ اور یہ مہینہ بھی حرمت کا تھا۔ تب وحی آئی کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا اور گھروں سے نکال دینا کہیں بڑا جُرم ہے۔ تب آپؐ نے خُمس لے لیا۔

قریش نے اپنے قیدیوں کے لیے فدیہ بھیجا مگر رسولؐ خدا نے اس وقت تک ان کے قیدیوں کو رہا نہ کیا جب تک اپنے دو گمشدہ آدمی واپس نہ آ گئے مبادا قریش انھیں پالیں اور قتل کر دیں۔

نویں مہم : جنگِ بدر میں منتج ہُوئی۔

جنگِ بدر رمضان ۲ھ

رمضان ۲ھ میں قریش کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے مکہ کو جا رہا تھا۔ اِس میں مال سے لدے ہُوئے ایک ہزار اُونٹ تھے اور اس کی حفاظت کے لیے تیس سوار اور دس پیادہ ہمراہ تھے۔

قافلے کی خبر پاکر رسولِ خدا صلعم نے مسلمانوں کو نکلنے کا اچانک حکم دیا ۸۲ مہاجر اور ۲۳۱ انصار یعنی کل ۳۱۳ نکلے۔ جلدی میں چند لوگ شامل ہونے سے رہ بھی گئے۔ چونکہ نخلہ میں قریش کا ایک آدمی قتل ہو چکا تھا اور دو قیدی بنا لیے گئے تھے۔ اس لیے مکہ سے لشکر کے نکلنے کا امکان بھی تھا۔ آپؐ نے مسلمانوں کو اس امکان کی بھی خبر دی اور مسلمانوں میں خوف بھی طاری ہُوا مگر آپؐ نے ہر حال میں فتح کا یقین دلایا۔ آپؐ کی دلی خواہش لشکر سے ٹکرانے کی تھی تاکہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دیا جائے۔

Marfat.com

اسلامی لشکر میں صرف دو گھوڑے اور سواری کے ستر اونٹ تھے۔ اس لیے لوگوں کو باری باری پیدل چلنا پڑا۔ اصرار کے باوجود، رسول اللہ صلعم بھی اپنی باری

جنگِ بدر ۲ھ

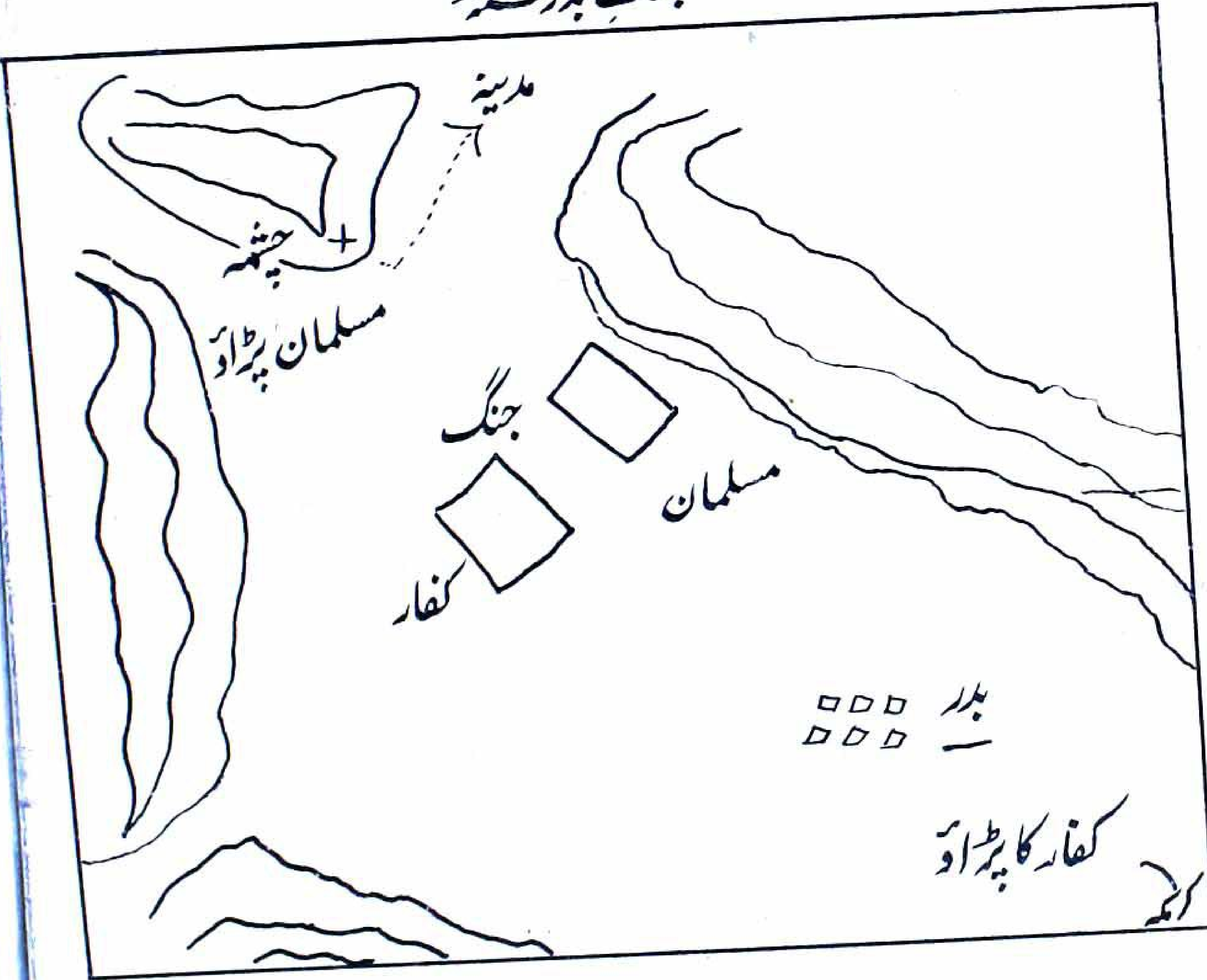

پر پیدل چلتے رہے اور پچپن برس کے ہو کر کہتے کہ میں قوت میں تم سے کم نہیں ہوں اور میں بھی اللہ سے اجر کا امیدوار ہوں۔

حضرت عثمانؓ کو جو انہی دنوں حبشہ سے واپس آئے تھے۔ رقیہؓ بنت رسولؐ کے مرض الموت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے پیچھے رہنے کی اجازت دی گئی اور اسی وجہ سے انھیں بعد میں مالِ غنیمت میں حصہ دیا گیا تاکہ ان میں جنگ میں شامل

Marfat.com

نہ ہونے کا احساسِ محرومی پیدا نہ ہو۔

ادھر چونکہ ابوسفیان کو بھی اس حملے کا ڈر تھا اور مسافروں کی زبانی بھی اسے معلوم ہُوا تھا کہ مسلمان باہر نکل رہے ہیں۔ اِس لیے اس نے ایک تیز رفتار قاصد یہ پیغام دے کر مکہ کو روانہ کیا کہ "اپنے قافلے کو بچانے کے لیے نکلو"۔ چونکہ اس قافلہ میں ہر گھر کا سرمایہ لگا ہُوا تھا، اِس لیے مکہ میں کہرام مچ گیا اور لوگ یکبارگی ابوجہل کی سرکردگی میں اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ ایک ہزار مرد، ایک سو گھوڑوں اور سات سو زرہوں کے ساتھ، فی الفور تیار ہو گئے۔ ان میں مکہ کے سب بڑے سردار شامل تھے۔ البتہ ابولہب ڈر کے مارے پیچھے رہا اور بعد میں چیچک سے مرا اور اس کی لاش کئی دن تک پڑی سڑتی رہی۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ رمضان کو مدینہ سے نکلے شہر سے ایک میل باہر آکر آپؐ نے لشکر پر نظر ڈالی اور کمسن بچّوں کو واپس کیا۔ تھوڑا آگے چل کر آپؐ نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ ابوسفیان کے قافلے کا پتہ لگائیں۔ وُہ بدر کے کنویں تک پہنچے اور وہاں دو پانی بھرنے والی عورتوں کی گفتگو سے خبر لائے کہ ابوسفیان ایک دو دِنوں میں وہاں پہنچنے والا ہے۔ تھوڑی دُور آگے جا کر جاسوسوں نے اطلاع دی کہ مکہ سے قریش بھی قافلہ کی مدد کے لیے چل پڑے ہیں۔ اس وقت آپؐ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ مانگا۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ نے اُٹھ کر اطاعت کا دم بھرا مگر آپؐ کا روئے سخن انصار کی طرف تھا۔ انصار نے جواب میں کہا کہ ہم قومِ موسیٰؑ نہیں، جنھوں نے کہا تھا کہ "اے موسیٰؑ! جاؤ تم اور تمہارا خدا لڑو" ہم تو آپؐ کے حکم پر سمندر میں چھلانگ لگانے اور پہاڑ سے ٹکرانے کو تیار ہیں۔ پھر آپؐ نے بدر

Marfat.com

کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔

اُدھر جب ابوسفیان بدر میں پہنچا تو اُسے دو اجنبی آدمیوں کے آنے کی خبر ملی۔ اُس نے اُونٹ کی مینگنی توڑ کر کھجور کی گٹھلی نکالی اور کہا "یہ مدینے کی کھجور ہے اس لیے مسلمانوں کا لشکر ضرور یہاں آنے والا ہے"۔ وہ فوراً وہاں سے چل دیا۔ آگے اُسے قریش کا لشکر ملا۔ اس نے قریش کو مشورہ دیا کہ قافلہ بچ کر نکل آیا ہے اِس لیے وہ واپس چلیں لیکن ابوجہل نہ مانا اور کہنے لگا کہ اب تو ہم بدر میں پہنچ کر ہی دم لیں گے۔ اُسے اندازہ تھا کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور وہ انھیں تباہ کرنے کے لیے بے قرار تھا۔

مسلمانوں کا لشکر ۱۶ رمضان کو بدر پہنچا۔ آپؐ نے اُونچی جگہ پڑاؤ ڈالا اور چشمہ پر قبضہ کر لیا۔ شام کو چند صحابہ کو خبر لانے کے لیے بھیجا وہ دو غلاموں کو پکڑ لائے۔ غلاموں نے کہا کہ ہم قریش کے سقّے ہیں۔ جب لوگوں نے مارا تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے آدمی ہیں۔ رسولِ خداؐ نماز میں مشغول تھے۔ فارغ ہونے کے بعد آپؐ نے کہا کہ جب وہ سچ کہتے ہیں تو تم انھیں مارتے ہو اور جب جھوٹ کہتے ہیں تو چھوڑ دیتے ہو۔ یہ قریش کے آدمی ہیں، ابوسفیان کے نہیں پھر آپؐ کے پُوچھنے پر ان غلاموں نے بتایا کہ قریش اس ٹیلے کے پیچھے ہیں۔ ان کی تعداد معلوم نہیں مگر روزانہ نو یا دس اُونٹ ذبح کرتے ہیں اور فلاں فلاں بڑے سردار اُن کے ہمراہ ہیں۔ اونٹوں کی تعداد سے رسول اللہ نے اندازہ کر کے بتایا کہ ان کی تعداد نوسو سے ایک ہزار تک ہے اور سرداروں کے نام سُن کر کہا کہ آج مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو تمہاری طرف پھینک دیا ہے۔

Marfat.com

دوسرے دن ۱۷ رمضان ۲ھ بروز جمعہ آپؐ نے صف بندی کرائی اور تیر ہاتھ میں لے کر تیر کی طرح صفیں سیدھی کروائیں اور حکم دیا کہ مکمل خاموشی رکھی جائے اور کفار کو نزدیک آنے دیا جائے۔ گویا جنگ کی ابتداء دفاع سے ہو۔ تیر اس وقت پھینکے جائیں جب کفار بالکل زد میں آجائیں۔ تاکہ تیر ضائع نہ ہوں۔ رسولِ خداؐ کے لیے اونچی جگہ ایک چھپر بنایا گیا تاکہ لڑائی کو اپنی نگاہ میں رکھ سکیں۔

قریش نے بھی صف بندی کی اور ان کے تین آدمی باہر نکلے اور للکار کر اپنا مقابل طلب کیا۔ لشکرِ اسلام سے تین انصار نکلے لیکن لشکر قریش نے قبول نہ کیا۔ تب آپؐ نے حکم دیا کہ علیؓ، حمزہؓ اور عبیدہؓ بن حارث جو سب آپؐ کے دادا عبد المطلب کی اولاد تھے۔ باہر نکلیں۔ مقابلے میں قریش کے تینوں آدمی مارے گئے۔ مگر عبیدہؓ بن حارث بھی سخت زخمی ہو گئے انھیں حمزہؓ اور علیؓ اٹھا کر پیچھے لے گئے۔ عبیدہؓ نے پوچھا "یا رسول اللہ! کیا میں شہید ہوں؟" آپؐ نے فرمایا "ہاں" پھر عبیدہؓ نے کہا کہ "اگر آج ابو طالب زندہ ہوتے تو یقین کرتے کہ آج ہم اُن کے اس شعر کے زیادہ مستحق کہ ہم محمدؐ کو صرف اس وقت دشمنوں کے حوالے کریں گے۔ جب ہم سب ان سے پہلے قتل کر دئے جائیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بے خبر ہو جائیں"۔

اب میدانِ کارزار گرم ہو گیا۔ رسول اللہ چھپر میں رہے اور ابو بکرؓ اور سعدؓ بن معاذ ان کی حفاظت پر مامور ہوئے۔ ابوجہل پر انصار کے دو کم عمر لڑکے معاذؓ اور معوذؓ باز کی طرح جھپٹے اور اسے قتل کر دیا۔ بالآخر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

Marfat.com

اِس لڑائی میں چھ مہاجر اور آٹھ انصار یعنی کل ۱۴ مسلمان شہید ہُوئے۔ ستّر قریش قتل ہُوئے اور اتنے ہی قیدی ہُوئے۔ مقتولوں میں مکہ کے چوبیس بڑے بڑے سردار بھی تھے اور قیدیوں میں عباسؓ اور آپ کے داماد ابوالعاصؓ بھی تھے۔ مسلمان شہدا میں سعدؓ بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی عمیرؓ بھی تھے جنھیں کم عمری کی وجہ سے واپس جانے کے لیے کہا گیا تھا مگر ضد کر کے آئے تھے۔

آپؐ نے تین شب بدر میں قیام کیا (اور یہ دستور ہر لڑائی میں آپؐ کا رہا) تیسرے دن مکہ کے بڑے سرداروں کی لاشوں کو آپؐ نے ایک کوئیں میں ڈالنے کا حکم دیا اور ان کا نام لے لے کر کہا کہ اے فلاں! تمھیں یہ تو اچھا معلوم نہ ہُوا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے۔ بیشک جس چیز (فتح) کا اللہ نے ہم سے وعدہ کیا تھا ہم نے اسے پایا۔ بتاؤ! کیا تم نے بھی اپنے وعدہ کو حق پایا؟"

اِس کے بعد آپؐ نے واپس کوچ کا حکم دیا۔ مقامِ صفراء میں پہنچ کر مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ اور ایک قیدی نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا۔ تھوڑی دُور آگے چل کر ایک اور قیدی عقبہ بن معیط کے قتل کا حکم دیا۔ یہ دونوں مکہ میں سخت ایذا رسانی کرنے تھے اور بدزبان اور تمسخر کرنے والے تھے۔ عقبہ وہ تھا جس نے آپؐ کے گلے میں چادر ڈال کر آپؐ کو گرا دیا تھا اور سجدہ کی حالت میں آپؐ کی گردن پر اُونٹ کی اوجھ رکھ دی تھی۔

فتح کی خبر لے جانے والا قاصد جب مدینہ کے باہر پہنچا تو آپؐ کی بیٹی رقیہؓ زوجہ عثمانؓ کا جنازہ لے جایا جا رہا تھا۔

مدینہ پہنچ کر قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا گیا تو عمرؓ نے رائے دی کہ انھیں قتل

Marfat.com

کر دیا جائے۔ ابوبکرؓ نے رائے دی کہ تاوان لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اِسی پر سب کا اتفاق ہوگیا اور ایک ہزار سے چار ہزار تک حسبِ استطاعت تاوان مقرر ہوا۔ بعض ناداروں کو اِس وعدہ پر بھی چھوڑ دیا گیا کہ آئندہ لڑنے نہ آئیں گے اور ہجو نہ کریں گے۔ بعض کو بچّوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے بدلے چھوڑا گیا۔ ابوالعاصؓ کے لیے آپؐ کی بیٹی زینبؓ نے وہ ہار بھیجا جو شادی پر انھیں ان کی ماں نے دیا تھا۔ آپؐ ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور مفت چھوڑنا چاہا مگر لوگوں کے اعتراض پر اُسے اِس وعدہ پر چھوڑا کہ وہ زینبؓ کو مدینہ بھیج دے۔ وہ مان گیا اور حسبِ وعدہ زینبؓ کو واپس کر دیا۔

لیکن جب زینبؓ مکہ سے چلیں تو ایک بدبخت ہبار بن اسود نے ہودہ پر نیزہ مارا جس سے زینبؓ کا حمل ساقط ہو گیا اور سخت بیمار ہوئیں۔ یہ سُن کر رسول اللہ نے ہبار کو قتل کرنے اور جلانے کا حکم دیا۔ بعد میں جلانے کا حکم واپس لے لیا کہ جلانا صرف اللہ کو ہی زیبا ہے۔

قیدیوں کے متعلق قرآن نے بعد میں کہا کہ کسی نبی کو جائز نہیں کہ وہ قیدی بنائے جب تک خوب خونریزی نہ کر لے۔ چنانچہ آپؐ اِس فروگذاشت پر روتے رہے اور کہا کہ اس قصور پر اگر عذاب نازل ہو جاتا تو عمرؓ کے سوا کوئی نہ بچتا۔

غزوہ بدر کو قرآن نے یوم الفرقان یعنی حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا دن کہا۔ اس دن پندرہ سال کی کش مکش کے بعد قریش کے ساتھ پہلی باقاعدہ جنگ ہوئی جس میں ان کو شکست فاش ہوئی اور مکہ ماتم کدہ بن گیا۔ قریش کے اقتدار کو سخت دھکا لگا، مسلمانوں کو امتیازی شان نصیب ہوئی اور اللہ کا ابدی قانون کہ "ایمان والے ہمیشہ سربلند ہوں گے" پورا ہُوا۔

13446

بدر سے احزاب تک

غزوۂ کدر: شوال ۲ھ مجاہدینِ اسلام کو قریش کے خلاف ایک سال تک سرگرم رکھنے اور پھر قریش کو میدانِ بدر میں لاکر ادھ موا کر دینے کے بعد رسولِ خدا ؐ بھی مدینہ واپس پہنچے ہی تھے کہ قریش کے ایک حلیف قبیلہ بنو سُلیم کے چشمہ کُدر میں جمع ہونے کی اطلاع ملی۔ چنانچہ مدینہ میں صرف سات دن قیام کرنے کے بعد آپؐ دو سو آدمیوں کے ساتھ اُدھر روانہ ہو گئے۔ بنو سُلیم منتشر ہو گئے۔ البتہ ان کے پانچ سو اُونٹ ہاتھ آئے۔ چرواہے کو غُلام بنا کر آزاد کر دیا گیا۔ بنو سُلیم آخری دم تک شرارتوں سے باز نہ آئے۔

یہودی شاعروں کا قتل: اِسلام کی ترقی کو روکنے میں شعراء کا بڑا ہاتھ تھا۔ وہ پُر کشش شعروں میں اِسلام کی سنجیدہ تحریک کو استہزاء سے ہنسی میں اُڑا دیتے یا ہجو اور سبّ و شتم سے اس کی بے حُرمتی کرتے اس صورتِ حال کو ختم کرنے کے لیے رسولِ خدا ؐ نے ایک یہودی شاعرہ عصماء اور ایک یہودی شاعر ابو عفک کو (جو ۱۲۰ سال کی عمر کا تھا) قتل کرنے کا حُکم دیا۔ عصماء کو ایک نابینا صحابی عمیرؓ بن عدی نے رات کے اندھیرے میں ٹٹول کر قتل کر دیا اور ابو عفک کو سالمؓ بن عمیر نے قتل کر دیا۔ عمیر بن عدی کی اِس خدمت سے خوش ہو کر رسولِ خدا ؐ انہیں بصیر یعنی دیکھنے والا کہا کرتے۔

غزوۂ بنی قینقاع ۲ھ: بدر میں قریش کی شکست نے یہود کے اندر اسلام دشمنی

Marfat.com

کا ردِ عمل پیدا کر دیا اور انھوں نے اِسلام اور رسول صلعم کے خلاف چرچا شروع کر دیا۔ بلکہ مدینہ کے دو مسلمان قبیلوں کو پچھلی دشمنی یاد دلا کر آپس میں لڑانے کی کوشش بھی کی۔ اتفاقاً قینقاع کے بازار میں یہودیوں نے ایک مسلمان نقاب پوش عورت کی بے حرمتی کی۔ ایک مسلمان نے یہودی کو قتل کر دیا اور پھر یہودیوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔ رسولِ خدا انھیں سمجھانے گئے مگر وہ لڑنے پر آ گئے۔ آپؐ نے کہا کہ اللہ سے ڈرو کہیں تم پر بھی بدر کی طرح کا عذاب نازل نہ ہو۔ اِس پر وہ اور خفا ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ عرب کیا لڑنا جانتے ہیں جب ہم سے لڑو گے تو پتہ چلے گا۔ آپؐ نے آگے بڑھ کر ان کا محاصرہ کر لیا اور وہ قلعہ بند ہو گئے۔ پندرہ دن کے بعد انھوں نے شکست تسلیم کی اور قتل کے لیے باندھ کر لائے گئے۔ پھر منافق عبداللہ بن اُبی کی سفارش پر جلا وطن کر دیئے گئے۔ البتہ ان کے ہتھیار اور سامان ضبط کر لیا گیا اور بطور مالِ غنیمت سب میں تقسیم ہُوا۔ یہ لوگ وہاں سے نکل کر شام کی طرف چلے گئے اور مدینہ نے تین میں سے ایک یہودی قبیلہ سے نجات پائی۔

غزوۂ سویق: (ذی الحجہ ۲ھ) ابوسفیان نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کی قسم کھائی اور اُسے پُورا کرنے کے لیے ذی الحجہ میں دو سو سوار لے کر مدینہ آیا۔ اس نے رات ایک یہودی سردار کے ہاں بسر کی اور دوسرے دن صبح وہ ایک انصاری مسلمان اور اس کے ملازم کو جب وہ کھیت میں کام کر رہے تھے قتل کر کے بھاگ گیا۔ رسولِ خدا کو اطلاع ملی تو اس کا تعاقب کیا۔ مگر وہ ہاتھ نہ آیا اونٹوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے وہ ستو (سویق) کی بوریاں پھینکتا چلا گیا جنھیں مالِ غنیمت

بنایا گیا اور یہی غزوہ کے نام کا باعث بنا۔

غزوۂ غطفان محرم ۳ھ : اطلاع ملی کہ غطفان کی دو شاخیں ثعلبہ اور محارب نجد میں جمع ہو رہی ہیں اور مدینہ کو لوٹنا چاہتی ہیں۔ آپؐ ۴۵۰ آدمی لے کر نجد کی طرف گئے۔ صرف ایک آدمی ہاتھ آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ آپؐ نے وہاں ماہِ صفر کا پورا ماہ قیام کیا۔

کعب بن اشرف کا قتل ربیع الاول ۳ھ : کعب بن اشرف ایک یہودی شاعر تھا جو دشمنی میں سب سے پیش پیش تھا۔ جنگِ بدر کے بعد وہ مکہ گیا اور وہاں ٹھہر کر مکہ والوں کو انتقام پر اکساتا رہا۔ پھر وہ ایسے شعر لکھتا رہا جن سے نہ صرف اسلام کی تضحیک ہوتی بلکہ مسلمان عورتوں کی ناموس پر حملے کیے جاتے۔ اس نے مقتولینِ قریش کے مرثیے بھی لکھے۔ اس کا فتنہ اس قدر بڑھ گیا کہ رسولِ خداؐ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ محمدؓ بن مسلمہ انصاری نے حامی بھری اور ضرورت کے متعلق نازیبا باتیں کہنے کی اجازت لی۔ پھر کعب کے پاس جا کر کہا کہ اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ صدقہ دینے کا حکم دیتا ہے۔ تم مجھے بطور قرض کچھ غلہ دو۔ کعب نے رہن میں عورتیں اور بچے مانگے لیکن محمدؓ بن مسلمہ نے کہا کہ اس میں تو ہماری بڑی رسوائی ہے۔ تم ہمارے ہتھیار رہن میں رکھ لو۔

رات کو محمد بن مسلمہ چار آدمیوں کو لے کر گئے اور کعب کو آواز دی وہ باہر آیا اور ساتھ چل پڑا۔ محمدؓ بن مسلمہ نے کعب کی خوشبو کی تعریف کی اور بال سونگھنے کی اجازت مانگی پھر فوراً ہی اسے بالوں سے مضبوط پکڑ لیا اور دوسرے ساتھیوں

نے اسے قتل کر دیا۔

غزوۂ بُحران ربیع الثانی ۳ھ : اطلاع ملی کہ مقامِ بحران (حجاز) میں بنو سُلیم دوبارہ جمع ہو رہے ہیں آپؐ نے تین سو صحابہ کے ساتھ ادھر کوچ کیا۔ وہ پھر منتشر ہو گئے۔ آپؐ نے وہاں دو ماہ تک قیام کیا۔

سریہ قردہ جمادی الاُخریٰ ۳ھ : جنگ بدر کے بعد قریش کے قافلوں نے شام کو جانا ہی چھوڑ دیا۔ اطلاع ملی کہ ان کا ایک قافلہ عراق کو جا رہا ہے۔ رسولؐ خدا نے زید بن حارثہؓ کو ایک سو صحابہ کے ساتھ ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ زید نے انھیں جا لیا۔ قریش جن میں ابوسفیان بھی تھا بھاگ گئے اور ان کا مال ہاتھ آیا۔ اس مال کا خمس ۲۰ ہزار درہم نکلا۔

رشتوں کے بندھن : اسی زمانہ میں آپؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کی شادی علیؓ سے اور امِ کلثومؓ کی شادی عثمانؓ سے کی۔ خود آپؐ نے عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ جن کا خاوند بدر میں شہید ہو گیا تھا نکاح کیا

شہداء کی بیوگان کا مسئلہ اسلام میں اسی طرح حل کیا گیا۔ بیوگان کو اس طرح سہارا دینا مستحسن فعل تھا اور رسولِ خدا صلعم نے اس فریضہ میں اپنا حصّہ برابر ادا کیا۔ مزید برآں ان شادیوں سے آپؐ کے تعلقات ان چار عظیم شخصیتوں سے خاص طور پر قائم ہو گئے جو آئندہ چل کر خلیفہ ہونے والے تھے اور اُس وقت بھی اسلام کے ستون تھے۔

Marfat.com

جنگ اُحد شوال ۳ھ

بدر کی شکست کا انتقام لینے کے لیے قریش نے مدینہ پر حملے کا فیصلہ کیا چنانچہ

جنگِ احد ۳ھ

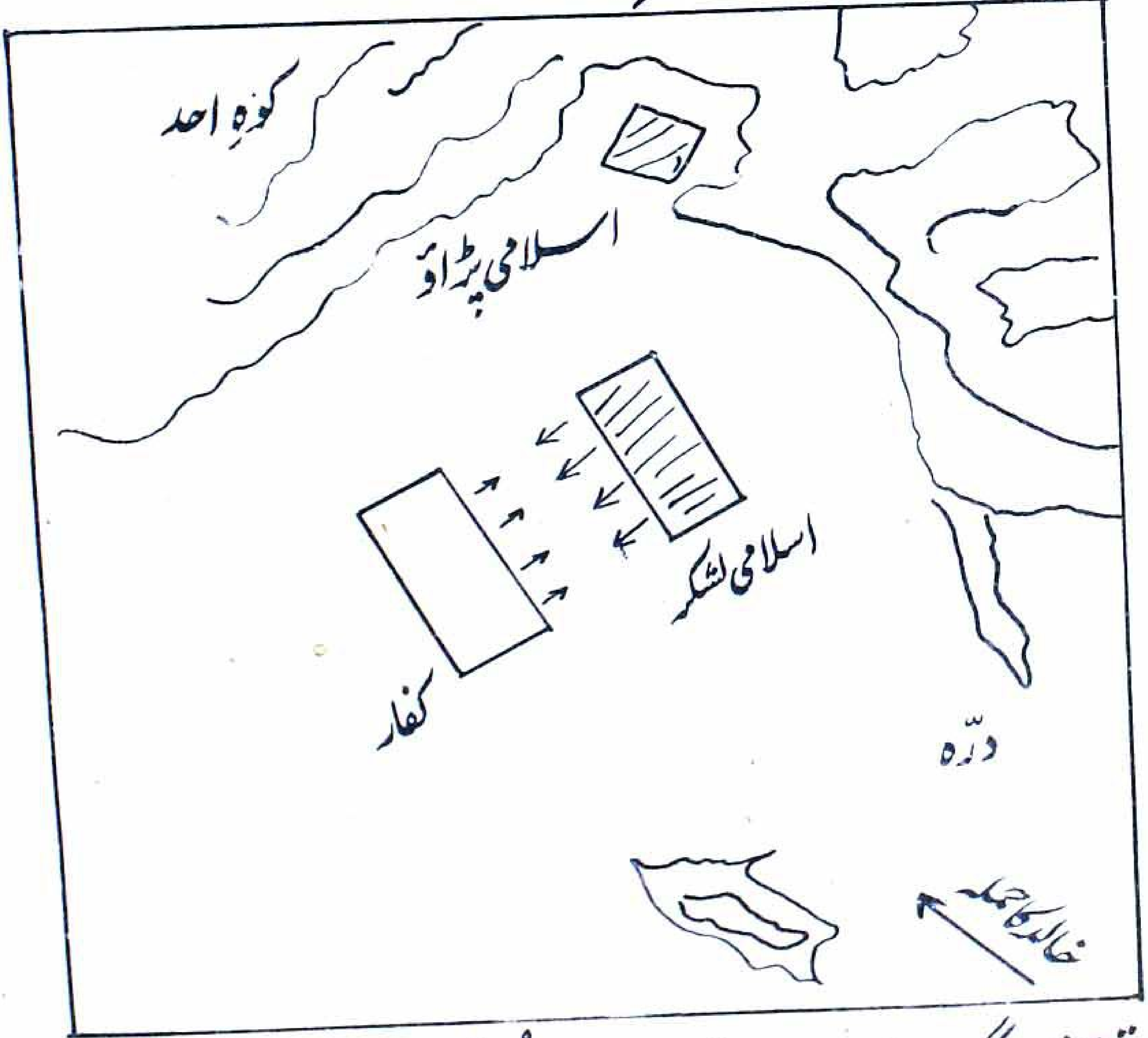

جو تجارتی قافلہ جنگِ بدر کا باعث ہُوا تھا اس کا کُل نفع اس مہم پر خرچ کرنے کے لیے جمع کر لیا گیا۔ اور ابوسفیان کی سرکردگی میں کہ اب وہی سردارِ مکہ تھا، تین ہزار کا لشکر تیار ہُوا۔ ان میں دو سو گھڑسوار اور سات سو زرہ پوش شامل تھے۔ جوش دلانے کے لیے پندرہ عورتیں بھی ہمراہ ہوئیں۔

Marfat.com

شوال ۳ھ میں یہ لوگ مدینہ کو خفیہ طور پر روانہ ہوئے۔ رسول خدا صلعم کو چچا عباس نے اس لشکر کی خبر ایک تیز رفتار قاصد کے ہاتھ بھیج دی مگر اس وقت قریش مدینہ کی چراگاہوں تک پہنچ چکے تھے۔ آپ نے اپنے کمزور ذرائع کو دیکھتے ہوئے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا مگر مشاورت میں نوجوانوں نے مخالفت کی۔ چنانچہ آپ گئے اور ہتھیار لگا کر آ گئے۔ تب لوگوں نے معذرت کی مگر آپؐ نے کہا کہ نبی ہتھیار پہننے کے بعد اتارا نہیں کرتا۔ مسلمانوں کے ایک ہزار آدمی لڑائی کے لیے نکلے۔ ان میں پچاس سوار اور پچاس تیر انداز تھے۔ مدینہ میں نابینا صحابی ابن ام مکتوم کو نائب مقرر کیا گیا۔

شہر سے نکلنے کے بعد آپؐ نے فوج کا معائنہ کیا اور کم عمر لڑکوں کو واپس کیا۔ مشہور منافق عبداللہ ابن اُبی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت یہ کہہ کر علیحدہ ہو گیا کہ یہ کوئی جنگ نہیں۔ اب آپؐ کے ساتھ صرف سات سو اللہ کے سپاہی رہ گئے۔

قریش نے اُحد کی وادی میں پڑاؤ ڈالا۔ آپؐ نے پہاڑ کو پشت پر رکھ کر اونچی جانب قبضہ کر لیا۔ ساتھ ہی ایک درہ تھا جہاں سے دشمن کے حملے کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ آپؐ نے وہاں عبداللہ بن جبیرؓ کی ماتحتی میں پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ اگرچہ ساری فوج ہلاک ہو جائے تم ہماری لاشوں کو پرندوں سے نچتا ہوا دیکھو اس درہ کو نہ چھوڑنا جب تک میں تمہیں آدمی بھیج کر نہ بلاؤں۔

قریش اپنی کثرت پر نازاں تھے اس لیے وادی میں بڑھتے ہوئے آئے۔ رسول خدا

نے اپنی تلوار گھمائی اور کہا کہ کون اس کا حق ادا کرتا ہے۔ ابودجانہؓ نے بڑھ کر کہا میں ادا کروں گا۔ آپؐ نے وہ تلوار انھیں عطا کردی۔ قریش کے سات علمبردار یکے بعد دیگرے مارے گئے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ کفار کے کئی اور آدمی مارے گئے حتیٰ کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگنے لگے۔ ساتھ آئی ہوئی عورتیں بھی پناہ ڈھونڈنے لگیں۔ مسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے لگے۔ یہ دیکھ کر درہ والوں نے درّہ چھوڑ دیا اور عبداللہ ابنِ جبیرؓ انھیں روکتے ہی رہ گئے۔ خالد بن ولیدؓ نے جو اس وقت کافروں کے ساتھ تھے موقع کو غنیمت جانا اور درّہ سے داخل ہو کر مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ ابنِ جبیرؓ دس تیر اندازوں کے ساتھ شہید ہوئے۔ مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور کئی قتل ہوئے۔ مسلمان کے ہاتھوں مسلمان بھی مارے گئے مگر رسولِ خداؐ اپنی جگہ جمے رہے اور پتھروں اور تیروں سے مقابلہ کرتے رہے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپؐ کے پاس صرف طلحہؓ اور سعدؓ ابن ابی وقاص رہ گئے۔ آپؐ کے آواز دینے پر مسلمان لوٹنا شروع ہوگئے۔ آپؐ کی ذاتِ اقدس پر کفار نے یلغار کر دی۔ پتھر لگنے سے ایک دانت مبارک شہید ہوا۔ ایک اور حملے سے آپؐ کے چہرہ مبارک کو زخم آیا اور خود کی کڑیاں رخساروں میں گھس گئیں۔ اس موقع پر آپؐ نے کہا "کون ہمارے لیے اپنے آپؐ کو بیچتا ہے (من یشری لنا نفسہ")۔ سات انصار آگے بڑھے اور ایک ایک کر کے شہید ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آج انصار بازی لے گئے۔ پھر انھیں میں سے ایک انصاری زیادؓ بن سکن کو جو زخمی ہو کر

گر گئے تھے۔ قریب لانے کا حکم دیا اور زیادؓ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ محبوب کے قدموں پر سر رکھ کر جان دی۔ ابو دجانہؓ ڈھال بن کر آگے کھڑے ہو گئے۔ طلحہؓ کے ہاتھ میں دو کمانیں ٹوٹیں اور ایک بازو شل ہو گیا۔ سعدؓ کو آپؐ نے اپنے تیر دے کر مشہور عرب محاورہ استعمال کیا "تم پر میرے ماں باپ قربان! تیر چلاتے جاؤ۔"

آپؐ کے ایک ہم شکل صحابیؓ کے شہید ہونے پر مشہور ہو گیا کہ رسولؐ شہید ہو گئے۔ یہ سن کر بعض لوگوں نے ہتھیار پھینک دیئے کہ اب لڑنے کا کیا فائدہ۔ بہرحال مسلمان سنبھل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے پہاڑی پر مورچہ لگا لیا۔ مگر ابو سفیان نے اچانک یہ کہہ کر لڑائی ختم کر دی کہ ہم نے بدلہ لے لیا ہے اب اگلے سال بدر میں ملیں گے۔

عارضی غلبہ کے باوجود ابو سفیان کا لڑائی کو جاری نہ رکھنا اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنے کی کوشش نہ کرنا اس نامحسوس جذبۂ خوف کی وجہ سے تھا۔ جو ہر باطل کے وجود میں ہوتا ہے اور اس کی ہمتوں کو پست کر کے اسے مقابلہ اور فتح کا نااہل بناتا ہے۔ اُسے ڈر تھا کہ مسلمان دوبارہ جم رہے ہیں اور اگر لڑائی جاری رہی تو کہیں وہی بدر دالاحشر نہ ہو۔

اس لڑائی میں ستر مسلمان شہید ہوئے جن میں ۶۵ صرف انصار تھے۔ ان میں سے بہتوں کا کفار نے مثلہ کر دیا تھا۔ یعنی کان ناک کاٹ دیئے تھے۔ حمزہؓ کو ایک حبشی غلام وحشی نے اپنا ایک خاص خنجر ناف پر مار کر شہید کیا تھا۔ ان کا پیٹ اور سینہ کھلا تھا اور ہندہ نے کلیجہ چبانے کی کوشش کی تھی۔ رسولؐ خدا

Marfat.com

نے انھیں دیکھا تو کہا یہ سید الشہدا رہیں۔ پھر رو کر کہا کہ "اگر مجھے صفیہؓ (حمزہؓ کی بہن) کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہاری لاش یہیں رہنے دیتا تاکہ اسے درندے اور پرندے کھاتے اور تم قیامت کے دن ان کے پیٹ سے اُٹھائے جاتے"۔ گویا مسلمانوں کو اشارہ کیا کہ اللہ کی راہ میں لاشوں کی بے حُرمتی کوئی بڑی بات نہیں۔ جنت کو حاصل کرنا ہے تو یہ سب قبول کرنا ہوگا۔ پھر آپؐ نے قسم کھائی کہ حمزہ کے بدلے میں میں ستّر کفار کا مثلہ کروں گا۔ بعد میں آپؐ نے اسے مکروہ فعل جان کر قسم توڑ دی اور کفارہ ادا کیا۔ اس موقع پر آپؐ نے حمزہ کو سیّد الشہدا کہا۔ ہاں! شہدا میں حنظلہؓ غسیل الملائکہ (فرشتوں کے نہلائے ہوئے) بھی تھے جو شوقِ شہادت میں غسلِ جنابت کیے بغیر چلے آئے تھے۔ اور ان میں وہ بھی تھے جو اسلام لاتے ہی جنگ میں شریک ہوئے اور بغیر ایک نماز پڑھے جنت میں داخل ہوئے کفار کے مقتولین کا ٹھیک علم نہیں وہ غالباً بائیس تھے۔

رات وہیں گزاری گئی۔ تاکہ اگر دشمن لوٹ آئے تو اس کا مقابلہ کیا جاسکے۔ اگلے دن معلوم ہوا کہ ابوسفیان ابھی تک اِدھر ہی ٹھہرا ہوا ہے۔ آپؐ نے دوبارہ کوچ کا حکم دیا۔ ستّر آدمی نکلے اور آپؐ مدینہ سے آٹھ میل باہر حمرا الاسد تک گئے۔ اور وہاں تین دن تک قیام کیا۔ ابوسفیان یہ خبر سُن کر مکہ کو لوٹ گیا۔ اس تعاقب کو غزوہ حمرا الاسد کا علیحدہ نام بھی دیا گیا ہے۔

قلّت تعداد کے باوجود مسلمانوں نے اپنے سے چار گنا کفار کے قدم اکھاڑ دیئے تھے اور قریب تھا کہ ان کا انجام بدر والا ہو۔ لیکن نافرمانی رسولؐ اور غنیمت کے لالچ نے فتح کو شکست میں بدل دیا اور مسلمانوں کو یہ

Marfat.com

عبرت انگیز سبق ملا۔ کہ اگر غلبہ چاہتے ہو تو ہر لالچ سے دُور رہو اور جانوں پر کھیل کر اپنے سردار کی اطاعت کرو۔ یہ صرف رسول خدا ﷺ کا استقلال اور ہمت تھی جس نے مسلمانوں کو ہلاکت سے بچالیا۔

جنگِ احد کے بعد سورۃ آل عمران اُتری جس نے لڑائی کی واماندگیوں، زندگی کی بے ثباتی اور موت کے اٹل اور معین مدت پر آنے کی طرف توجہ دلا کر مسلمانوں کو قربانیوں کے لیے تیار کیا۔ پھر سورۃ صف نازل ہوئی جس میں اعلان کیا گیا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ دینِ حق کو غالب کرے۔ گویا مسلمانوں کو شکست کی مایوسیوں اور پریشانیوں سے بچایا گیا اور کفار کو بتایا گیا کہ زیادہ خوشیاں نہ مناؤ تم ہار کے رہو گے۔

انہی دنوں آپ ﷺ نے احد کے ایک شہید کی بیوہ زینبؓ ام المساکین سے نکاح کیا وہ چند ماہ بعد فوت ہوئیں۔ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا تھا۔

جنگِ احد کے اگلے دو ماہ امن سے گزرے۔ غالباً مسلمانوں کو شکست کے اثرات سے نکل کر نئے حوصلے پیدا کرنے کے لیے کچھ سکون کی ضرورت تھی۔ بہر حال رسولِ خدا ﷺ کسی طرح مایوس نہ تھے اور اپنے جہاد کو آگے جاری کیے ہوئے تھے۔ جہاں کہیں کسی شرارت کی اطلاع ملتی وہاں ان کی سرکوبی کے لیے مہم بھیج دیتے۔ حتیٰ کہ اُحد کے دو سال بعد قبائل نے مل کر مدینہ پر حملہ کیا اور ناکام واپس لوٹے۔ ان دو سالوں کی مہموں کی تفصیل یہ ہے۔

سریہ بن اسد: محرم ۴ھ میں اطلاع ملی کہ بنی اسد مقابلہ کے لیے تیار ہو رہے ہیں

Marfat.com

آپؐ نے ابو سلمہؓ کو پچاس اصحاب کے ساتھ قطن کی طرف روانہ کیا۔ وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ اونٹ اور بکریاں مالِ غنیمت میں ہاتھ آئیں۔

سفیان کا قتل: اطلاع ملی کہ ایک شخص سفیان نامی قبیلہ طیان کا لشکر تیار کر رہا ہے۔ عرفات کے نزدیک ایک جگہ عرنہ اس کا مقام تھا۔ اس لیے وہاں کوئی لشکر بھیجا نہ جا سکتا تھا۔ آپ نے محرم ۴ھ میں عبداللہؓ بن انیس کو سفیان کے قتل پر مامور کیا اور اس کے قتل سے یہ فتنہ فرو ہو گیا۔

حادثہ رجیع: صفر ۴ھ میں قبیلہ عضل و قارہ کے کچھ آدمی آئے اور اسلام کا اقرار کر کے مبلّغ مانگے۔ آپؐ نے عاصم یا مرثد کی ماتحتی میں دس آدمی روانہ کیے۔ (بخاریؒ نے لکھا ہے کہ یہ لوگ قریش کی خبر معلوم کرنے گئے تھے) جب رجیع کے مقام پر پہنچے تو بنی طیان کے دو سو آدمیوں نے جن میں ایک سو تیر انداز تھے گھیر لیا۔ مسلمانوں نے ایک پہاڑی پر پناہ لی کفار نے امن کے وعدے پر اترنے کے لیے کہا مگر انھوں نے انکار کیا۔ سات وہیں شہید ہوئے بالآخر تین نیچے اترے مگر قید کیے گئے ایک وہیں قتل کیا گیا اور دو مکہ لے جا کر فروخت کیے گئے۔

حادثہ معونہ: اسی صفر ۴ھ میں بنی عامر کے ابو براء نے اسلام لائے بغیر نجد کے لیے مبلّغ مانگے۔ رسول اللہ نے کہا کہ میں نجد سے ڈرتا ہوں۔ پھر ابو براء کی ضمانت پر ستر قاری منذرؓ بن عمرو کی امارت میں روانہ کیے۔ یہ لوگ اصحابِ صفہ میں سے تھے جو لکڑیاں چن کر گزر اوقات کرتے تھے۔ جب یہ لوگ بئرِ معونہ پر پہنچے تو بنی عامر کے سردار عامر بن طفیل نے بنی عامر کو انھیں قتل کرنے

Marfat.com

کے لیے کہا مگر ابو براء کی ضمانت کی وجہ سے انہوں نے انکار کیا پھر عامر بن طفیل نے بنی سُلیم کے ہاتھوں ان سب کو قتل کرا دیا۔ ایک اتفاقاً بچا اور ایک کو غلام آزاد کرنے کی منت پوری کرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ رسول اللہؐ کو اس دھوکے سے سخت صدمہ ہُوا اور ایک ماہ تک ان کے لیے بد دعا کرتے رہے۔

غزوۂ بنی نُضیر

معونہ سے بچ کر آنے والے صحابیؓ نے بنی عامر کے دو آدمیوں کو موقع پاکر انتقام کی غرض سے قتل کر دیا۔ بنو عامر سے معاہدہ ہونے کی وجہ سے آپؐ نے ان کو خونبہا روانہ کیا۔ حلیف ہونے کی وجہ سے بنی نضیر کو بھی اپنا حصّہ ادا کرنا چاہیے تھا۔ اس لیے آپؐ بنی نضیر کے پاس گئے۔ بظاہر انھوں نے آؤ بھگت کی مگر اُوپر سے پتھر گرا کر آپؐ کو ہلاک کرنے کی سازش کی۔ آپؐ اُٹھ کر چلے گئے۔ اور دوبارہ عہدنامہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ بنی نضیر نے انکار کیا تو آپؐ نے آگے بڑھ کر محاصرہ کر لیا اور رسد کو روکنے کے لیے کھجور کے درخت کٹوا دیئے۔ منافق عبداللہ بن اُبَیّ نے یہود کو امداد کا وعدہ کیا مگر سامنے نہ آیا۔ بالآخر پندرہ دن کے بعد یہود مغلوب ہُوئے اور جلا وطن کر دیئے گئے۔ سامان حرب ضبط کر لیا گیا مگر باقی سامان لے جانے کی اجازت دے دی گئی جب وہ اونٹوں پر سامان لاد کر گئے تو جشن کا دھوکا ہوتا تھا۔ ان میں سے دو مسلمان ہُوئے اور انھیں رہنے کی اجازت دے دی گئی۔ یہ لوگ خیبر اور شام کی طرف چلے گئے۔ اس موقع پر چونکہ لڑائی نہ ہوئی تھی اس لیے غنیمت

Marfat.com

کا سارا مال اللہ اور رسول ؐ کا (سرکاری) ہو گیا اور فے کے حکم میں داخل ہوا۔ اکثر مال مہاجرین کو ان کی آبادکاری کی خاطر دیا گیا اور انصار نے بخوشی اس فیصلہ کو قبول کیا۔ بنی نضیر کی زمینوں کی آمدنی میں سے آپؐ اہل بیت کو خرچ دیا کرتے اور باقی گھوڑوں اور ہتھیاروں پر خرچ کرتے۔

سریۂ ذات الرقاع: جمادی الاول ۴ھ میں آپؐ کو اطلاع ملی کہ بنی محارب اور بنی ثعلبہ (غطفان کی دو شاخیں) مقابلے کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔ آپؐ چار سو یا کچھ زیادہ صحابہؓ لے کر ادھر گئے۔ لشکر کثیر سامنے آیا۔ مسلمان ڈر گئے اور صلوٰۃِ خوف ادا کی گئی۔ (یعنی نصف پہرے پر رہے اور نصف نماز میں) لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اس موقع پر چلتے چلتے لوگوں کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور پاؤں پر کپڑے لپیٹ لیے گئے تھے اس لیے اسے ذات الرقاع یعنی چیتھڑوں والا کہتے ہیں

سریۂ بدرِ موعد: شعبان ۴ھ میں ابوسفیان سے عہد پورا کرنے کے لیے آپؐ پندرہ سو صحابہؓ کے ہمراہ بدر تشریف لے گئے اور آٹھ روز تک انتظار کیا۔ ادھر سے ابوسفیان بھی نکلا لیکن یہ کہہ کر لوٹ گیا کہ یہ سال قحط و گرانی کا ہے لڑائی کا نہیں۔

اُمِ سلمہؓ سے نکاح: شوال ۴ھ میں آپؐ نے جنگ اُحد کی ایک بیوہ اور حبشہ کی مہاجرہ ام سلمہؓ سے نکاح کیا۔

سریۂ دومتہ الجندل: دومتہ الجندل والوں کی خبر ملی کہ وہ مقابلہ کے لیے نکل رہے ہیں۔ ربیع الاول ۵ھ میں آپؐ نے ایک ہزار صحابہؓ

Marfat.com

کے ہمراہ ادھر مسابقت کی۔ وہ لوگ منتشر ہو گئے اور کچھ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ملیں۔ دومتہ الجندل مدینہ سے پندرہ روز کی مسافت پر ہے اور دمشق سے پانچ روز کی مسافت پر۔

سریۂ نجار: جمادی الاخریٰ ۵ھ میں آپؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو ایک سو صحابہؓ کے ہمراہ نجد کی جانب روانہ کیا۔ کوئی مقابلہ نہ ہوا۔

سریۂ کنانہ: اسی ماہ میں آپؐ نے بلالؓ بن حارث کو بنی کنانہ کی سرکوبی کیلئے اطراف میں بھیجا۔ مقابلہ نہ ہوا۔ ایک گھوڑا غنیمت میں ہاتھ آیا۔

غزوۂ بنی مصطلق: بنی مصطلق مدینہ سے نو منزل دور مریسیع میں رہتے تھے۔ اطلاع ملی کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لیے فوج جمع کر رہے ہیں۔ آپؐ نے مخبر بھیج کر تصدیق کی پھر ادھر خروج کیا اور اچانک جا پہنچے۔ اس وقت وہ لوگ مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ ان کا سردار بھاگ گیا مگر لوگوں نے مقابلہ کیا۔ دس آدمی مارے گئے اور چھ سو کے قریب گرفتار ہوئے۔ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مال غنیمت میں ملیں۔ قیدیوں میں سردار قبیلہ کی بیٹی جویریہؓ بھی تھیں۔ ان کے مالک نے انہیں مکاتبہ بنا دیا۔ (یعنی رقم دے کر آزاد ہو سکتی ہیں) وہ رسول اللہؐ کے پاس گئیں تو آپؐ نے رقم ادا کر دی اور انھیں اپنی زوجیت میں لے لیا۔ ان کے ام المؤمنین بننے پر صحابہؓ نے باقی قیدیوں کو بھی آزاد کر دیا۔ اس مقابلے میں ایک مسلمان غلطی سے قتل ہوا۔

واپسی پر ایک چشمہ پر ایک مہاجر اور ایک انصار میں جھگڑا ہو گیا اور انھوں نے "اے مہاجرو!" "اے انصارو!" کہہ کر لوگوں کو مدد کے لیے پکارا۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ یہ کیا زمانۂ جاہلیت کی آوازیں ہیں۔ ان میں گندگی اور بدبو ہے۔ اس موقع پر منافق عبداللہ بن ابی نے کہا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے لوگ ذلت والے لوگوں کو نکال دیں گے۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی اور کہا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرواتا ہے۔ اس حادثہ سے آپ اتنے رنجیدہ ہوئے کہ قیام کی بجائے کوچ کا حکم دیا اور دوسرے دن دوپہر تک چلتے رہے۔

واقعۂ افک: مریسیع سے واپس آتے ہوئے ایک صبح منہ اندھیرے کوچ کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہونے سے رہ گئیں۔ قافلہ کے آخر میں کوچ کرنے والے شخص نے انھیں اُونٹ پر سوار کیا اور لشکر تک پہنچا دیا۔ اس حادثہ کو منافقوں نے شیطانی رنگ دے دیا اور رسول اللہ کی پریشانی کا باعث بنے۔ بالآخر سورۂ نور نازل ہُوئی۔ جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی بریّت کی اور لوگوں کو تہمت لگانے اور فتنے اٹھانے سے منع کیا۔ جھوٹ پھیلانے والوں کو سزا دی گئی۔ مشہور اسلامی شاعر حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کو بھی اسّی کوڑے لگائے گئے۔

غزوۂ احزاب ذی قعد ۵ھ

مدینہ سے نکالے ہُوئے یہودی قبیلہ بنو نضیر نے خیبر پہنچ کے بعد انتقام ٹھانی۔ اُن کے سردار عرب کے دو بڑے اور طاقتور قبیلوں، قریش اور غطفان کے پاس گئے اور انھیں اسلام دشمنی پر آمادہ کیا اور انھیں خیبر کی کھجوروں

Marfat.com

آمدنی کا لالچ بھی دیا وہ تو پہلے سے ہی دشمن تھے تیار ہو گئے۔ پھر سب نے مل کر اپنے حلیف قبیلوں مثلاً بنی سُلیم اور بنی اسد کو بھی اس بات پہ آمادہ کر لیا تاکہ بڑی تعداد میں مدینہ پر یکبارگی یورش کر کے مسلمانوں کو فنا کر دیں۔ چنانچہ ذی قعدہ ۵ھ میں ابوسفیان کی قیادت میں بڑا لشکر مدینہ کو روانہ ہو گیا۔ صحیح تعداد کا تعین مشکل ہے۔ بعض نے دس ہزار، بعض نے چودہ ہزار اور بعض نے چوبیس ہزار کہا ہے۔ اندازہ ہے کہ وہ چودہ ہزار سے کم نہ ہوں گے۔ چونکہ یہ لشکر بہت سے قبائل کا مجموعہ تھا اس لیے اسے احزاب کہا جاتا ہے اور چونکہ اس میں خندق کھودی گئی اس لیے اس کا دوسرا نام غزوۂ خندق بھی ہے۔

رسول اللہؐ کو بروقت اطلاع مل گئی۔ اتنے بڑے ہجوم سے مقابلہ کی کوئی صورت نہ پا کر آپؐ نے خندق کے پیچھے مورچہ لگانے کا فیصلہ کیا، مدینہ سے باہر سلع پہاڑی کے سامنے جگہ منتخب کی گئی اور ہر دس آدمیوں کو دس گز لمبی پانچ گز گہری اور اتنی چوڑی کہ گھوڑا اسے پھلانگ نہ سکے۔ خندق کھودنے کا حکم دیا گیا۔ آپؐ خود بھی کھودنے میں شامل ہوئے۔ اگرچہ عمر شریف اس وقت اٹھاون برس کی ہو چکی تھی۔ آپؐ نے تین ہزار صحابہؓ کو خندق کے پیچھے صف بند کیا۔ مستورات اور بچوں کو شہر کے قلعہ میں چھوڑا اور ان کی حفاظت کے لیے دو سو آدمیوں کو مقرر کیا۔

خندق کھودتے وقت ایک سخت چٹان نمودار ہوئی۔ آپؐ نے اُسے تین ضربوں سے توڑ ڈالا۔ پہلی ضرب پر کہا "مجھے شام کی کنجیاں دی گئیں میں شام کے سرخ محلوں کو دیکھ رہا ہوں"۔ دوسری ضرب پر کہا "مجھے فارس کی کنجیاں

Marfat.com

دی گئیں۔ میں مدائن کے سفید محل کو دیکھ رہا ہوں"۔ تیسری ضرب پر کہا "مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں۔ میں صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں"۔ یہ وقت اتنا نازک تھا کہ ہر لمحہ دشمن کے ہاتھوں پس جانے کا ڈر تھا۔ مگر آپ کے انتہائے ایمان کا عالم یہ تھا کہ انہی لمحات میں دنیا پر اپنے غلبے کا اعلان کر رہے تھے۔ (کاش کہ بعد میں مسلمان بھی انتم الاعلونَ اِن کنتم مؤمنین کی رمز کو سمجھتے اور اپنے غلبہ کو برقرار رکھ سکتے۔)

جونہی خندق اور صف بندی ختم ہوئی دشمن نمودار ہو گیا اور خندق کے باہر خیمہ زن ہو گیا۔ چونکہ لڑائی ممکن نہ تھی اس لیے دُور سے تیراندازی ہوتی رہی۔ ایک دن قریش کے چند بہادر خندق کو ایک جگہ تنگ پاکر اسے پھلانگے اور لڑے۔ ان میں سے چار مرے اور باقی واپس ہوئے۔ اس لڑائی میں کل چھ مسلمان شہید ہوئے۔

یہودی قبیلہ بنو قریظہ ابھی تک مدینے میں ہی آباد تھا۔ بنی نضیر نے انھیں بھی بھڑکایا کہ اتنے بڑے لشکر کا مسلمان مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے اس بار وہ ضرور فنا ہونگے۔ پہلے وہ نہ مانے مگر پھر مان گئے اور ان سے مل گئے جب رسول صلی اللہ نے تحقیق کے لیے آدمی بھیجے تو جواب ملا "کیسا معاہدہ؟ کون محمدؐ؟" ان میں ایک یہودی مستورات کے قلعہ کے پاس بھی آگیا اور مشہور شاعر حسانؓ بن ثابت کے انکار کے بعد رسولِ خداؐ کی پھوپھی صفیہؓ نے خود اس کے سر پہ ڈنڈا مار کر اسے مار دیا اور اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا۔

یہود اور قریش کے درمیان حکمتِ عملی سے بدظنی بھی ڈالی گئی۔ پھر اس

Marfat.com

ڈر سے کہ طویل محاصرہ سے گھبرا کر انصار بد دل نہ ہو جائیں۔ رسول خدا نے غطفان کو مدینہ کی تہائی پیداوار دے کر واپس کرنے کی تجویز کی۔ مگر انصار نے انکار کیا اور کہا کہ اس قدر تو ہم زمانۂ کفر میں بھی کبھی نہ دبے تھے اور اب تو ہم اسلام پر ہیں اور ہمیں اللہ کی نصرت حاصل ہے۔

یہ محاصرہ اکیس دن رہا۔ خندق میں محصور مسلمانوں پر فاقوں کی نوبت آئی۔ قبائل کی خوراک بھی ختم ہو گئی۔ سردی کا موسم تھا اور راتیں سخت ٹھنڈی تھیں اور یہ ساری مشق بے نتیجہ اور لاحاصل تھی اس لیے اکثر قبائل اس سے بیزار ہو گئے۔ اُدھر نصرت غیبی سے ایک طوفان آگیا اور خیمے اکھڑنے لگے۔ قبائل میں مزید ٹھہرنے کا حوصلہ نہ رہا۔ ابوسفیان نے واپسی کا طبل بجا دیا۔ اور لوگ چل دیئے۔

غزوہ بنی قریظہ

خندق سے واپس آتے ہی آپؐ نے غسل کا ارادہ کیا ہی تھا کہ جبرئیل آئے کہ ابھی ہم نے تو ہتھیار نہیں کھولے۔ چنانچہ آپؐ نے حکم دیا کہ سب لوگ علاقہ قریظہ میں نماز عصر ادا کریں۔ اس نازک ترین موقع پر غداری کی سزا کے طور پر آپؐ نے ان کا محاصرہ کر لیا جو پچیس دن تک جاری رہا۔ آخر فاقوں سے تنگ آکر انھوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ اور اپنا معاملہ سردارِ اوس سعدؓ بن معاذ کی عدالت پر چھوڑ دیا۔ (سعدؓ خندق میں تیر لگنے کے نتیجہ میں چند دن بعد خون بہ جانے کی وجہ سے شہید ہو گئے)

Marfat.com

سعدؓ نے فیصلہ دیا کہ سب مرد قتل کر دیئے جائیں۔ عورتیں اور بچے غلام بنا لیے جائیں اور جائداد فاتحین میں تقسیم کر دی جائے۔ یہود اس فیصلے سے دنگ رہ گئے مگر بے بس تھے۔ گڑھے کھودے گئے اور سات سو مردوں کو قتل کر کے ان میں ڈال دیا گیا۔ ایک عورت بھی قتل کے قصاص میں قتل کی گئی۔ خیبر کا رئیس حی بن اخطب بھی اس وقت ان کے پاس تھا۔ وُہ بھی قتل ہُوا۔ دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا انھیں معافی دے دی گئی۔

اب مدینہ میں رہنے والے تینوں یہودی قبیلوں سے یہ سرزمین پاک ہو گئی۔ عرب قبائل کے حملے کا خطرہ بھی ختم ہو گیا اور مدینہ دارالامن بن گیا۔

ریحانہ بنت سمیون اور زینب بنت جحش سے نکاح

یہودی سردار سمیون کی بیٹی ریحانہ بھی قیدیوں تھی اور رسولؐ خدا کے حصّہ میں آئی آپؐ نے اِس سے نکاح کر لیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ لونڈی ہی رہی۔

اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ کا نکاح رسولؐ اللہ نے اپنے منہ بولے بیٹے زیدؓ سے کیا تھا۔ مگر ایک غلام سے نکاح زینبؓ کے لیے سوہانِ روح تھا زیدؓ بھی رنجیدہ رہتے تھے۔ بالآخر زیدؓ نے آپؐ کے مشورہ کے خلاف زینبؓ کو طلاق دے دی اور آپؐ نے زینبؓ کو اپنے سائے میں لے لیا

Marfat.com

احزاب سے فتح مکہ تک

ذی قعد ۵ھ سے ذی قعد ۸ھ

قریش کو بدر میں شکست ہوئی تو سب قبائل جو صحرا میں بکھرے ہوئے تھے اور ابھی تک خاموش تھے چوکنے ہو گئے۔ ان کی ہمدردیاں قدرتی طور پر اپنے ہم مذہب بلکہ محافظِ کعبہ قریش کے ساتھ تھیں۔ ان کو یہ بھی خطرہ تھا کہ "بے دینی کا یہ نیا مذہب" جو خالقِ کائنات کے سوا کسی اور طاقت کو تسلیم ہی نہیں کرتا ان کے مذہب کو مٹا نہ دے۔ چنانچہ ان کی مخالفت مختلف طریقوں سے نمایاں ہونے لگی۔ اور رسولِ خدا کو مسلسل ان کی طرف توجہ دینا پڑی۔ ان قبیلوں کے جمع ہونے اور مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کرنے کی خبریں ہر طرف سے متواتر آنے لگیں۔ اس لیے بدر کے بعد آپؐ کا عمل یہ ہو گیا کہ جس قبیلہ کے سر اٹھانے کی خبر آتی آپؐ اس کی طرف جیش کو روانہ کر دیتے۔ وہ اکثر بھاگ جاتے اور جب مقابلہ کرتے تو نقصان اٹھاتے۔ اس طرح ان کے حوصلے پست ہوتے گئے اور اسلام کی طاقت ابھرتی گئی۔

جنگِ احزاب میں مختلف قبائل نے مل کر مدینہ پر حملہ کیا تھا اور اسلام کو مٹانے کی سعی کی تھی اس لیے یوں بھی یہ ضروری ہو گیا تھا کہ گرد و پیش کے سب قبائل کو سرنگوں کیا جائے۔ چنانچہ ۵ھ سے ۸ھ (فتح مکہ) تک مہموں کی رفتار تیز کر دی گئی تاکہ قبائل کو جمع ہونے اور مقابلہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اور وہ اسلام

Marfat.com

کی طاقت سے مرعوب ہو جائیں۔ ان مہموں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سریہ قرطاء محرم ۶ھ میں محمد بن مسلمہ کو ۳۰ سوار دے کر قرطاء (جانب بُصریٰ) بنی بکر کی ایک شاخ کی طرف روانہ کیا گیا۔ دشمن کے دس آدمی قتل ہوئے اور اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں۔ بخاری نے لکھا ہے کہ ان کا ایک سردار بھی لایا گیا اور مسجد کے ستون سے باندھ دیا گیا۔ تین دن کے بعد اسے آزاد کر دیا گیا۔ مگر رسول اللہ کے سلوک کو دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ "آج سے پہلے مجھے آپ سے زیادہ کسی سے بغض نہ تھا مگر اب آپ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں۔" نہ جانے اس ختم الرسل میں کیا اندازِ محبوبی تھے کہ جو قریب آیا اسی نے جان نچھاور کی۔

غزوۂ بنی لحیان ربیع الاول ۶ھ میں خود رسولِ خدا صلعم دو سو سوار لے کر بنی لحیان کی سرکوبی کو گئے۔ کیوں کہ انہوں نے بئرِ رجیع پر دس مسلمانوں کو شہید کیا تھا۔ وہ مکہ سے دو منزل ادھر رہتے تھے۔ آپ کا کوچ حسب معمول خفیہ تھا۔ لیکن لحیان پہاڑوں میں بھاگ گئے اور ہاتھ نہ آئے۔

غزوۂ ذی قرد اسی ماہ میں عیینہ فزاری چالیس ہمراہیوں کے ساتھ آیا اور رسول اللہ کی اونٹنیوں کو پکڑ کر لے گیا۔ وہ ابوذرؓ کے بیٹے کو بھی قتل کر گیا اور بیوی کو پکڑ کر لے گیا۔ ایک صحابی سلمہؓ بن اکوع نے دیکھ لیا اور "یا صباحاہ" کا نعرہ مار کر اور مدینہ والوں کو خبردار کر کے تنہا ان کے تعاقب میں چل دیئے اور اونٹنیاں چھڑا لیں۔ اس دوران میں چند سوار اور بھی آن پہنچے۔ دو کافر قتل ہوئے اور ایک مسلمان اخرمؓ شہید ہوئے۔ ابن اکوع کے رد کرنے پر کہ

Marfat.com

اکیلے آگے نہ جاؤ۔ اخرم نے جواب دیا" اگر تُو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور جنت اور جہنم کو حق سمجھتا ہے تو میرے اور شہادت کے مابین حائل نہ ہو۔" پھر آگے بڑھ کر شہادت قبول کی۔ اتنے میں رسولِ خدا بھی ۵۰۰ سوار لے کر آ گئے مگر دشمن بھاگ چکا تھا اور آپ نے مزید تعاقب ضروری نہ سمجھا۔

سریۂ غمر اسی ماہ میں آپؐ نے عکاشہؓ بن محصن کو ۴۰ سوار دے کر غمر کی جانب بنی اسد کے خلاف بھیجا وہ بھاگ گئے۔ ۲۰۰ اونٹ ہاتھ آئے۔

سریۂ ذی القصہ (۱) ربیع الآخر ۶ھ میں محمد بن مسلمہؓ کو دس آدمیوں کے ساتھ ذی القصہ کی طرف (مدینہ سے ۲۰ میل دور) بنی ثعلبہ اور بنی عوال کے خلاف روانہ کیا گیا۔ وہ رات کو پہنچے اور سو گئے۔ دشمن نے انہیں سوتے میں قتل کر دیا۔

سریۂ ذی القصہ (۲) محمد بن مسلمہؓ کا انتقام لینے کے لیے ابو عبیدہؓ بن جراح کو ۴۰ سوار دے کر روانہ کیا گیا۔ دشمن ہاتھ نہ آیا مویشی ہاتھ آئے۔

سریۂ جموم اسی ماہ میں زیدؓ بن حارثہ کو جموم کی جانب (مدینہ سے چار میل) بنی سُلیم کے خلاف بھیجا۔ وہ بھاگ گئے۔ مویشی ہاتھ آئے۔

سریۂ عیص جمادی الاول میں زیدؓ بن حارثہ کو سمندر کی طرف قریش کے ایک قافلہ کے مقابلے میں بھیجا گیا۔ مال ہاتھ آیا۔ قریش میں آپ کے داماد ابو العاصؓ بھی تھے۔ جنہوں نے بھاگ کر زینبؓ بنت رسولؐ کے

پاس پناہ لی اور زینبؓ نے پناہ کا اعلان کیا۔

سریہ طرف

زیدؓ بن حارثہ کو جمادی الآخر میں مدینہ سے ۳۶ میل دور بنی ثعلبہ کی سرکوبی کے لیے طرف (ایک چشمہ) کو بھیجا گیا۔ دشمن بھاگ گیا۔ کچھ مویشی ہاتھ آئے۔

سریہ حِسمیٰ

جمادی الآخر ۶ھ میں زیدؓ بن حارثہ کی سرکردگی میں ۵۰۰ سوار بنی جذام کے خلاف بھیجے گئے۔ عورتیں بچے اور اونٹ، مال غنیمت بنائے گئے۔ کچھ مسلمان عورتیں اور بچے بھی غلطی سے پکڑے گئے اس لیے سب کچھ واپس کر دیا گیا۔ حِسمیٰ وادی القریٰ کے پاس ہے۔

سریہ وادی القریٰ (۱)

رجب ۶ھ زیدؓ بن حارثہ کو بنی فزارہ کی سرکوبی کے لیے وادی القریٰ بھیجا گیا۔ چند مسلمان شہید ہوئے اور زیدؓ زخمی ہوئے۔

سریہ وادی القریٰ (۲)

اسی ماہ ابوبکرؓ کو ۱۰۰ سواروں کے ہمراہ دوبارہ وادی القریٰ بھیجا گیا۔ دشمن قتل ہوا اور قیدی بنایا گیا۔

سریہ دومتہ الجندل

شعبان ۶ھ میں عبدالرحمٰن بن عوف کو سات سو آدمیوں کے ساتھ دومتہ الجندل بھیجا گیا۔ رسول اللہؐ نے عمامہ سر پر باندھا اور جھنڈا ہاتھ میں دیا اور فرمایا۔ کافروں کا قتال کرو۔ مگر خیانت اور غدر نہ کرنا۔ کسی کے ناک کان نہ کاٹنا۔ کسی بچے کو قتل نہ کرنا۔ اگر وہ اسلام لائیں تو رئیس کی بیٹی سے نکاح کرنے میں تامل نہ کرنا۔ وہاں کا حاکم اسلام لایا اور عبدالرحمٰن نے اس کی بیٹی سے شادی کی۔

Marfat.com

سریۂ مدین

شعبان ۶ھ میں زیدؓ بن حارثہ کو مدین (نزد قلزم) بھیجا گیا۔ کچھ لوگ قیدی بنائے گئے۔

سریۂ فدک

شعبان ۶ھ میں علیؓ بن ابی طالب کو ۱۰۰ اصحابہ کے ساتھ بنی سعد کی سرکوبی کے لیے فدک کو بھیجا گیا۔ وہ خیبر کے یہودیوں کی مدد کے لیے جمع ہو رہے تھے۔ بنی سعد بھاگ گئے۔ ۵۰۰ اونٹ اور ۲۰۰۰ بکریاں ہاتھ آئیں۔

سریۂ بنی فزارہ

رمضان ۶ھ میں زیدؓ بن حارثہ کو بنی فزارہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا۔ سریہ کامیاب رہا۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے زید پر حملہ کرکے ان کا سامان چھین لیا تھا۔

خیبر کے یہودی سرداروں کا قتل

رمضان ۶ھ میں عبداللہؓ بن عتیک کو پانچ سات آدمی دے کر خیبر کے ایک مالدار یہودی سردار کو جو اسلام سے سخت دشمنی رکھتا تھا قتل کے لیے بھیجا گیا۔ وہ غروبِ آفتاب کے وقت مویشیوں کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو گئے۔ بڑے دروازے سے کنجیوں کا گچھا لے کر یکے بعد دیگرے دروازے کھولتے اور اندر سے بند کرتے وہ ابورافع کے پاس پہنچ گئے۔ اسے اندھیرے میں آواز دے کر اور اس طرح اس کی جگہ معلوم کرکے اُسے قتل کر دیا۔ پھر اسی طرح دروازے باہر سے بند کرتے ہوئے عبداللہؓ باہر آ گئے۔

ابورافع کے بعد یہود نے اُسیر کو سردار بنا لیا۔ اسی ماہ میں عبداللہ بن رواحہ تیس آدمیوں کے ہمراہ گئے۔ اُسیر کو بہانے سے باہر لائے اور قتل کر دیا۔

Marfat.com

سریۂ عُکل و عرینہ

شوال ۶ھ میں قبیلہ عکل اور عُرینہ کے چند لوگ مدینہ آئے اور اپنا اسلام ظاہر کیا۔ انہیں صدقات کے مویشیوں پر رہنے کی اجازت دی گئی۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے مرتد ہو کر چرواہے کو قتل کیا، اس کے ہاتھ، پیر اور ناک، کان کاٹے آنکھوں میں سلائیاں ڈالیں اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے۔ رسول اللہ صلعم نے کرزؓ بن جابر کو بیس آدمی دے کر ان کے تعاقب میں بھیجا۔ وہ گرفتار کر کے لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دیئے گئے، آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی اور انہیں تپتی ریت پر تڑپ تڑپ کر مرنے کے لیے ڈال دیا گیا۔

ابوسفیان بن حرب کے قتل کا حکم

ماہِ شوال میں عمروؓ بن امیہ کو ابوسفیان بن حرب کے قتل کے لیے بھیجا گیا۔ وہ ناکام ہوئے اور دوسرے دو آدمیوں کو قتل کر کے واپس آ گئے۔ رسولؐ اللہ نے سُنا تو ہنس دیئے۔

صلح حدیبیہ

ذی قعد ۶ھ

اگرچہ ضرورت کے مطابق قبائل کی سرکوبی ہوتی رہی۔ مگر اصلی منزل تو فتحِ مکّہ تھی اور رسول اللہ صلعم کبھی ایک لمحے کے لیے بھی غافل نہ ہوئے۔ قبائل کے حملے کے صرف ایک سال بعد آپ نے ذی قعد ۶ھ میں عمرہ کے لیے مکّہ جانے کا اعلان کر دیا۔ قبائل کی یلغار کے ایک سال بعد ہی انہی قبائل میں سے تقریباً بے ہتھیار گزرنا اور

Marfat.com

کفر اور دشمنی کے مرکز میں، چلے جانا عام عقل کی رو سے ایک مہلک اور غیر دانشمندانہ فعل تھا۔ مگر رسولِ خدا اپنی ناقابلِ مثال فراست سے سمجھ چکے تھے کہ اسی یلغار میں قریش اپنی سب کشتیاں جلا کر لڑنے کے نااہل ہو چکے ہیں۔ اب آپ نے اگلا قدم اٹھایا اور حرمت و امن کے مہینے میں، ایک خالص دینی فریضہ کی ادائیگی کے لیے مکہ کا رخ کیا تاکہ قریش کو ایک اور شکست دی جائے اور مکہ پر اپنا حق قائم کیا جائے چونکہ چشمِ ظاہر سے ادھر جانا موت کو دعوت دینا تھا اس لیے اکثر جاہل مسلمانوں نے کہہ دیا کہ "اب یہ لوگ کبھی واپس نہ آئیں گے" (سورہ فتح) اور صرف چودہ سو جانثار مکہ کو جانے کے لیے نکلے۔

ذوالحلیفہ پہنچ کر آپؐ نے احرام باندھا، ستر اونٹ قربانی کے لیے لیے اور ان کے گلے میں حج کے گڑے ڈال دیئے۔ تلواریں نیام میں کر لیں اور مخبر کو خبر لانے آگے بھیج دیا۔ مخبر نے خبر دی کہ قریش جنگ کے لیے تیار ہیں۔ خالد بن ولید کچھ سواروں کو لے کر مکہ سے دو منزل باہر آ گئے۔ رسولِ خدا صلعم وہاں سے کترا کر نکل گئے اور حدودِ حرم میں حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔

وہاں سے آپ نے قاصد بھیج کر اپنے لیے پر امن حج کا حق مانگا۔ لیکن قریش نے نہ مانا اور قاصد کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا۔ پھر آپؐ نے عثمانؓ کو بھیجا کیونکہ ان کے قرابتدار مکہ میں کافی تھے۔ انہوں نے عثمانؓ سے کہا کہ تم عمرہ کر لو مگر ہم باقیوں کو آنے نہ دیں گے۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ کے بغیر کیسے عمرہ کر سکتا ہوں۔ جب ان کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو مشہور ہو گیا کہ عثمانؓ شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر رسول خدا صلعم نے لوگوں کو بیعت کے لیے کہا اور ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر

Marfat.com

کہا" یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ کون بیعت کرے گا؟" صحابہؓ آگے بڑھے اور بیعت کی کہ "ہم اس وقت تک لڑیں گے کہ غالب ہو جائیں یا شہید ہو جائیں"۔ چودہ سو کی قلیل تعداد کا جن کے پاس صرف تلواریں تھیں بطن مکہ میں بے خطر یہ بیعت کرنا اس کا ثبوت تھا کہ وہ ایمان کی آخری حدوں کو پہنچ چکے تھے۔ یہ وہ مقام تھا کہ اللہ نے قرآن میں ان کے متعلق صاف کہہ دیا کہ اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں (فتح ا)۔ یہ بیعتِ رضوان تھی۔ ایمان کی آزمائش پوری ہو چکی تھی۔

جب قریش کو اس بیعت کا علم ہوا تو وہ ڈر گئے اور گفت و شنید شروع کر دی۔ رسولِ خدا صلعم نے کہا کہ ہم لڑنے نہیں آئے۔ ہم تو صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں۔ لڑائی نے قریش کو کمزور کر دیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں ایک عرصہ کے لئے ان سے صلح کر لوں ورنہ میں ان سے جنگ کروں گا حتیٰ کہ میری گردن الگ ہو جائے۔ چنانچہ قریش ایک دہ سالہ صلح نامہ پر راضی ہو گئے۔ بشرطیکہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں، مکہ سے مدینہ جانے والوں کو واپس کر دیا کریں مدینہ سے آنے والوں کو واپس نہ کیا جائے۔ اور اگلے سال مسلمان مکہ میں صرف تین دن ٹھہریں۔ دراصل مکہ والے اپنا بھرم رکھنا چاہتے تھے ورنہ وہ اپنی شکست تسلیم کر چکے تھے۔

عہد نامہ لکھتے وقت قریش کے نمائندہ نے محمد رسول اللہؐ کے الفاظ پر اعتراض کیا۔ آپؐ نے کہا کہ یہ الفاظ مٹا کر محمدؐ بن عبداللہ کے الفاظ لکھ دو مگر علی رضہ نے جو عہد نامہ لکھ رہے تھے مٹانے سے انکار کر دیا۔ پھر آپؐ نے خود کاغذ ہاتھ میں لے کر محمد بن عبداللہ کے الفاظ لکھ دیئے۔

جب یہ الفاظ لکھے جا رہے تھے تو ایک نومسلم ابوجندلؓ زنجیر لگا ہوا آپہنچا۔
آپ نے اسے حسبِ وعدہ واپس کر دیا۔
پھر آپ نے مسلمانوں کو احرام کھولنے، سر منڈانے اور قربانی کرنے کا حکم دیا۔
لیکن لوگ اس قدر دل برداشتہ ہو گئے تھے کہ تین بار حکم سننے کے باوجود کوئی نہ اٹھا۔
آپؐ نے اپنی بیوی ام سلمہ رضہ سے شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ آپ خود یہ عمل کریں
چنانچہ آپؐ نے احرام کھول دیا اور سر منڈانے لگے۔ آپ کو دیکھ کر سب نے
عمل کیا۔ یہاں آپ نے تین دن قیام کیا پھر واپس کوچ کا حکم دیا۔
رستے میں سورۂ فتح نازل ہوئی جس نے انا فتحنالک فتحا مبینا کہہ کر
اس صلح کو کھلی فتح کہا۔
یہ سچ مچ فتح تھی کیونکہ قریش جیسے جانی دشمن نہ صرف لڑائی سے باز رہے بلکہ
صلح پر آمادہ ہو گئے اور اگلے سال عمرہ کی اجازت بھی دے دی۔ قریش کا زور ٹوٹ
چکا تھا۔ یہی صلح دو سال بعد مکہ کی پُرامن فتح کا پیش خیمہ بن گئی۔
جب مدینہ پہنچے تو مکہ سے ایک مسلمان ابوبصیر رضہ بھاگ کر آ گئے اور
ان کے پیچھے پیچھے دو شخص انہیں لینے بھی آ گئے۔ آپ نے ابوبصیر رضہ کو واپس کر دیا۔
ابوبصیر رضہ نے رستے میں ایک محافظ کو قتل کر دیا اور بھاگ کر ساحل سمندر کی طرف
ڈیرہ ڈال لیا۔ آہستہ آہستہ مکہ سے اور مسلمان بھی ادھر آ کر آباد ہونے لگے اور قریشی
قافلوں کو لوٹنے لگے۔ قریش نے تنگ آ کر خود ہی مسلمانوں کو مدینہ جانے کی اجازت
دے دی۔

Marfat.com

فتح خیبر ۷ھ

صلح حدیبیہ سے قریش کا خطرہ قطعاً ختم ہو گیا تو آپؐ نے مزید تاخیر کے بغیر خیبر کے یہود کو مغلوب کرنے کا فیصلہ کر لیا ان یہود نے ہی جنگ احزاب بھڑکائی تھی۔ محرم ۷ھ میں آپ ۱۴۰۰ پیادے اور دو سَو سوار لے کر اُدھر روانہ ہو گئے۔ ذی قعدہ ۶ھ میں، مکہ کو عمرہ کے لئے جانے سے پہلے آپ نے خیبر کے دو یہودی سرداروں کو قتل کرا دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کو فتح کرنے کا ارادہ شاید اسی وقت سے تھا۔ بہرحال آپ نے فیصلہ کیا کہ خیبر کو صرف وہی چلیں جو بیعتِ رضوان میں تھے۔ آپؐ دن رات چلتے گئے اور نیند اور تکان اس قدر غالب آ گئیں کہ ایک جگہ آپ اُونٹ سے گرنے لگے تھے کہ کسی نے سہارا دے دیا۔

آپ نے غطفان اور خیبر کے درمیان ڈیرہ ڈالا تاکہ وہ آپس میں اتحاد نہ کر سکیں۔ پھر صبح صبح اچانک خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ اور ان قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کر لیا۔ سب سے زیادہ مشکل قلعہ قاموص ثابت ہوا۔ بیس دن تک اس کا محاصرہ رہا اور آخر وہ حضرت علی رضؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔

اس لڑائی میں بیس مسلمان شہید ہوئے اور ترانوے یہودی قتل ہوئے۔ صلح کی شرط یہ ٹھہری کہ یہودی سونا چاندی اور سامان حرب چھوڑ کر جلاوطنی قبول کریں۔ یہود نے درخواست کی کہ نصف پیداوار کی شرط پر انہیں بطور مزارع رہنے دیا جائے۔ یہ بات مان لی گئی۔ ایک مقتول یہودی سردار کی بیوہ صفیہؓ بطور کنیز رسولِ خدا صلعم کے حصے میں آئی۔ آپ نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ یہ

Marfat.com

آزاد کرنا ہی اس کا مہر ٹھہرا۔ زمینیں اور مال مجاہدوں میں بانٹ دیئے گئے۔ پیادہ کو ایک حصّہ اور سوار کو تین حصّے ملے ان زمینوں کے حصّوں کے بعد مہاجروں نے انصار کے باغات واپس کر دیئے۔ اور مسلمانوں کو فارغ البالی نصیب ہوئی۔ خیبر کی فتح کے فوراً بعد ایک بھنی ہوئی بکری آپ کے سامنے لائی گئی جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ آپ نے ایک لقمے کر ہاتھ کھینچ لیا لیکن ایک اور صحابی پیٹ بھر کر کھا گیا اور فوت ہوا۔ جس عورت نے یہ زہر ملایا تھا وہ قتل کے جرم میں قتل کی گئی۔

یہاں یہ جان لینا چاہیئے کہ قبیلہ قریظہ کے علاوہ آپ نے کسی قبیلہ کے مردوں کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ اور اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ انہوں نے قبائل کے حملہ کے وقت جو نازک ترین وقت تھا غداری کی تھی۔

فدک والوں کی اطاعت

فدک والوں نے خیبر کی فتح اور شرائط کا سن کر انہی شرائط پر صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ چونکہ یہاں کوئی لڑائی نہ ہوئی تھی اس لئے یہ سب زمین اللہ اور رسول ؐ کی ملکیت قرار دی گئی اور آپ نے اسے مسکینوں کے لئے وقف کر دیا۔

فتح وادی القریٰ و تیماء

خیبر کے بعد آپ نے وادی القریٰ کا رخ کیا اور چار دن کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کر لیا۔ وہاں پہنچتے ہی ایک تیر آیا جس سے آپ کا غلام شہید ہو گیا۔ لوگوں نے جب اسے جنتی کہا تو آپ نے فرمایا۔ نہیں خدا کی قسم، اس نے غنیمت سے جو چادر چرائی ہے وہ آگ بن کر اس کو جلائے گی۔

Marfat.com

مہاجرین حبشہ کی واپسی

حبشہ کے کچھ مہاجر جنگ بدر سے تھوڑے دن پہلے مدینہ پہنچ گئے تھے۔ باقی اب آ گئے ان میں ایک آپ کے چچازاد جعفرؓ ابن ابی طالب تھے۔ ان کو دیکھ کر آپ نے کہا "ہم نہیں جانتے کہ آج ہم کس بات سے خوش ہیں۔ خیبر کی فتح سے یا جعفر کی آمد سے"؟

انہی مہاجروں میں ابوسفیان کی بیٹی رملہ (کنیت ام حبیبہ) بھی تھیں۔ وہ اپنے خاوند کے ہمراہ حبشہ کو ہجرت کر گئی تھیں۔ اور ان کا خاوند وہاں جا کر مرتد ہو کر فوت ہو گیا تھا۔ رسول خدا صؐ نے ان کو وہاں نکاح کا پیغام بھیجا اور نجاشی نے نکاح پڑھایا۔ مہر چار سو دینار ٹھہرایا گیا یہ نکاح ام حبیبہؓ کی قربانی اور ابوسفیان کی دوستی کے لئے تھا۔

بادشاہوں کو دعوت اسلام

خیبر سے واپسی پر آپ نے گرد و پیش کے پندرہ بادشاہوں کو خط لکھے۔ خطوں پر لگانے کے لئے چاندی کی ایک مہر بنوائی جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

ہرقل قیصر روم نے خط ملنے پر عربوں کو بلا کر معلومات حاصل کیں، نبوت کو تسلیم کیا اور پھر جزیہ میں شام کا علاقہ دینا چاہا۔ لیکن درباریوں کی شدید مخالفت کی وجہ سے ڈر کر چپ ہو رہا۔ ہرقل نے وہ خط سونے کے قلمدان میں محفوظ کر دیا۔

پرویز شاہ ایران نے خط پھاڑ دیا اور باذان والئ یمن کو لکھا کہ آپؐ کو گرفتار کر لیا جائے۔ باذان نے مدینہ قاصد بھیجے وہ آپ کے رعب سے سخت متاثر ہوئے (آپؐ کا اپنا قول ہے کہ مجھے ایک ماہ کی مسافت تک رعب دیا گیا ہے) باذان

Marfat.com

مسلمان ہوا۔ اور پرویز اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا۔

مقوقس عزیز مصر نے قاصد کی عزت کی اور بطور تحفہ دو کنیزیں، ایک خچر اور کچھ کپڑے بھیجے۔ ان کنیزوں میں ماریہ رضہ بھی تھیں جو آپ کی حرم بنیں اور ان سے آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا۔ مقوقس نے وہ خط ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ میں بند کر کے محفوظ کر دیا۔ (اس خط کے عکس اخباروں میں چھپتے رہتے ہیں)

نجاشی شاہ حبش نے اسلام قبول کیا اور اپنے بیٹے کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا مگر وہ کشتی الٹ جانے کی وجہ سے رستے میں ہی مر گیا۔

شاہ بحرین نے اسلام قبول کیا اسے حکمران رہنے دیا گیا۔ اس کے علاقے کے یہود اور مجوسیوں کے لئے جزیہ کا حکم ہوا۔ جو مسلمان ہوئے ان کے پاس املاک رہنے دی گئیں۔

شاہ عمان بھی مسلمان ہوئے اور ان کا ملک ان کے پاس رہنے دیا گیا۔

رئیس یمامہ کو آپ نے اسلام کی دعوت کے بعد کہا کہ میرا دین وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اونٹ اور گھوڑے پہنچتے ہیں۔ اس نے آپؐ کی توصیف کی مگر حکومت میں حصہ مانگا آپ نے کہا کہ ایک بالشت زمین مانگے تو نہ دوں گا۔

امیر دمشق نے اسلام لانا چاہا مگر ہرقل کی رائے سے چپ رہا اس نے سونے کی سوتا بطور تحفہ بھیجا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ وہ ہلاک ہوا اور اس کی حکومت بھی ہلاک ہوئی

حاکم بصریٰ (اردن)، کو خط لے جانے والے قاصد حارث رضہ بن عمیر کو رستے میں ہی شام کے ایک رئیس شرجیل نے شہید کر دیا۔ جنگ موتہ انہی کے انتقام میں ہوئی

Marfat.com

۷ھ کی مہمیں

خیبر سے عمرہ تک آپ نے کچھ مہمیں مختلف قبائل کی سرکوبی کے لیے بھیجیں

سریہ تربہ شعبان میں ۳۰ آدمیوں کے ساتھ عمرؓ بن خطاب کو بنو ہوازن کی سرکوبی کے لئے تربہ (مکہ سے دو منزل) بھیجا۔

سریہ وادی القریٰ اسی ماہ میں ابوبکرؓ کو بنو کلاب کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ دشمن کے چند آدمی قتل ہوئے۔

سریہ فدک اسی ماہ میں بشیرؓ بن سعد کو بنو مرّہ کی سرکوبی کے لئے فدک بھیجا۔ کافی مسلمان شہید ہوئے۔

سریہ نجد رمضان میں طالبؓ بن عبداللہ کی سرکردگی میں ۳۰ صحابہؓ کو بنی عوال کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ لڑائی ہوئی اور مالِ غنیمت ملا

سریہ جمیار شوال میں بشیرؓ بن سعد کو بنی غطفان کی طرف تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے قیدی پکڑے اور مالِ غنیمت حاصل کیا۔

بنی سلیم ذی قعد میں اخرم کو پچاس آدمی دے کر بنو سلیم کے خلاف بھیجا۔ اخرم کے سوا سب شہید ہوئے۔

عمرۂ قضاء

۷ھ

جب صلح حدیبیہ کو سال ہونے کو آیا تو آپ نے مکہ کا عزم کیا۔ دو ہزار صحا

Marfat.com

کو ہمراہ لیا اور ستر اُونٹ قربانی کے لیے لئے۔ حدودِ حرم میں پہنچ کر آپ نے ہتھیار ایک طرف جمع کر دیئے اور ان پر دو سو آدمی حفاظت کے لئے مامور کر دیئے۔ البتہ نیام میں تلواریں رکھ لی گئیں۔ قریش بغض کی وجہ سے شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ طواف کے وقت۔ آپؐ نے رَمل یعنی پہلوانوں کی چال چلنے کا حکم دیا تاکہ اسلام کی قوت ظاہر ہو۔ تین دن کے بعد آپؐ مکہ سے روانہ ہو گئے۔

میمونہؓ سے نکاح مکہ میں ہی آپؐ نے خالدؓ بن ولید کی پھوپھی سے نکاح کیا میمونہؓ کی عمر اس وقت ۵۱ سال تھی۔ یہ آپ کی آخری شادی تھی۔

خالد بن ولیدؓ اور عمروؓ بن العاص عمرہ کے فوراً بعد مدینہ آئے اور اسلام لائے۔ خالدؓ کو رسول اللہ صلعم نے اللہ کی تلوار کہا۔ اور عمروؓ بن عاص نے مصر فتح کیا۔

۸ھ کی مہمیں

عمرہ سے واپسی کے بعد فتح مکہ تک ۸ ماہ میں رسولِ خدا نے ۱۰ مہمیں مختلف اطراف میں بھیجیں ان مہموں میں سات عام مہمیں تھیں اور تین خاص۔ ان کی تفصیل یہ ہے

عام مہمیں صفر ۸ھ میں آپ نے غالبؓ بن عبداللہ کو بنی ملوح اور بنی حصاب کی سرکوبی کے لئے کدید بھیجا۔

ربیع الاوّل میں شجاعؓ بن وہب کو بنی ہوازن کی طرف بھیجا

جمادی الاولیٰ میں کعبؓ بن عمیر کو ذات اطلاح کی طرف بھیجا۔ تمام ۱۵ صحابہ شہید ہوئے۔

Marfat.com

شعبان میں عمرو رضؓ بن مرہ کو ابوسفیان بن حارث کے قتل کے لیے مکہ بھیجا۔
اسی ماہ میں ابو قتادہ کو بنی محارب (غطفان) کے خلاف بھیجا۔
رمضان میں ابو قتادہ کو ہی لبطن اضم میں بھیجا۔

جنگِ موتہ

۸ھ

بادشاہوں کی طرف خط لے جانے والے قاصدانِ رسولؐ میں سے ایک حارث رضؓ بن عمیر کو شرجیل کے رئیس نے ناحق شہید کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ خط اس کو لکھا بھی نہیں گیا تھا لہٰذا جمادی الاوّل ۸ھ میں آپ نے حارثؓ کا انتقام لینے کے لئے تین ہزار کا لشکر سرحدِ شام کو بھیجا اور اس میں بڑے بڑے بہادروں کو شامل کر کے حکم دیا کہ زیدؓ بن حارثہ امیرِ لشکر ہوں گے۔ وہ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب امیر ہوں گے۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ رضؓ بن رواحہ امیر ہوں گے۔ اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جسے چاہیں امیر مقرر کر لیں۔ گویا سرداروں کو آگے بڑھ کر قتل ہونے اور لڑائی جاری رکھنے کا حکم دیا۔ پھر کہا کہ تیز کوچ کیا جائے اور ناگہاں حملہ کیا جائے۔ قتال سے پہلے دینِ اسلام کی دعوت دی جائے۔ عورتوں، بچوں، اندھوں، بوڑھوں اور راہبوں کو قتل نہ کیا جائے۔ گھر نہ گرائے جائیں اور درخت نہ کاٹے جائیں۔ گویا ہدایت دی کہ اب جب کہ میں تمہیں دنیا کی حکمرانی کے لئے بھیجنے کا آغاز کر رہا ہوں یاد رکھو کہ تمہارا مقصد دنیا کو برباد کرنا نہیں بلکہ خدا کے باغیوں اور شریروں سے حکومت چھین کر اللہ کے

دین کو رائج کرنا ہے جنگِ موتہ شام کی سرحد پر پہلی باقاعدہ لڑائی تھی کہ فتح ہونا باقی تھا۔

فاصلہ طویل تھا اس لئے سرحدِ شام کے عیسائیوں کو اس لشکر کی آمد کی خبر مل گئی اور تقریباً دو لاکھ آدمی جمع ہو گئے جن میں ایک لاکھ شام کے عیسائی تھے اور ایک لاکھ عرب کے عیسائی۔ اتنا ہجوم دیکھ کر مشاورت ہوئی۔ رائے دی گئی کہ رسول اللہ صلعم کو خبر دی جائے۔ لیکن عبداللہ رضؓ بن رواحہ نے کہا کہ ہمارا مقصد تو شہادت اور جنت حاصل کرنا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر حال میں لڑائی میں کود جانا چاہیئے۔ چنانچہ شہادت کی تمنا میں لڑائی شروع کر دی گئی۔ تینوں سردار زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہ رضؓ یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ جعفرؓ کے دونوں بازو کٹ گئے۔ اور جسم پر نوے زخم آئے۔ پھر لوگوں نے خالدؓ بن ولید کو امیر بنا لیا۔ دوسرے دن پھر مقابلہ کے لئے سامنا ہوا تو خالدؓ نے فوج کی کچھ ایسی صف آرائی کی کہ دشمن کو خیال ہوا کہ انہیں اور کمک پہنچ گئی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں دشمن سینکڑوں لاشیں اور مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کل بارہ مسلمان شہید ہوئے۔ جعفر رضؓ کو ہجرتِ حبشہ سے واپس آئے ابھی ڈیڑھ سال بھی نہ ہوا تھا۔ خالدؓ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔

سریۂ ذاتِ سلاسل

جمادی الآخری ۸ھ میں رسولِ خدا صلعم نے عمرؓ بن عاص کو تین سو آدمی دے کر بنی قضاعہ کی سرکوبی کے لئے ذاتِ سلاسل کی طرف روانہ کیا۔ یہ جگہ مدینہ سے دس منزل دور ہے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے توقف کیا اور

Marfat.com

مزید مدد مانگی۔ رسول اللہ صلعم نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو دو سو آدمی دے کر مدد کے لئے روانہ کیا۔ ان میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ آپ نے خاص ہدایت دی کہ متفق رہنا، اختلاف نہ کرنا۔ جب نماز کا وقت آیا تو ابو عبیدہ رضنے امامت کرنی چاہی تو عمروؓ بن عاص نے کہا کہ امیر لشکر تو میں ہوں تم تو مدد کے لئے آئے ہو اس لئے امام میں ہوں۔ چنانچہ آخری وقت تک وہی امام رہے۔ ابوبکرؓ اور عمر رضؓ مقتدیوں میں ہی رہے۔ (اس سے ثابت ہوا کہ ابتدائے اسلام میں نماز کی امامت امیر لشکر کی ذمہ داری تھی)

جب کفار پر حملہ ہوا تو وہ منتشر ہو گئے۔ وہاں کچھ دن قیام ہوا اور دشمن کے اونٹ اور بکریاں گھیر گھیر کر لائے گئے۔

سریہ سیف البحر رجب ۸ھ میں رسول خدا صلعم نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو تین سو آدمی دے کر ساحل سمندر کی طرف قبیلہ جہینہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ لشکر میں عمرؓ بن خطاب بھی تھے۔ زادِ راہ کم تھا۔ روزانہ ایک کھجور کھانے کو ملتی۔ آخر وہ بھی نہ رہی اور درختوں کے پتے کھانے پڑے۔ حتیٰ کہ سمندر پر پہنچے اور غیب سے اللہ نے رزق بھیجا۔ سمندر نے ایک بڑی مچھلی باہر پھینک دی۔ وہ اتنی بڑی تھی کہ جب اس کی پسلی کے نیچے سے اونٹ پر آدمی کھڑا کر کے گزارا گیا تو وہ گزر گیا۔ مسلمانوں نے اٹھارہ دن تک اسی پر گزر کی۔ واپسی پر رسول اللہ کو بھی چکھائی گئی۔ اس مہم میں کوئی لڑائی نہ ہوئی۔

فتح مکہ

رمضان ۸ھ

قریش کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر پرانی دشمنی کی بنا پر اچانک حملہ کر دیا اور قریش نے در پردہ بنو بکر کی ہر طرح سے مدد کی۔ خزاعہ نے حرم میں پناہ لی مگر پھر بھی قتل کیے گئے۔

رسول خدا صلعم مدینہ میں مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ خزاعہ کے ۴۰ ناقہ سواروں نے امداد کے لئے پکارا آپؐ نے قریش کو قاصد بھیجا اور تین شرطیں پیش کیں کہ ان میں سے ایک مان لی جائے۔

(۱) مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

(۲) قریش بنو بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں۔

(۳) معاہدۂ حدیبیہ کو ختم سمجھا جائے۔

قاصد کو جواب ملا کہ تیسری بات منظور ہے۔ قاصد کے جانے کے بعد قریش پریشان ہوئے اور تجدید عہد کے لئے ابوسفیان مدینہ گیا۔ پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ رضہ زوجۂ رسول صلعم سے ملا۔ جب بیٹھنے لگا تو بیٹی نے بستر لپیٹ دیا۔ وہ حیران ہوا تو بیٹی نے کہا کہ جس بستر پر رسول صلعم بیٹھتے ہیں اس پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔ پھر وہ رسول خدا صلعم کے پاس گیا۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ ابوبکر رضہ عمر رضہ اور علی رضہ کے پاس گیا حتیٰ کہ اس نے فاطمہ رضہ سے کہا کہ اپنے بیٹے حسن رضہ کو ہی

Marfat.com

کہہ دے کہ امان کا اعلان کر دے مگر کسی نے نہ سنا۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے مکہ جانے کے لئے صحابہ کو تیاری کا حکم دے دیا۔

۱۰ رمضان ۸ھ کو آپؐ دس ہزار صحابہ کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں چچا عباسؓ ملے جو اسلام لا کر اب ہجرت کر رہے تھے۔ آپ نے انہیں از راہِ تفنن کہا کہ "میں تو آخری نبی تھا ہی۔ تم بھی آخری مہاجر نکلے"۔ (فتح مکہ کے بعد ہجرت کی ضرورت نہ رہی اور جہاد اور اسلام پر بیعت لی جانے لگی۔) کچھ آگے چل کر آپ نے دن کے وقت ہی روزہ افطار کر دیا۔ اور سب صحابہ نے تقلید کی۔ اس سفر میں پھر روزہ نہ رکھا گیا کیونکہ یہ جہاد کا وقت تھا۔ مکہ پہنچ کر آپ نے شہر کے باہر پھیل جانے اور پڑاؤ ڈالنے اور آگ جلانے کا حکم دیا۔ ابوسفیان بھنک پا کر وہاں پہنچا اور پکڑا گیا عمرؓ نے سابقہ مظالم پر قتل کرنا چاہا کیونکہ بعجہ عہد و پیمان کے ہاتھ آیا تھا۔ مگر رسول اللہ صلعم نے ایک رات کی مہلت دی۔ دوسری صبح جب وہ رسول اللہ کے سامنے لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔

"اے ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو یقین کرے کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں!"

ابوسفیان نے کہا۔

"ہاں! خدا کی قسم اگر کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہماری مدد کرتا"۔

آپؐ نے پھر کہا۔

"اے ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو یقین کرے کہ میں اللہ کا رسول ہوں"۔

Marfat.com

ابوسفیان نے کہا۔

"باوجود آپ کی مہربانی کے جو آپ کر رہے ہیں مجھے اس میں تردد ہے۔"

تھوڑی دیر کے بعد عباس کے سمجھانے اور عمرؓ کے دھمکانے سے ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا۔

پھر رسولِ خدا نے ابوسفیان سے کہا کہ جو آدمی تمہارے گھر میں داخل ہو جائے یا مسجدِ حرام میں داخل ہو جائے یا اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں رہے گا۔

۲۶ رمضان کو آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ اسامہؓ بن زیدؓ بن حارثہ آپ کے پیچھے اونٹنی پر بیٹھے تھے اور آپ سورۃ فتح تلاوت کر رہے تھے انا فتحنا لک فتحاً مبیناً (ہم نے تمہیں صاف فتح دی)۔ آپ مکہ کے بالائی طرف سے داخل ہوئے خالد بن رضؓ ولید اپنے جیش کے ساتھ زیریں طرف سے آئے۔ بعض کفار نے مقابلہ کیا۔ کل دو مسلمان شہید اور تیرہ کافر قتل ہوئے۔

پھر آپ کعبہ میں آئے اور طواف کیا۔ پھر بلالؓ، اسامہ اور طلحہؓ (کنجی بردار) کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ بتوں اور تصویروں کو گرایا اور مٹایا۔ دو نفل نماز پڑھی اور باہر آ کر یہ خطبہ دیا۔

"اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ تنہا ہے اور لاشریک۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور لشکروں کو تنہا شکست دی۔ آج سب غرور، خون اور مال میرے قدموں میں ہے۔ آج تم سے جاہلیت کا غرور اور نسب کا فخر ختم ہوا۔ سب انسان آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے تھا۔"

پھر آپ نے قریش سے پوچھا تم مجھ سے کس بات کی امید رکھتے ہو؟"

Marfat.com

انہوں نے کہا "آپ مہربان بھائی ہیں اور مہربان بھائی کے بیٹے ہیں۔"
آپ نے جواب دیا "آج تم پر کوئی الزام نہیں۔ تم آزاد ہو۔"

نماز کا وقت آیا تو آپ نے بلال رض کو حکم دیا کہ کعبہ پر چڑھ کر اذان دے پھر صفا پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت لی۔ بیعت کرنے والوں میں ہندہ بھی آئی جس نے حمزہ رض کا کلیجہ چبایا تھا۔ اس کا خون مباح کیا گیا تھا۔ لیکن وہ اسلام لائی اور اسے چھوڑ دیا گیا۔

مکہ میں آپ شعب ابی طالب میں ٹھہرے اور ان مکانوں کی باز پرس نہ کی جو کفار نے ہتھیا لئے تھے۔

مکہ میں عفوِ عام دیا گیا تھا۔ لیکن آپ نے بعض مرتدوں، فتنہ پردازوں اور ہجوگوؤں کے قتل کا عام حکم پہلے سے دے دیا تھا۔ عبداللہ بن خطل بھی ان میں تھا وہ مرتد ہو گیا اور قتل کا مرتکب بھی ہوا تھا۔ فتح کے وقت اس نے کعبہ کے پردے پکڑ لئے۔ آپ کو بتایا گیا تو آپ نے کہا کہ اسے وہیں قتل کر دو اور وہ قتل ہوا۔ خطل کی دو لونڈیاں بھی ہجو میں شعر پڑھتی تھیں ایک قتل کی گئی مگر دوسری نے بروقت امان مانگی اور چھوڑ دی گئی۔ ایک ہجوگو شاعر حویرث بھی قتل کیا گیا۔ ایک اور مرتد اور قاتل مقیس بھی قتل کیا گیا۔ عکرمہ بن ابوجہل کے قتل کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ مگر وہ بھاگ گیا۔ اس کی بیوی اسلام لائی اور اس کے لئے امن کی خواستگار ہوئی چنانچہ۔ عکرمہ کو امن دے دیا گیا۔ ہبار بن اسود جس نے آپ کی بیٹی کے ہودہ پر نیزہ مارا تھا اس کا خون بھی مباح کیا گیا تھا۔ مگر اس نے معافی مانگی اور معافی دے دی گئی۔ وحشی قاتل حمزہؓ کا خون بھی مباح تھا وہ طائف کو بھاگ گیا۔ پھر

Marfat.com

اس نے مدینہ آکر معافی مانگ لی۔ آپ نے اتنا کہا "کیا تم مجھ سے دور رہ سکتے ہو؟" وحشی نے اپنے جرم کی تلافی مسیلمہ کذاب کو اسی ہتھیار سے قتل کر کے جس سے اس نے حمزہؓ کو مارا تھا کی۔ کعب بن زہیر مشہور شاعر تھا اور ہجو گو تھا۔ وہ حاضر ہوا اور اس نے مشہور قصیدہ بردہ پڑھا اور معافی مانگی۔ آپ نے معاف کر دیا اور چادر عنایت کی۔ الغرض مرتد یا قاتل یا ہجو گو شاعروں کے سوا عام معافی دے دی گئی

بت خانوں اور بتوں کا خاتمہ آپ پندرہ دن تک مکہ میں رہے اور بتوں کو توڑنے کا حکم دیا۔ گھر گھر میں بت تھے لوگوں نے وہ سب توڑ کر پھینک دیئے۔ ان کے علاوہ اطراف میں بعض بڑے بت نصب تھے ان کے لئے مہمیں روانہ کی گئیں۔

خالد کو تیس سواروں کے ساتھ عزیٰ کو توڑنے کے لئے بھیجا عزیٰ ایک منزل دور نخلہ میں نصب تھا۔ عمرو بن عاص کو چار میل دور سواع کو گرانے بھیجا۔ سعد بن زید کو مناۃ توڑنے بھیجا۔ منات مشلل پہاڑ پر نصب تھا۔ طفیل بن عمر کو ذوالکفین بت توڑنے بھیجا۔

سریہ بنی جذیمہ رمضان ۸ھ میں مکہ ہی سے آپ نے خالدؓ بن ولید کو ساڑھے تین سو آدمی دے کر یلم لم (جانب یمن) جہاں بنی جذیمہ رہتے تھے بھیجا تاکہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ خالدؓ کی دعوت کے جواب میں انہوں نے "ہم اسلام لائے (اسلمنا)" کی بجائے "ہم صابی ہوئے (صبانا)" کہہ دیا۔ وہ دونوں کو ایک ہی شے سمجھتے تھے۔ خالد نے ان کو قتل کیا اور قیدی بنایا۔ جب رسول اللہ کو پتہ چلا تو آپ نے کہا "اے اللہ!

میں خالد کے فعل سے بری ہوں"، پھر علیؓ کو بھیجا کہ سب کا خون بہا دیں۔

غزوہ حنین و طائف

شوال ۸ھ۔

فتح مکہ کے بعد آپؐ کو اطلاع ملی کہ حنین اور طائف کے قبیلے ہوازن اور ثقیف حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپؐ نے مخبر بھیجے تو تصدیق ہوئی۔ آپؐ اگرچہ بڑی لڑائی کے لئے تیار ہو کر نہ آئے تھے مگر نکلنا پڑا۔ مکہ سے تیس ہزار درہم اور سو زرہیں قرض لیں۔ دو ہزار مکہ کے نومسلم اور نامسلم بھی شامل ہوئے۔ اور آپؐ چل پڑے۔

طائف کے سردار مالک بن عوف نے لوگوں کو مکہ اور طائف کے درمیان حنین کی وادی میں جمع کیا۔ بچوں، عورتوں اور جانوروں کو بھی ساتھ لانے کا حکم دیا: تاکہ غیرت سے کوئی بھاگنے نہ پائے۔

مسلمان اپنی کثرت، طاقت اور فتح کے باعث غرور میں جھومتے جھامتے چلے جب حنین کے درے میں داخل ہوئے۔ تو اچانک تیروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ اور چند آدمی لڑکھڑا کر گرے۔ اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ مکہ والوں میں سے ایک نے کہا کہ "اب یہ سمندر سے ادھر نہ رکیں گے"۔ دوسرے نے کہا "شکر ہے آج جادو ٹوٹ گیا"۔ رسول خداؐ نے دیکھا کہ تنہا کھڑے ہیں۔ آپؐ نے نعرہ لگایا "میں نبی ہوں جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں"۔ اور لوگوں کو آواز

Marfat.com

دی لوگ دوبارہ جمع ہو گئے اور مقابلہ کیا ستر کافر مارے گئے۔ بنی ثقیف طائف کو بھاگ گئے۔ اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ بنو ہوازن نے اوطاس جاکر دم لیا۔

رسولِ خدا صلعم نے حنین میں قیام کیا اور ابو عامرؓ کو اوطاس پر حملہ کے لئے بھیجا۔ وہ شہید ہوئے۔ مگر ابو موسیٰ اشعریؓ نے فتح پائی۔ اور چھ ہزار عورتیں اور بچے، ۲۴ ہزار اونٹ اور ۴۰ ہزار بکریاں گھیر کر لے آیا۔ آپؐ نے اُن کو جعرانہ میں محفوظ رکھا اور طائف جاکر اُس کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ بڑا مضبوط تھا۔ شہر میں کافی خوراک جمع تھی۔ فصیل پر منجنیقیں لگی تھیں۔ مسلمانوں نے بھی پہلی بار منجنیقیں استعمال کیں۔ بیس دن محاصرہ رہا۔ مگر طائف فتح نہ ہوا۔ آخر آپؐ نے فتح کئے بغیر محاصرہ اُٹھانے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو حملہ کی اجازت دی۔ جب کچھ زخمی ہوتے تو صلح پر راضی ہو گئے۔ آپؐ نے شاید اندازہ کر لیا تھا کہ یہ صرف وقت کی بات ہے۔ فتح مکہ کے بعد اب طائف والے کہاں کافر رہ سکیں گے۔

پھر آپؐ واپس جعرانہ آئے اور مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ بنو ہوازن کے سرداروں نے اپنے مال، عورتوں اور بچوں کا مطالبہ کیا۔ اور ماں کا دودھ یاد دلایا (حلیمہ ہوازن میں سے تھیں)۔ آپؐ نے کہا کہ میں صرف اپنے خاندان کا حصہ چھوڑ سکتا ہوں باقیوں کے لئے نمازِ ظہر کے بعد مسلمانوں سے درخواست کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور عورتیں اور بچے بخوشی آزاد کر دیئے گئے۔ یہاں آپؐ کو اپنی ایک دودھ بہن بھی ملی۔ اور ثبوت میں دانتوں سے کاٹنے کے نشان دکھائے۔

Marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ حلیمہؓ خود بھی آئیں اور آپؐ نے انہیں چادر پر بٹھایا۔

مکہ کے نومسلموں کا دل لینے کے لیے آپؐ نے انہیں غنیمت کا بہت بڑا حصہ دیا۔ عام آدمی کو چار اونٹ ملے تو ابوسفیان کو دو سو اونٹ وغیرہ۔ انصار میں چہ میگوئیاں ہوئیں کہ رسولؐ کو اپنے لوگ یاد آ گئے ہیں ابھی تو ان لوگوں کے خون ہماری تلوار وں پر لگے ہیں۔ آپؐ نے سنا تو اکابر انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور پوچھا کہ "کیا تم لوگوں نے ایسا کہا ہے؟" انہوں نے کہا "ہاں! چند نوجوانوں نے ایسا کہا ہے" تو آپؐ نے فرمایا۔

"کیا یہ سچ ہے کہ تم گمراہ تھے اور میرے ذریعہ سے خدا نے تمہیں ہدایت دی؟ تم بکھرے ہوئے تھے اور میرے ذریعہ سے خدا نے تمہیں جمع کیا؟ تم مفلس تھے اور میرے ذریعے سے خدا نے تمہیں دولت مند کیا؟"

ہر فقرے پر انصار نے کہا کہ "اللہ اور رسولؐ کا احسان ہم پر بہت ہے"۔

پھر آپؐ نے کہا "نہیں! تم کہہ سکتے ہو کہ تمہیں لوگوں نے جھٹلایا اور ہم نے تمہاری تصدیق کی؟ تم بے سہارا تھے اور ہم نے تمہیں پناہ دی۔ تم مفلس تھے اور اور ہم نے تمہاری مدد کی؟

لیکن اے انصار! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمدؐ کو ساتھ لے جاؤ"

یہ سن کر لوگ چیخ اٹھے اور روتے روتے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔

پھر آپؐ نے کہا کہ میں نے مکہ والوں کو زیادہ اس لئے دیا ہے کہ ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہوں۔

سرایائے صدا ویمن

پھر آپ مکہ آئے اور ایک اٹھارہ سال کے نوجوان عتابؓ بن اسید کو والی بنا کر واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ اس سال مسلمانوں کا پہلا حج ہوا اور عتابؓ ہی امیر الحج بنا۔ اُس کی تنخواہ ایک درہم روزانہ مقرر ہوئی۔ اُس نے کہا جسے یہ ملے اُسے اور کیا چاہیئے

انہی دنوں آپؐ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا۔ اور انہی دنوں آپؐ کی بیٹی زینبؓ انتقال کر گئیں۔

مکہ سے ہی ماہ ذی قعد میں آپ نے قیسؓ بن اسد کو ۴۰۰ صحابہ کے ہمراہ صُدا (جانب یمن) بھیجا۔ وہاں کے مشرک اسلام لائے۔ خالد کو ہمدان کے خلاف یمن بھیجا۔ وہ چھ ماہ وہاں ٹھہرے مگر کوئی اسلام نہ لایا۔

حنین وطائف

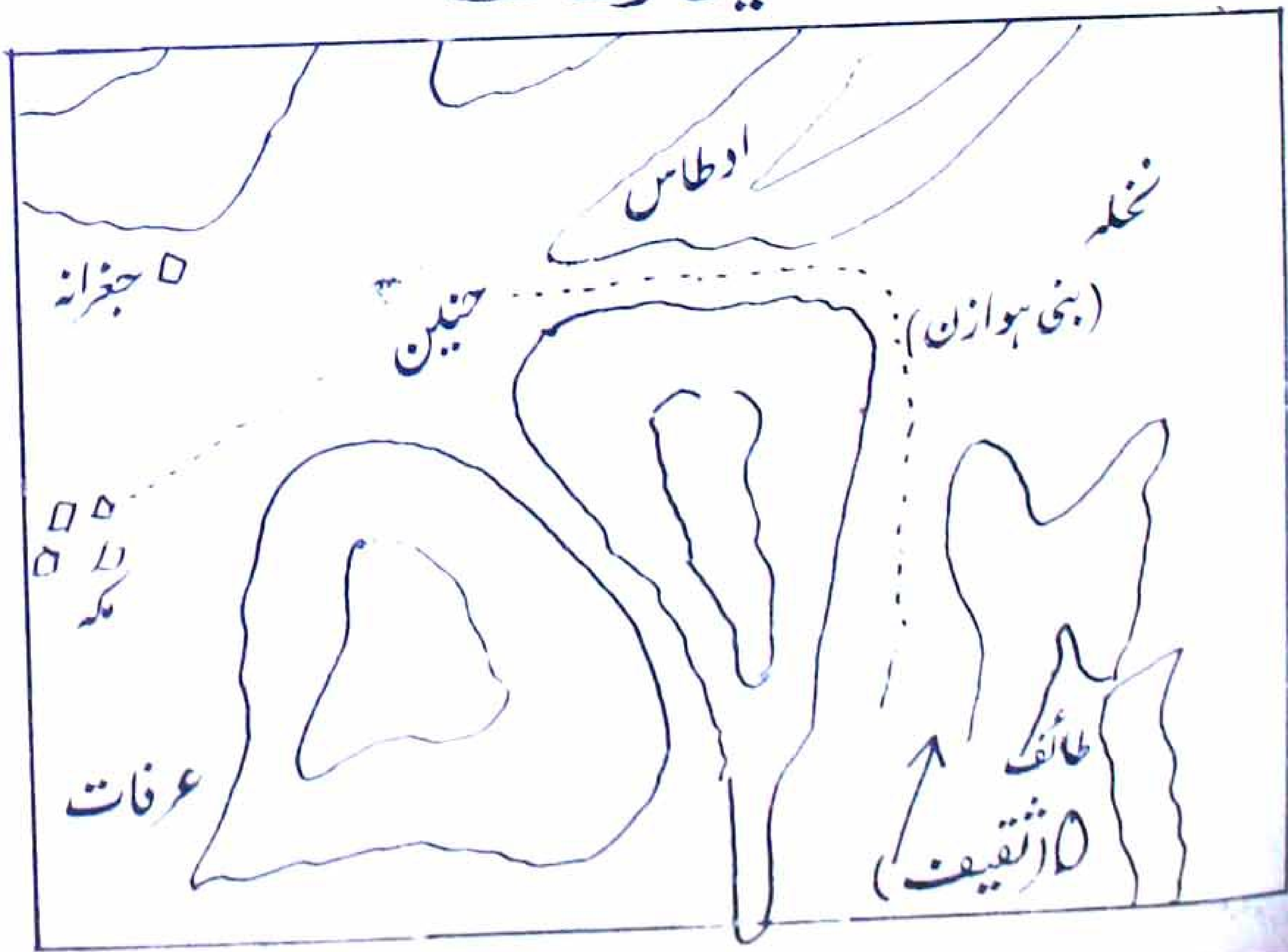

مکّہ سے تبوک

مکہ سے مدینہ واپس آنے کے بعد آپ نے اجتماعی نظامِ صدقات کو جاری کیا۔ شروع میں ہر بات فرداً فرداً ہی ہو سکتی ہے۔ نماز بھی ذکرِ الٰہی سے شروع ہوئی پھر اس کے ارکان بنے اور مسجد، اذان، نماز با جماعت مدینہ پہنچ کر ہی قائم ہو سکی۔ صدقات کا آغاز بھی طعامِ مسکین اور یتیم و اسیر کی دیکھ بھال سے شروع ہوا۔ مدینہ پہنچ کر اس میں زیادہ مضبوطی آ گئی۔ لیکن اس کا باقاعدہ نظام حصولِ قوت کے بعد ہی ممکن تھا۔ چنانچہ فتح مکّہ کے فوراً بعد آپ نے نماز کے بعد سب سے بڑے فریضۂ اسلام زکوٰۃ کو جاری کیا اور صدقہ جمع کرنے کے لیے عامل مقرّر کر دیئے۔ حبِّ مال انسان کا خاصہ ہے۔ اس کے حصول میں رکاوٹیں بھی ہوئیں اور انہیں بزور رفع کرنا پڑا۔

فتح مکّہ کے بعد عرب کے چاروں طرف سے وفد بھی آنے شروع ہوئے اور وہ آخر وقت تک آتے رہے اور اطاعت کا اقرار کرتے رہے۔ بعض نے جزیہ کی شرط پر صرف دنیاوی اطاعت قبول کی۔ اور بعض نے شورش جاری رکھی، چنانچہ ان کے خلاف مہمیں بھی جاتی رہیں۔ سنہ ۹ھ کی بعض مہمیں یہ تھیں۔

سریہ سقیا — محرم سنہ ۹ھ میں عیینہؓ بن حصن کو ۵۰ آدمیوں کے ساتھ بنی تمیم کی طرف بھیجا گیا۔ ان میں کوئی بھی مہاجر یا انصار نہ تھا۔

ان پر رات کو چھاپہ مارا گیا اور گیارہ مردوں، اکیس عورتوں اور تیس بچوں کو گرفتار کرکے مدینہ لے جایا گیا۔ انہوں نے مجبوراً اپنا وفد مدینہ بھیجا۔ اور اسلام لائے وفد کا ذکر آگے آئے گا۔

سریہ بنی حارثہ صفر ۹ھ میں عبداللہؓ بن عوسجہ کو بنی حارثہ کی طرف خط دے کر بھیجا گیا۔ وہ نہ مانے اور خط کو ڈول کے تلے میں باندھ دیا۔ عبداللہ نے واپس آکر رسول اللہ کو خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا کیا یہ لوگ فاترالعقل ہیں؟

سریہ بنی خشعم اسی ماہ میں قطبہؓ بن عامر کو بیس صحابہ کے ساتھ بنی خشعم کی طرف بھیجا گیا۔ مقابلہ ہوا اور مال غنیمت لیا گیا۔

سریہ قرطا اسی ماہ میں ضحاکؓ بن سفیان کو بنی بکر کی طرف بھیجا گیا۔ انہوں نے مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ مال غنیمت حاصل ہوا۔

سریہ جدّہ کچھ حبشیوں کے جدّہ آنے کی خبر ملی۔ آپؐ نے علقمہؓ بن مجزّز کو تین سو آدمی دے کر روانہ کیا۔ حبشی بھاگ گئے۔ واپسی پر بعض نے جلد ہی گھر پہنچنے کی کوشش کی تو علقمہ نے انہیں آگ میں کودنے کا حکم دیا (بطور مذاق) اور بعض تیار بھی ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلعم کو پتہ چلا تو آپ نے کہا کہ معصیت میں اطاعت نہیں یعنی گناہ کی بات نہ مانی جائے گی۔

بنی طے کے مندر کا انہدام ربیع الآخر میں علیؓ کو دو سو صحابہ کے ہمراہ بنی طے کا بت فلس توڑنے کے لیے بھیجا گیا۔ بت توڑ دیا گیا۔ مقابلہ ہوا اور دشمن کو قیدی بنایا گیا۔ قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی بھی آئی اُسے عزّت سے رخصت کیا گیا۔ وہ اسلام لائی اور اپنے بھائی کو بھی مسلمان بنایا۔

Marfat.com

سریہ حباب اسی ماہ میں عکاشہؓ بن محصن کو بنی قضاعہ کی سرکوبی کے لیے حباب کی طرف بھیجا گیا۔

تبوک کی مہم

رجب تا رمضان ۹ھ

اطلاعیں آئیں کہ غزوۂ موتہ اور فتحِ مکہ کے باعث شام میں فتنہ اُٹھ رہا ہے۔ اور سرحدِ شام کے غسّانی قبائل لڑائی کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔ انتظار کرنے یا دشمن کو اپنے گھر پر حملہ کرنے کا موقع دینے کی بجائے رسولِ خدا صلعم نے حسبِ معمول شام کی طرف کوچ کا فیصلہ کر لیا۔ اس دفعہ مہم کو خفیہ بھی نہ رکھا۔ بلکہ جہاد کی دعوتِ عام دے دی اور مالی امداد (صدقات) پیش کرنے کی تحریک بھی کی۔ یہ انتہائی گرمی کا مہینہ تھا۔ طویل سفر تھا اور گرمی اور پیاس کی وجہ سے انتہائی کٹھن تھا۔ کھجوریں پک رہی تھیں اور روانگی کے بعد ان کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ لیکن اب ایمان کی وہ حرارت پیدا ہو چکی تھی کہ دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ فوج تیار ہو گئی۔ بڑے بڑے اصحاب نے کھل کر مدد دی۔ ابوبکرؓ نے اپنا کل مال چار ہزار درہم دے دیا۔ عمرؓ نصف مال لائے۔ عثمانؓ نے ایک سو گھوڑے، تین سو اونٹ اور ایک ہزار دینار دیئے۔ عورتوں نے زیور دیئے۔ البتہ مشہور منافق عبداللہ بن ابی بے دلی پھیلاتا رہا اور اسّی ۸۰ منافق اور تین ۳ مومن پیچھے مدینہ میں رہ گئے۔

سفر کی وجہ سے یا شام کے خطرات کے پیشِ نظر گھر والوں کی حفاظت کے لیے

آپ نے اس مرتبہ علیؓ کو پیچھے چھوڑا اور پہلے نابینا صحابی ابن ام مکتومؓ کو ہی کافی سمجھا جاتا رہا، علیؓ نے شکایت کی، کہ مجھے عورتوں کے پاس چھوڑ رہے ہیں۔ تو فرمایا کہ "تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ تھے مگر ہاں! اب نبی کوئی نہ ہوگا"۔ دس دن کے بعد شام کی سرحد پر، چودہ منزل دُور مقامِ تبوک پر پہنچ لشکرِ اسلام نے پڑاؤ ڈال دیا اور وہاں بیس دن قیام کیا۔ کوئی فوج مقابلے میں نہ آئی۔ آپ نے اطراف میں قاصد بھیجے تاکہ اسلام کی دعوت دیں، یا انہیں دنیاوی اطاعت پر لائیں مختلف عیسائی حاکموں نے جزیہ دے کر اطاعت کی، مگر اکیدر والئ دومۃ الجندل نے انکار کیا۔ اس کی طرف خالدؓ کو بھیجا۔ اکیدر کو مغلوب کیا گیا اور اس کا بھائی قتل ہوا۔ اس کا خوب صورت حلہ لایا گیا تو اسے دیکھ کر سب مسلمان دنگ رہ گئے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ "اس وقت جو رومال سعدؓ بن معاذ کے جسم پر ہیں وہ اس سے بدرجہا اچھے ہیں"۔ سعدؓ بن معاذ وہ تھے جو جنگِ احزاب کے زخم سے شہید ہو گئے تھے اور جنہوں نے سات سو یہودی مردوں کے قتل کا فیصلہ سنایا تھا۔

اکیدر نے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو گھوڑے، چار سو زرہیں اور چار سو نیزے بطور جزیہ پیش کیے۔

بیس دن کے قیام اور موجودہ کامیابی کو کافی سمجھ کر آپؐ نے واپسی کا حکم دے دیا۔

یہ آخری غزوہ تھا جس میں آپؐ خود شریک ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر اکسٹھ برس ہو چکی تھی۔

واپسی پر تین پیچھے رہنے والے مومنوں سے قطع تعلق کر لیا گیا۔ چالیس دن کے

بعد ان کی ازواج کو بھی علیحدہ ہونے کا حکم دے دیا گیا اور خدا کی زمین باوجود وسعت کے ان پر تنگ ہو گئی، آخر پچاس دن کی زاری کے بعد ان کی توبہ قبول کی گئی اور دوبارہ بیعت لی گئی۔ قرآن نے بھی ان کا ذکر بطورِ عبرت کر کے ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کو تنبیہ کر دی کہ کوئی شخص جنگ میں پیچھے نہ رہے اور پیچھے رہنے والا بھلائی کی امید نہ رکھے۔

۹ھ ہجری کے دیگر واقعات

مسجدِ ضرار جب آپؐ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے تو منافقوں نے ایک مسجد بنائی تاکہ اس بہانے سے وہاں بیٹھ کر مسلمانوں میں تفریق کرنے اور اللہ اور رسول سے کفر (بغاوت) کرنے کے لیے سازشیں کی جائیں فریب دینے کے لیے آپ کو امامت کے لیے بلایا، آپ نے کہا کہ تبوک سے واپسی پر دیکھوں گا۔ واپسی پر مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی اسے جلانے کا حکم دے دیا گویا بتایا کہ مسجد بھی اگر فتنہ گر ہو تو باقی نہ رکھی جائے۔

منافقِ اعظم کی موت عبداللہ بن اُبی جو شیطان کی طرح مدنی زندگی میں مسلمانوں کے ساتھ لگا تھا۔ تبوک سے واپسی کے جلدی ہی بعد فوت ہو گیا، مرنے کے بعد اس کے مومن بیٹے کی درخواست پر آپؐ نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی اور کفن کے لیے اپنی چادر بھی عنایت کی، مگر خدائے بے نیاز نے قرآن میں کہا کہ ایسے لوگوں کے لیے تم ستر بار بھی بخشش مانگو تو اللہ انہیں نہ بخشے

گا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور رسول سے کفر کیا ہے۔

نبی کے گھر میں پریشانیاں

انہی دونوں باہمی حسد کی وجہ سے آپ کی بیویوں میں دو گروہ بن گئے اور آپ نے ان سے ایلاء (علیحدگی) کر لیا۔ مشہور ہو گیا کہ آپ نے ازواج کو طلاق دے دی اور قرآن نے ان کو طلاق کی دھمکی بھی دے دی۔ بیویوں کے تائب ہونے پر آپ گھر میں واپس لوٹ آئے۔

آپ کی بیٹی ام کلثومؓ اسی سال فوت ہوئی اور صرف فاطمہؓ دنیائے فانی میں باقی رہ گئیں۔ وہ بھی آپ کی رحلت کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔

اہل طائف کا اسلام لانا

ایک سال پہلے آپؐ طائف کا محاصرہ اٹھا کر چلے آئے تھے۔ غزوہ تبوک سے اہل طائف کو خیال پیدا ہوا کہ ان میں اسلام سے لڑنے کی طاقت نہیں اور نہ وہ باقی دنیا سے علیحدہ رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے رمضان ۹ھ میں ایک وفد مدینہ بھیجا اور درخواست کی کہ وہ اسلام لانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ تین باتیں مان لی جائیں (۱) تین سال تک لات کا بت رہنے دیا جائے۔ نماز لازم نہ کی جائے۔ بت ان کے ہاتھوں سے نہ تڑوائے جائیں" آپ نے کہا کہ "لات کو توڑا جائے گا۔ اور جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ البتہ تیسری بات مانی جا سکتی ہے۔"

لات کی شکست

ذی الحجہ ۹ھ میں آپ نے مغیرہؓ اور ابو سفیانؓ کو لات کا بت توڑنے کے لیے بھیجا۔ مغیرہؓ نے بت کو توڑ دیا۔ بت ٹوٹنے پر بڑا خزانہ ہاتھ آیا۔ اس وقت شہر کی عورتیں

Marfat.com

آسمانی آفت کے ڈر سے گھروں سے باہر نکل گئیں۔

۹ھ کا حج اس سال رسول خدا صلعم نے ابوبکر صدیق رضؓ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ حج کے لیے روانہ کیا۔ ان کے فوراً بعد علیؓ کو بھیجا کہ حج کے اجتماع میں سورہ توبہ کی پہلی چالیس آیات سنائیں۔ علیؓ نے وہ آیات منیٰ کے اجتماع میں سنائیں۔ ان آیتوں کے ذریعے سے قرآن نے مرکز اسلام سے غیر اقوام کے لیے اپنے رویّے اور مسلمانوں کے ان سے سلوک کے متعلق اپنے مسلک کا اعلان کیا اور رہتی دنیا تک یہی اسلام کا سچّا مسلک ہے۔ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے۔

"مشرکوں کو چار ماہ کی مہلت ہے۔ مگر جن سے معاہدہ ہے انہیں معاہدہ کے خاتمہ تک مہلت ہے۔ اللہ اور رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ اے ایمان والو! ان سے جنگ کرو۔ جتنے کہ وہ توبہ کریں اور نماز اور زکواۃ قائم کریں۔ ہاں کوئی اکیلا مشرک مل جائے تو اسے کلام الٰہی سنا کر مہلت دو۔ مشرک ناپاک ہیں۔ وہ کعبہ کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائیں یہود و نصاریٰ بھی دین الٰہی کو چھوڑ چکے ہیں۔ ان کے مذہبی رہنما لوگوں کے مال پر مزے اڑا رہے ہیں۔ ان سے بھی جنگ کرو۔ جتنے کہ وہ جزیہ دے کر اطاعت قبول کریں۔ یاد رکھو! حاجیوں کو پانی پلا دینا یا کعبہ میں بیٹھے رہنا اس کے مقابلے میں کچھ شے نہیں جو ایمان لا کر جہاد کرے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم جہاد کے لیے نہیں نکلتے جسے ماں باپ، اولاد، گھر یا مال و دولت عزیز ہے وہ اللہ کی سزا کا انتظار کرے۔ اللہ نے رسولؐ کو اس لیے بھیجا ہے کہ دین حق کو دنیا بھر میں غالب کر دے۔ اللہ پہلے بھی تمہاری مدد کر چکا ہے اور نہ نظر آنے والے لشکر بھیج چکا ہے۔ اس لیے رسولؐ کے مقصد کی تکمیل کے لیے اٹھ کھڑے ہو۔ اگر تم نہ اٹھے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار

Marfat.com

کرے گا. اور تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لا کھڑی کرے گا. کیوں کہ وہ اپنے رسول کی مدد ضرور کرے گا. اس نے تو اس کی مدد اس وقت بھی کی تھی، جب وہ صرف ایک ساتھی کے ساتھ غار میں چھپا بیٹھا تھا. اور اللہ کی بات جیت کے رہی تھی"

اس اعلان نے پورے عرب کو ہلا دیا اور حجاز کا علاقہ فوراً اسلام میں داخل ہو گیا. پھر کوئی شورش یہاں نہ اٹھی پھر کوئی مہم حجاز میں بھیجنے کی ضرورت پیش نہ آئی. البتہ یمن، یمامہ اور شام باقی رہ گئے.

ہاں! اب یہ فریضہ امّت کا تھا کہ مرکزِ حجاز سے دینِ حق کو چار دانگ عالم میں پھیلا کر رسولِ خدا صلعم کے مقصد کو پورا کریں، ہاں! رسول خدا صلعم کے رخصت ہونے کا وقت قریب آ رہا تھا. تیئس سال کے مختصر زمانہ میں جو کارنامہ آپ نے دکھایا وہ تاریخ میں بے مثال رہا.

Marfat.com

وفود کی آمد

فتح مکہ نے پورے عرب میں اسلام کی سچائی کا احساس پیدا کردیا اور ہر طرف سے مدینہ کو وفد آنے لگے۔ اور اسلام لانے لگے۔ بعض وفود کی تفصیل یہ ہے۔

وفد بنی تمیم آتے ہی اس وفد نے آپؐ کو گھر پر آواز دی، آپؐ باہر آئے تو شعر و خطابت میں مقابلہ کی دعوت دی، طرفین کا مقابلہ ہوا اور رسول صلعم خاموش دیکھتے رہے، انہوں نے مسلمانوں کی برتری تسلیم کی۔ اور اسلام قبول کیا۔

وفد طے طے کا حاکم عدی بن حاتم آیا اور دیکھ کر حیران ہوا کہ رسول صلعم گلی میں کھڑے ایک عام عورت سے باتیں کر رہے ہیں آپ نے اسے کہا کہ "تم رعیت سے چوتھ لے کر کھا جاتے ہو یہ تم پر حرام ہے۔" پھر کہا "ہماری فقر و قناعت کو نہ دیکھو، وہ وقت آنے والا ہے جب مال کثیر ہوگا۔ اور مسلمان بابل کے محلات پر قابض ہوں گے اور ایک عورت قادسیہ سے کعبہ تک بلا خطر سفر کرے گی۔"

وفد بنو حنیفہ سولہ آدمی آئے اور اسلام لائے۔ ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا جس نے بعد میں نبوّت کا دعوےٰ کیا، وہ اپنے خیمہ سے نہ نکلا۔ رسول صلعم خود ادھر تشریف لے گئے تو کہنے لگا کہ آپ مجھے اپنی خلافت دیں تو میں بیعت کروں گا۔ آپ نے جواب میں کھجور کی ٹہنی دکھا کر کہا کہ "اگر تم یہ مانگو تو یہ بھی نہ

Marfat.com

دوں گا۔"

وفد حضرموت والی آیا اور اسلام لایا۔ آپؐ نے اسے حاکم رہنے دیا۔ اور کہا کہ مویشیوں کا دسواں حصہ اور کانوں کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کرے۔ حکم بجالانے میں سستی نہ کرے۔ نشہ حرام ہوگا۔

وفد بنی سعد ایک نمائندہ آیا اور آپ سے رسول ہونے کے دعوے پر قسم دلائی۔ آپ نے قسم کھائی۔ پھر آپ کو نماز، زکواۃ، حج وغیرہ کی فرضیت پر قسم دلائی۔ پھر مسلمان ہوگیا۔

وفود نجران نجران سے دو وفد آئے۔ ایک عربوں کا اور ایک عیسائیوں کا۔ رسول اللہ صلعم نے خالد کو چار سو آدمی دے کر نجران کے عرب قبیلہ بنی حارث کی طرف بھیجا تھا کہ انہیں اسلام کی طرف بلائے اور انکار پر قتال کرے۔ بنی حارث اسلام لائے اور ان کا وفد مدینہ آیا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم دوسرے قبیلوں پر ہمیشہ غالب آیا کرتے تھے۔ اس کی کیا وجہ تھی انہوں نے کہا کہ ہم متحد رہتے تھے اور کسی پر ظلم نہ کرتے تھے۔ آپؐ نے ان پر والی مقرّر کیا اور کہا کہ قبائل کے نام پر دہائی نہ دی جائے اور صدقات جمع کئے جائیں ۔ اہل کتاب میں سے کوئی مسلمان ہو تو اس سے برابر کا سلوک کیا جائے۔ مسلمان نہ ہو تو ایک دینار فی کس سالانہ پر انہیں امان دی جائے۔

نجران سے ہی ایک اور وفد ستّر عیسائیوں کا آیا۔ آپ نے انہیں مسجد میں ٹھہرایا اور وہاں اپنی نماز پڑھنے کی اجازت بھی دی۔ مسیحؑ کے ابن خدا ہونے پر انہوں نے یہ دلیل دی کہ جب اس کا کوئی باپ نہیں تو پھر خدا ہی اس کا باپ ہے۔

Marfat.com

آپ نے کہا "بیٹا تو باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ مگر اللہ کو موت نہیں اور عیسےٰ کو موت ہے۔ اللہ ہر چیز کا محافظ اور رازق ہے مگر عیسےٰ کسی چیز کا مالک نہیں۔ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے مگر عیسےٰ اس سے زیادہ نہیں جانتا جو اللہ نے بتایا۔ عیسےٰ کھاتا پیتا اور بول و براز کرتا تھا۔ خدا ان باتوں سے بے نیاز ہے۔ عیسےٰ عام لوگوں کی طرح جنا گیا، پھر وہ خدا کیسے ہوا"

وہ چپ ہو گئے مگر نہ مانے۔ آپ نے مباہلہ یعنی جھوٹے پر لعنت کا اعلان کیا۔ وہ ڈر گئے اور باہر نہ آئے۔ آپ نے ان پر جزیہ مقرر کر دیا کہ سالانہ دو ہزار پوشاکیں دیں قاصد کو ایک ماہ تک مہمان کریں۔ یمن میں شورش ہو تو تیس زرہیں، تیس گھوڑے اور تیس اونٹ ادھار دیں۔

وفد بنی عامر

یہ لوگ بدنیتی سے آئے تاکہ آپ کو باتوں میں لگا کر قتل کر دیں۔ لیکن ہمت نہ ہوئی۔ ایک نے آپ سے کہا کہ آپ ہمارے سردار (سیّد) ہیں اور انسانوں میں افضل ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اصل بات کہو۔ کہیں شیطان تمہیں ہنکا کر نہ لے جائے (یعنی چاپلوسی نہ کرو، اسلام کی بات کرو) اس نے پھر کہا کہ مجھے دوست بنا لیجئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں جب تک تم ایمان نہ لے آؤ۔ پھر اس نے کہا کہ مسلمان ہونے پر آپ مجھے کیا دیں گے؟ آپ نے کہا تمہارے وہی حقوق ہوں گے جو باقی مسلمانوں کے ہوں گے۔ پھر اس نے کہا کہ آپ دیہات پر حکومت کریں اور شہر مجھے دے دیں۔ ورنہ میں غطفان کو لے کر آپ پر چڑھائی کروں گا۔ آپ نے کہا اللہ تمہیں توفیق نہ دے گا۔ پھر آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اس شخص کے شر سے بچا۔ گھر پہنچ کر وہ طاعون سے ہلاک ہوا۔

Marfat.com

وفد بحرین — ایک وفد آیا اور اسلام لایا۔ جوشِ محبت سے یہ لوگ سواریوں سے کود پڑے اور انہوں نے آپؐ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

وفد حضرموت — شہر کندہ سے وفد آیا اور اسلام لایا۔

وفد غسان — سرحد شام سے تین آدمی آئے اور اسلام لائے مگر انہوں نے اپنی قوم کے سامنے ڈر کی وجہ سے اسلام ظاہر نہ کیا۔

حدیثِ رسولؐ

ایک نے پوچھا: "یارسول اللہ! جہاد کے برابر کوئی عمل بتائیے؟"
آپؐ نے فرمایا: "میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جب مجاہد جہاد کو نکلے تو تم مسجد میں داخل ہو کر نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور باہر نہ نکلو اور روزہ رکھو اور افطار نہ کرو۔" (نسائیؒ)

Marfat.com

غلبۂ اسلام

سنہ ۱۰ھ

سنہ ۸ھ میں فتح مکہ نے اسلام کو پورے عرب پر برتری عطا کر دی۔ اگرچہ کچھ نہ کچھ مہمیں آخری وقت تک جاری رہیں۔ سنہ ۹ھ میں عرب کے چاروں طرف سے مختلف قبائل کے وفد آنے شروع ہوئے اور اسلام لائے، یمن، بحرین، عمان، نجران، نجد، طے، بلی، جہینہ الغرض پورا عرب مطیع ہو گیا۔

جوں جوں اطاعت ہوتی گئی حکومت کے کارندے مقرر کئے جانے لگے اور صدقات جمع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ عام احکام اور حدود کے علاوہ حکم یہی تھا کہ شرک سے باز آئیں، نماز قائم کریں اور صدقات جمع کرائیں۔

عرب میں اپنے آپ کو مستحکم کرنے کے بعد دین الٰہی کا رخ روم اور ایران کی طرف ہونا لازمی تھا۔ اس کے لیے یمن کو جو لپشت پر واقع تھا۔ مطیع کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ وہاں عاملین کا تقرر کیا گیا اور اسے خاص توجہ کا مستحق قرار دیا گیا۔

چونکہ باذان والی یمن مسلمان ہو گیا تھا۔ اس لیے اسے حاکم رہنے دیا گیا۔ اس کی وفات پر یمن کے ایک حصہ صنعا پر اس کے بیٹے کو حاکم بنایا گیا اور باقی جگہوں پر صحابہ کو بھیجا گیا۔

رمضان سنہ ۱۰ھ میں علیؓ کو تین سو سوار دے کر اور ان کے سر پر خود عمامہ رکھ کر آپ نے انہیں یمن بھیجا اور حکم دیا کہ اسلام کی دعوت دو۔ اگر نہ مانیں تو قتال

کرو۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو قتال کرنا پڑا۔ اور دشمن کے بیس آدمی مارے گئے۔

انہی ایام میں دو شخصوں نے نبوّت کو نفع بخش سمجھ کر اپنی نبوّت کا اعلان کر دیا ان میں ایک یمن کا رہنے والا اسود عنسی تھا اور دوسرا یمامہ کا مسیلمہ کذاب۔

مسیلمہ کذاب کا خروج

مسیلمہ نے جو بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مدینہ بھی آیا تھا یمامہ واپس جا کر نبوّت کا اعلان کر دیا اور ایک قرآن بھی ایجاد کیا جس میں شراب اور مردار کو حلال کیا۔ ۱۰ھ میں اس نے رسول اللہ صلعم کو خط لکھا

"اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد کی طرف۔ میں آپ کے ساتھ کام میں شریک کر دیا گیا ہوں۔ پس نصف ملک ہمارا ہو گا اور نصف قریش کا۔ مگر قریش انصاف نہیں کرتے۔ والسلام"

رسول اللہ نے جواب بھیجا

"اللہ کے رسول محمد کی طرف سے سخت جھوٹے مسیلمہ کی طرف۔ اس پر سلامتی جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ زمین اللہ کی ہے اور وہ اسے اپنے جن بندوں کو چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ انجام پرہیزگاروں کا ہے۔"

یہ شخص ابوبکرؓ صدیق کے زمانے میں قتل ہوا۔ وہ نبوّت کو شاید ایک ڈھونگ سمجھتا تھا۔

اسود عنسی عرف عبہلہ کا خروج

اسود نے یمن میں نبوّت کا اعلان کر دیا۔ اور نجران والوں کو آپس میں ملا لیا۔ مسلمان عامل وہاں سے نکل بھاگے۔ باذان کا بیٹا

قتل ہوا۔ اور عبہلہ نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ اکثر یمنی مُرتد ہو گئے۔ رسول اللہ نے لکھا کہ اسود کو قتل کر دو۔ یا اس سے جنگ کرو۔ چنانچہ بافان کی بیوہ سے سازش کر کے اسے ایک رات قتل کر دیا گیا اور محل سے ہی اذان کہہ دی گئی اذان سنتے ہی پورا شہر فی الفور اسلام کی طرف لوٹ آیا۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ

(۹ : ۹)

مشرکوں کو قتل کرو جہاں بھی انہیں پاؤ اور انہیں پکڑ لو اور گھیر لو اور ہر جگہ ان کے لیے گھات لگا کر بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔

حجتہ الوداع

۱۰ھ

انہی حالات میں حج کے ایام آن پہنچے۔ آپؐ نے ذیقعد میں حج کا اعلان کر دیا۔ تقریباً ایک لاکھ افراد مدینہ میں جمع ہو گئے۔ ۲۶ ذیقعد کو آپؐ مدینہ سے چلے، تمام ازواج کو ساتھ چلنے کو کہا، چھ میل باہر ذوالحلیفہ میں رات کو ٹھہرے، غسل کیا، عطر ملا، دو رکعت نماز پڑھی، اونٹنی پر سوار ہو کر احرام باندھا اور بلند آواز سے کہا:۔

"ہم حاضر ہیں، اے اللہ! ہم حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں، تعریف اور نعمت اور حکومت صرف تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

۴ ذی الحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ نظر پڑا تو کہا۔ "اے خدا اس گھر کی عزت اور ہیبت بڑھا۔"

۹ ذی الحجہ کو عرفات میں اونٹنی پر کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

"سنو! جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں کے نیچے مسل دیئے گئے۔

"اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔

"سنو، نہ عربی کو عجمی پر، نہ عجمی کو عربی پر، نہ گورے کو کالے پر، نہ کالے کو گورے پر فضیلت ہے، سوائے تقویٰ کے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان بھائی بھائی ہیں،

Marfat.com

تمہارے غلام، تمہارے غلام انہیں کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور انہیں پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔

"جاہلیت کے خون ختم ہوئے اور میں اپنے خاندان کا خون، ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون، چھوڑتا ہوں۔

"جاہلیت کا سود بھی ختم ہوا اور میں عباسؓ کا سود چھوڑتا ہوں۔

"عورتوں کے معاملہ میں ڈرو۔ ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا ان پر۔

"تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں، اس دن تک جب تم اپنے رب سے ملو گے۔

"میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں جسے پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

"اللہ نے ہر حقدار کو حق دے دیا ہے۔ پس وارث کے لیے وصیت نہیں۔

"بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو، زانی کے لیے پتھر ہے اور اس کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا۔

"لڑکا اپنے باپ کے علاوہ نہ پکارا جائے نہ غلام اپنے آقا کے سوا نسبت دیا جائے جو ایسا کرے اس پر خدا کی لعنت۔

"عورت کو جائز نہیں کہ اپنے خاوند کے مال سے بغیر اجازت کچھ دے۔

قرض اور مانگی ہوئی چیز واپس کی جائے، تحفہ کا بدل دیا جائے، ضامن تاوان ادا کرے۔

Marfat.com

تم سے میرے متعلق پوچھا جائے تو کیا کہو گے ؟

(لوگوں نے جواب دیا کہ آپؐ نے پیغام پہنچا دیا)

"اے اللہ تو گواہ رہ"

اس وقت قرآن کی آخری آیت نازل ہوئی ۔"آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی ۔ اور فرمانبرداری (اسلام) کو تمہارا دین بنا کر راضی ہو گیا ہوں۔"

پھر آپؐ منیٰ میں آئے تو کہا ۔

" تمہارے خون ، تمہارا مال اور تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن ، اس مہینہ میں ، اس شہر میں ۔"

" اگر حبشی غلام بھی تم پر حاکم بنا دیا جائے تو اس کی اطاعت کرو ، جب تک وہ تمہیں خدا کی کتاب کے مطابق چلائے ۔"

شام پر حملہ کا حکم حج سے واپس آ کر آپؐ نے شام پر حملے کا حکم دے دیا اور جنگ موتہ کے شہید سردار اور اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے زید بن حارثہؓ کے بیس سالہ بیٹے اسامہؓ بن زیدؓ کو لوگوں کی چہ میگوئیوں کے باوجود امیر مقرر کیا تاکہ اچھی طرح انتقام لے سکے ۔ حکم دیا کہ وہ فلسطین اور شام تک لشکر کشی کرے اور کافروں سے جنگ کرے ۔ فوج نے حرکت کی اور ۲۶ صفر ۱۱ھ کی رات کو مدینہ کے باہر پڑاؤ ڈال دیا ۔ مگر دوسرے دن آپؐ اچانک بیمار ہو گئے اور فوج وہیں رک گئی حتیٰ کہ آپؐ کی وفات کے بعد روانہ ہوئی ۔

Marfat.com

وفات

سنہ ۱۱ھ

لشکر کو روانہ کرنے کے بعد اسی ۲۶ صفر کی رات کو آپؐ جنت البقیع (قبرستان) تشریف لے گئے اور فرمایا۔

"اے جنتیو! خوش ہو جاؤ۔ تمہارے دن رات دنیا والوں سے زیادہ پُرامن اور پُرسرور رہیں۔ خدا نے تمہیں اس طوفانی زندگی سے نجات دی ہے جس میں وہ پھنسے ہیں اور ان کا ہر طوفان پہلے سے زیادہ ہوتا ہے۔"

واپسی پر آپؐ کے سر میں درد اٹھا، پھر بخار ہوا اور سرسام کی صورت اختیار کر گیا۔ اس کے باوجود آپؐ بیویوں کے گھروں میں باری پر جا کر رہتے۔ آخر بیماری اتنی شدید ہو گئی کہ آپؐ سب کی اجازت سے عائشہ رضؓ کے گھر میں منتقل ہو گئے، مگر نمازیں آتے رہے۔

دوسرے دن پہلا جمعہ تھا کہ آپؐ مسجد میں نہ آئے۔ اس لیے ہراس پیدا ہو گیا، یہ سن کر آپؐ جسم پر پانی ڈلوا کر علیؓ اور عباسؓ کا سہارا لے کر آئے۔ ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپؐ نے اشارہ کیا کہ نماز جاری رکھو۔ پھر کہا "کیا کوئی نبی مجھ سے پہلے ایسا ہوا ہے۔ جو ہمیشہ زندہ رہا ہو۔ میرا آخری حکم یہ ہے کہ تم کامل طور پر متحد رہو۔ ایک دوسرے سے محبت کرو، دوسروں کی عزت کرو تائید کرو اور ایمان، صبر اور نیکی کی طرف بلاؤ۔ قومیں اسی طرح آباد ہوتی ہیں۔ جو اسکے سوا ہے وہ ہلاکت کی طرف جاتا ہے۔ موت سب کا انتظار کر رہی ہے

Marfat.com

تم سے پہلے جا رہا ہوں۔ میری زندگی تمہاری بہتری کے لیے تھی، میری موت بھی تمہاری بہتری کے لیے ہے۔" (ابوبکرؓ نے آپؐ کی زندگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں)

ایک دن پھر جسم پر پانی ڈلوا کر اور بخار کی سختی کو کم کر کے آپؐ مسجد میں آئے۔ اور پھر پوچھا کہ میں نے کسی کا کوئی ادا کرنا ہو تو وہ وصول کر لے۔ ایک شخص نے تین درہم قرض بتایا جو آپؐ نے ادا کیا۔ پھر شہدائے اُحد کے لیے دُعا کی۔ پھر کہا کہ "انصار کی عزت کرو۔ ایمان والے بڑھتے جائیں گے مگر انصار کم ہوتے جائیں گے۔ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ نئے ایمان والوں کو اپنے برابر حق دو اور خدا سے ڈرو۔" یہ آپؐ کا آخری خطبہ تھا۔

اس واقعہ کے بعد آپؐ کی طبیعت کچھ سنبھل گئی اور لوگ اپنے کاموں پر چلے گئے۔ حتیٰ کہ بیماری نے پھر حملہ کیا اور ۱۲ ربیع الاول بروز پیر بوقت فجر آپؐ نے سمجھ لیا کہ موت آ رہی ہے۔ اس صبح آپؐ نے دروازے کا پردہ اُٹھا کر مسجد میں جھانکا اور لوگوں کو نماز میں دیکھ کر مسکرائے۔ پھر پردہ ڈال دیا۔ اسی دن حکم دیا کہ "میرے سب غلام آزاد کر دیئے جائیں اور میرے گھر میں جتنا روپیہ ہے مسکینوں میں تقسیم کر دیا جائے۔" پھر کہا "اے اللہ اس موت کی کش مکش میں میرا ساتھ دے۔"

آپؐ کا سر حضرت عائشہؓ کی گود میں تھا۔ اور آپؐ بار بار اپنے چہرے کو گیلا کرتے تھے۔ عائشہؓ نے مسواک چبا کر آپؐ کے مُنہ میں دی جو آپؐ نے آہستہ سے پھیری پھر اوپر دیکھتے ہوئے اور آنکھ جھپکے بغیر کہا "الصلوٰۃ

Marfat.com

وَمَا مَلَکَت اَیمَانُکُم بَلِ الرَّفِیقِ الاَعلیٰ" یعنی " نماز، تمہارے غلام نہیں وہ بلند و بالا ساتھی" اور آپ کی روح رفیقِ اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔

شہر میں کہرام مچ گیا۔ کاروبار بند ہو گیا۔ اسامہؓ نے گھوڑے کا رخ شہر کی طرف کر دیا اور آپؐ کے دروازے کے آگے آ کر جھنڈا گاڑ دیا۔

عمرؓ نے کہا کہ جو شخص کہے گا کہ رسولؐ فوت ہو گئے ہیں میں اسے قتل کر دونگا۔ حتیٰ کہ ابوبکرؓ آئے اور رسولؐ کے منہ سے چادر اٹھا کر بوسہ دیا اور کہا کہ "تو اپنی موت میں بھی کس قدر پیارا ہے۔ خوشبوئیں تیرے جسم سے نکل رہی ہیں۔ اب تو ابدی برکت میں ہے۔ اب تو کبھی موت کو نہ چکھے گا۔" پھر آپؐ کا منہ ڈھانک دیا اور باہر آ کر ہجوم سے کہا۔

" جو محمدؐ کو پوجتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ مر چکے اور جو اللہ کو پوجتا ہے تو اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔" پھر قرآن کی آیت پڑھی " محمدؐ تو محض ایک رسولؐ ہے۔ ان سے پہلے بھی رسولؐ گزر چکے ہیں۔ اگر وہ مر جائے یا قتل کیا جائے، تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟"

یہ سُننے کے بعد لوگوں کا ہیجان کم ہو گیا۔ اور وہ خاموش رونے لگے۔

آپؐ کو غسل دیا گیا اور تین کپڑوں میں لپیٹا گیا۔ دو سفید اور ایک دھاری دار پھر خوشبو لگائی گئی۔ بہتر بار آپؐ پر نماز پڑھی گئی اور تین دن کے بعد آپؐ کو دفن کیا گیا تاکہ کوئی شک باقی نہ رہے اور لوگ دیدار بھی کر لیں۔ دفن کرنے پر بحث ہوئی۔ آخر ابوبکرؓ نے فیصلہ دیا کہ نبی جہاں مرتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے چنانچہ آپؐ عائشہؓ کے حجرے میں اسی جگہ دفن کئے گئے جہاں چارپائی رکھی تھی۔

اور یہ آفتابِ علم و عمل غروب ہو گیا۔

Marfat.com

رسول خدا صلعم کی دُعائے جنازہ

آپ کی میت مقامِ وفات پر ہی رہی اور لوگوں کے گروہ آآ کر دعا پڑھتے رہے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یہ دعا پڑھی اور لوگوں نے آمین کہی

" اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے جو ان کی طرف اتارا گیا تھا ہم تک پہنچا دیا۔ اور امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اس کی بات پوری ہوئی۔

اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں رکھ جو اس بات کی پیروی کریں جو نبی کے پاس آئی اور ہمکو آپؐ کے ساتھ جمع کر تاکہ آپ ہمیں پہچانیں اور ہم آپ کو پہچانیں۔ بیشک وہ مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والے تھے۔

ہم اپنے ایمان کا کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ کوئی قیمت ہی مانگتے ہیں۔ آمین"

متروکاتِ رسولؐ

وفات سے پہلے آپؐ نے گھر میں پڑے تین دینار خیرات کر دیئے پیچھے صرف ایک خچرؔ اور کچھ ہتھیار رہ گئے۔ ہتھیار یہ تھے۔ نو تلواریں سات زرہیں، چھ کمانیں، پانچ برچھیاں ایک ترکش، ایک ڈھال اور ایک چمڑے کی پیٹی۔

دہ سالہ مدنی زندگی کا خلاصہ

مکّہ میں تیرہ سال تک مظالم سہنے اور مدینہ کی پناہ گاہ میسر آجانے کے بعد رسول خدا صلعم نے تمام مسلمانوں کو اپنے گھربار چھوڑ کر مدینہ میں جمع ہونے کا حکم دے دیا۔ آپؐ خود سب سے آخر میں رات کے اندھیرے میں نکلے جبکہ دشمن انہیں قتل کرنے کے لیے دروازے پر بیٹھا تھا۔ ایک غار میں تین دن تک پناہ لینے کے بعد، آپؐ مدینہ پہنچے جہاں آپؐ کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔

پہلے چھ ماہ میں استحکام جماعت کے لیے مسجد اور نماز باجماعت قائم کی گئی۔ انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ قائم کیا گیا۔ مسکینوں کی پرورش کے لیے صدقات کی ترغیب دی گئی۔ یہود اور عرب قبائل سے معاہدے کیے گئے۔ اور پھر جہاد کا حکم یہ کہہ کر دے دیا گیا۔ کہ "اُن سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے۔ اور اس وقت تک لڑو کہ فتنہ مٹ جائے۔ اور اللہ کا دین غالب آجائے۔"

اس حکم کے فوراً بعد قریش کے تجارتی قافلوں کا پیچھا شروع کر دیا گیا۔ تاکہ انہیں تجارتی اور مالی زک پہنچا کر مرعوب کیا جائے اور بالآخر میدان جنگ میں لاکر اُن کے وقار اور قوت کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ۱۷ رمضان ۲ھ کو جنگ بدر کا دن ان معنوں میں یوم فرقان تھا۔ قریش کو شکست فاش ہوئی اور ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ اور وہ شام کا رُخ کرنے سے ڈرنے لگے۔

Marfat.com

قریش کے بعد دُوسرا بڑا دشمن یہود تھے وہ مدینہ اور خیبر میں آباد تھے وہ مالدار تھے مگر مردِ میدان نہ تھے۔ جنگ بدر کے بعد اگلے تین سال کے دوران یعنی ۵ھ تک انہیں مدینہ سے خارج کر دیا گیا۔ اور ان کے ایک قبیلہ کو احزاب کے حملہ کے نازک ترین وقت پر غداری کرنے کے عوض تہ تیغ کر دیا گیا۔

لیکن قریش اتنی جلدی ہار ماننے والے نہ تھے۔ ایک سال کے بعد شوال ۳ھ میں انہوں نے مدینہ پر حملہ کر دیا۔ اُحد کے میدان میں مُسلمانوں کی قلیل تعداد نے ان کے قدم اکھاڑ دیئے۔ مگر کچھ مسلمانوں نے مالِ غنیمت کے لالچ میں حکمِ رسول کی نافرمانی کر کے اور اپنی جگہ (درّہ) چھوڑ کر دشمن کو پیچھے سے حملہ کرنے کا موقع دے دیا۔ اس بھاگڑ میں مسلمانوں کا بڑا جانی اور مالی نقصان ہوا۔ اور کفّار کو ظاہراً برتری ملی مگر وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے۔

مزید دو سال کے بعد ذیقعد ۵ھ میں قریش اور یہود نے باقی قبائل کو ملا کر چودہ ہزار کی تعداد میں مدینہ پر یلغار کر دی۔ رسولِ خدا نے بروقت خندق کھود کر اپنے تین ہزار مجاہدین کو دشمن سے بچا لیا اور وہ نامراد لوٹ گیا۔ یہ واقعہ کفّار کے لیے ایک ایسی نہ نظر آنے والی شکست تھی۔ کہ رسولِ خدا صلعم نے اسی وقت کہہ دیا کہ "اب قریش کبھی نہ آئیں گے اور اب ہم حملہ آور ہوں گے"۔

جنگ احزاب میں قریش اور یہود کی ناکامی کے صرف ایک سال بعد رسولِ خدا نے بے خطر مکّہ کے حج (عمرہ) کا اعلان کر دیا اور چودہ سو جانبازوں کو لے کر ذیقعد ۶ھ میں مکّہ کا رُخ کیا قریش نے مزاحمت کی۔ مگر اُن میں

Marfat.com

لڑنے کی ہمّت ختم ہو چکی تھی اور انہوں نے چھ سال پہلے کے نکالے ہُوئے لوگوں کو تھوڑی حیص بیص کے بعد مکّہ میں حج کا حق دے دیا۔ البتہ قریش نے اپنا بھرم رکھنے کے لیے اس حق کو ایک سال تک اٹھا رکھنے کی ضد کی۔ رسول اللہؐ نے اِس کامیابی کو کافی سمجھا۔ مسلمان مایوس اور ناراض ہُوئے مگر قرآن نے اسے فتح مبین کہہ کر رسولِ خدا صلعم کی تائید کی۔

اب جب کہ قریش کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ رسولِ خداؐ نے مدینہ پہنچنے کے فوراً بعد خیبر کا رُخ کیا اور اسے مغلوب کر کے وہاں کے یہود کو مزارع کی حیثیت دے دی۔ اور عرب کی سرزمین سے یہودی فتنہ کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

مدینہ واپس پہنچ کر آپؐ نے گرد و پیش کے سب بادشاہوں ہرقل کسریٰ، مقوقس، نجاشی، والیٔ بحرین، والیٔ عمان وغیرہ کو خط لکھ کر انہیں اسلام کی دعوت دی۔

پھر سال کے آخر میں آپؐ عمرہ کے لیے مکّہ تشریف لے گئے۔

واپس آکر ایک والی کو دعوت لے جانے والے قاصد کی شہادت کا انتقام لینے کے لیے آپؐ نے ۸ھ میں تین ہزار کا لشکر سرحد شام پر (موتہ) بھیج دیا۔

۸ھ میں دس ہزار لشکر کے ساتھ آپؐ نے مکّہ پر پیش قدمی کی اور پُرامن طریقے پر اسے فتح کر لیا۔ عین اس وقت حنین اور طائف والوں نے لڑائی کا اعلان کر دیا۔ آپؐ نے آگے بڑھ کر انہیں بھی مطیع کر لیا۔ بڑے بڑے بتوں کا خاتمہ بھی وہیں کر دیا گیا۔ اور وہیں سے دو مہمیں یمن کو بھیج دی گئیں۔

Marfat.com

مدینہ واپس آکر آپؐ تیس ہزار مسلمانوں کو چلچلاتی دھوپ میں دس دن کے سفر پر سرحد شام پر تبوک کے مقام تک لے گئے اور وہاں کے عیسائی قبائل کو باجگزار کیا۔ یہ مہم نہ صرف ایک جنگی مشق تھی بلکہ عیسائی دنیا کو فتح کرنے کی تمہید تھی۔

علاوہ ازیں بدر سے فتح مکہ تک کے چھ سال میں آپؐ کو مسلسل عرب قبائل کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ قبائل کسی نظام میں آنے کو تیار نہ تھے خانہ بدوش اور متحرک ہونے کی وجہ سے نڈر تھے اور کبھی ادھر سے سر نکالتے تھے اور کبھی ادھر سے۔ چنانچہ ان سے مقابلہ ہوتا رہا اور بیسیوں مہمیں ان کی سرکوبی کے لیے جاتی رہیں۔ گویا بڑی جنگوں کے علاوہ یہ جہاد مسلسل چھ برس رہا اور ہر مسلمان اس میں شامل تھا۔ نہ شامل ہونے والوں کو قرآن نے جہنم کی وعید دی، اور شہید ہونے والوں سے بخشش اور جنت کا وعدہ کیا۔ رسولِ خدا کی ذاتی شہادت نے اس غیبی ایمان کو عینی ایمان کی طرح دلوں پر ثبت کر دیا اور ہر شخص شہادت کی تلاش میں تڑپنے لگا اور کامیابی ان کے قدم چومنے لگی۔

فتح مکہ نے اسلام کو معاً پورے عرب پر غالب کر دیا اور ملک کے طول و عرض سے وفود نے آکر اطاعت کا اقرار کیا۔ گویا اب سارا عرب مطیع تھا۔

اس کامیابی کے بعد آپؐ نے ہر جگہ عامل (حاکم) مقرر کر دیئے، صدقات (ٹیکس) جمع کرنا لازم کر دیا۔ اور نظام صلوٰۃ سے نہ صرف دلوں کو جوڑ دیا بلکہ ہر دل کو اللہ سے ملا دیا۔ دلوں کے اس طرح بدل جانے اور ضرورتمندوں کی امداد اور حاجت روائی سے سچی اخوت نے پورے عرب کی کایا پلٹ دی۔ قرآن کی

Marfat.com

تعلیم نے انہیں، قول کا سچا، وعدے کا پکا، دیانت دار، باحیا، خدمت گزار، ہمدردِ خلائق گویا ہر لحاظ سے بااخلاق انسان بنا دیا۔ اور پھر انہیں اللہ کے سپاہی بنا کر حکم دیا کہ صفحۂ زمین میں اللہ کے نام کا بول بالا کرو، شرک کی جڑ اکھاڑ دو اور پرانے گمراہ اہلِ کتاب سے حکومت چھین کر جزیہ کی شرط پر انہیں عمدہ زندگی بسر کرنے کے لیے رہنے دو۔ ہاں! دنیا میں اپنے خالق کے سوا کسی اور کی خدائی کو نہ چلنے دو۔

بالآخر رسول اللہ صلعم ۱۰ھ کے آخر میں حج کے لیے مکہ آئے اور اُمت کو ضروری وصیتیں کی۔ واپس جا کر ایک لشکر کو شام پر حملے کا حکم دے کر اور مسلمانوں کو ان کی منزل بتا کر دارِ فانی سے رحلت کی۔

(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ)

Marfat.com

مدنی وحی کا پیغام

جنگوں اور مہموں کی بے حد مصروفیت کے باوجود نصف سے تھوڑا کم قرآن بھی مدینہ میں نازل ہوا - اور تمام معاشی اور معاشرتی احکام بھی ہمراہ لایا - ان احکام پر عمل بھی ساتھ ساتھ شروع ہوا - اور ان کی تمام تفصیلات بھی طے ہوتی رہیں - مدنی احکامات کا خلاصہ یہ تھا :-

مقامِ خدا وہ اپنی خدائی میں تنہا ہے - وہ ہر بات کا علم رکھتا ہے حتیٰ کہ غیب کا بھی جو ابھی وجود میں ہی نہیں آیا اور وہ ہر چیز پر غالب ہے اس لیے کسی کو اس کے اختیارات میں شامل نہ کرو، کسی کو حاجت روا نہ بناؤ - پیغمبروں اور مذہبی رہنماؤں کو خدا نہ بناؤ - بلکہ یاد رکھو کہ سونا چاندی جمع کرنے والے مذہبی رہنما جہنم کا ایندھن ہیں شیطان کی عبادت نہ کرو - نفسانی خواہشات کو خدا نہ بناؤ - سب گناہ معاف ہو سکتے ہیں مگر شرک کی بخشش نہ ہو گی -

مقامِ انسان سب انسان ایک امت ہیں ، لوگوں میں اختلاف ضد سے پیدا ہوا ہے - جو راہِ راست پر ہیں وہ اچھا اجر پائیں گے ، دوسرے جہنم میں جائیں گے - انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے ، فرشتے اس کے آگے سربسجود ہیں - ایسی اشرف مخلوق صرف چند روزہ عشرت کے لیے نہیں بنائی گئی بلکہ وہ ایک ذمہ دار اور اپنے اعمال کے لیے جوابدہ مخلوق ہے -

Marfat.com

جو دوبارہ زندہ ہو کر اپنے خالق کے سامنے انفرادی طور پہ پیش ہو گی اور دنیاوی زندگی کا بدلہ پائے گی۔

مقامِ انبیاء سب نبی سچّے تھے وہ صرف ایک دین لائے تھے اس لیے سب نبیوں کو مانو۔ جو نبیوں میں تفرقہ ڈالے وہ کافر ہے۔ وہ بد دیانتی نہیں کرتے، ان پر اعتبار کرو اور ان کی اطاعت کرو۔

مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ خاتم النبیین ہے، وہ رحمۃ للعالمین ہے (یعنی جو قوم بھی اس کے دیئے ہُوئے پیغام پر عمل کرے گی فائدہ اٹھائے گی)، وہ سب نوع انسان کیلئے رسول ہے، اس کے آنے کی غرض دینِ حق کو دنیا میں غالب کرنا ہے۔ اس کے بے پناہ عمل کو دیکھ کر خدا اور فرشتے اس پر تحسین بھیج رہے ہیں تم بھی اس پر درود بھیجو۔ اس کے نام کا بول بالا کرو۔ وہ امین ہے۔ وہ ہمہ تن مصروف ہے، وہ اپنا سب کچھ خدا کو لٹا چکا ہے، اسے دُکھ نہ دو۔ اے نبی کی بیویو! دنیا کی لالچ نہ کرو۔ تم نبی کے ساتھ آخرت کی امید رکھو، ورنہ تمہیں رخصت کر دیا جائے گا، اور تم نے کوئی گناہ کیا تو تمہیں دگنی سزا دیجائیگی تمہارے گھر میں اللہ کا نور ہے۔ تمہارا مقام اُونچا ہے اس لیے تمہاری ذمہ داریاں بھی بڑی ہیں۔

مقامِ قرآن اللہ کی بھیجی ہوئی سب کتابیں سچّی ہیں اس لیے سب کو مانو لیکن ان میں سے کچھ بھلائی جا چکی ہیں اور بعض میں تبدیلیاں کر دی گئی ہیں، قرآن خدا کی آخری کتاب ہے جو محفوظ ہے، واضح عربی زبان میں ہے، پچھلی سب کتابوں کی محافظ ہے، مکمل ہے، مفصل ہے، اس میں کجی نہیں،

Marfat.com

اس میں ہر حکم موجود ہے۔ اس کے نور میں چلو اور اس کے احکام کھول کر سناؤ، جو عمل نہ کریگا سزا پائے گا۔ اور جو اسے چھپائیگا اس پر لعنت برسے گی۔ کتاب کو ایسے نہ اٹھاؤ جیسے وہ گدھے پر بے کار لدی ہوئی ہوتی ہے۔

خلاصۂ دین

دینِ خدا صرف اسلام یعنی خُدا کی فرمانبرداری کا نام ہے۔ اس کے بڑے اجزاء صرف تین ہیں، توحید، صلوٰۃ اور زکوٰۃ یعنی سب کو چھوڑ کر یکسوئی سے خدائے واحد کی ملازمت اختیار کرنا، خدا کی یاد اور اس کی بڑائی اور جماعت بندی کے لیے الصلوٰۃ قائم کرنا، اور مسکینوں کی حاجت روائی اور دینِ خُدا کی سربلندی کے لیے زکوٰۃ ادا کرنا۔ یہی ہمیشہ کا دین ہے جو سب اُمتوں کو دیا گیا۔

حقیقتِ ایمان

ایمان یہ ہے کہ اللہ، رسولؐ اور قرآن پر مکمل اعتماد ہو۔ ان کے کسی حکم کے متعلق دل میں ذرا شک نہ گزرے۔ بلا چون وچرا عملِ صالح اور اطاعت پیدا ہو۔ قرآن سن کر دل کانپ اُٹھے، اللہ کے ذکر سے خوف پیدا ہو، اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کیا جائے۔ اللہ کی راہ میں ہجرت کی جائے اور مہاجروں کی مدد کی جائے۔

نیکی کی تعریف

رسوم کی پیروی کرنا کوئی نیکی نہیں۔ نیکی تو یہ ہے کہ ایمان کو درست رکھو پھر رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوالیوں اور غلاموں کو مالی امداد دو۔ نماز اور زکوٰۃ کو قائم کرو۔ عہد پورا کرو اور تنگی، بیماری اور جنگ میں ثابت قدم رہو، ہاں نیکی کو صرف وہ پہنچا جس نے اپنی محبوب چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔

Marfat.com

مقصدِ امتِ مسلمہ نیکیوں کو جاری کرنا برائیوں کا قلع قمع کرنا اور نماز اور زکوٰۃ قائم کرنا۔

امت سے اللہ کا وعدۂ استخلاف اللہ نے قرآن میں وعدہ اس شرط پر کیا ہے کہ امت سچا ایمان لا کر اعمالِ صالحہ کرے اور سب کو چھوڑ کر اللہ کی نوکری میں لگ جائے۔ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔

سیاسی اصول مسلمان ایک عالمگیر جماعت ہے جس کا بادشاہ خود خالقِ کائنات ہے۔ قانون ساز وہ خود ہے، اسی لیے اس نے کتاب بھیجی ہے۔ کتاب میں دیئے ہوئے اصول و احکام کی روشنی میں مزید تفصیلات حالات کے مطابق طے کی جا سکتی ہیں۔ لیکن کتاب سے مفر نہیں۔ قومیں اور قبیلے پہچان کے لیے ہیں۔ امت کو بانٹنے کے لیے نہیں۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ جائیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر ایک گروہ باز نہ آئے تو اسے تلوار سے ٹھیک کرو۔ اپنا سردار چنو جو رسولؐ کی گدی پر بیٹھ کر اس کی خلافت کرے ہر جگہ خدا کا گھر (مسجد) اور امام ہونا چاہیئے۔ تاکہ امت کو راہِ راست پر چلاتا رہے امارت اور امامت صرف اہل لوگوں کو دو، اور ان کی اطاعت کرو، جھگڑا ہو جائے تو خدا اور رسولؐ کی طرف بات کو لوٹا دو۔ سرداروں کا ادب کرو۔ نفاق آگ کا گڑھا ہے، اس سے بچو۔ اگر کوئی مسجد بھی نفاق ڈالنے والی ہو تو اس میں بھی نہ جاؤ۔ نسلی تفاخر کچھ شے نہیں۔ نوح پیغمبر کا بیٹا غرق کیا گیا اور فرعون کی بیوی بخش دی گئی۔

Marfat.com

معاشی اصول تمہارا مال وہ ہے جو تم کماتے ہو۔ تجارت کے سوا دوسروں کا مال لینا ناجائز ہے۔ مگر تحفہ لے سکتے ہیں اور تم اپنے والدین اور اقرباء کے وارث بھی ہو۔ وراثت میں عورت کا حصّہ مرد سے نصف ہے۔ نان نفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ وراثت کی وصیّت کرو اور گواہ بلاؤ۔ روپیہ ضائع نہ کرو۔ مالِ یتیم نہ کھاؤ۔ بلکہ اس کی حفاظت کرو۔ فضول خرچی نہ کرو۔ روپیہ کو خزانہ نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ قرض دو تو لکھ لیا کرو۔ مقروض کو آسودگی تک مہلت دو۔ معاف کر دو تو بہتر ہے۔ صدقات، کو حکومت کے حوالے کرو۔ اور حکومت انہیں مقررکردہ طریقے پر فقیروں، مسکینوں، ملازمینِ محکمہ، تالیفِ قلوب، تباہ حال لوگوں، غلاموں، راہِ خدا اور مسافروں پر خرچ کرے۔

معاشرتی زندگی میاں بیوی بن کر زندگی گزارو، بے حیائی سے بچو، نگاہ نیچی رکھو، شرمگاہوں کی حفاظت کرو، عورتیں نمائشِ حسن نہ کریں۔ بلکہ چادر لے کر نکلیں۔ لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔ نوکر چاکر اور بچے بھی سونے کے تین اوقات میں دور رہیں۔ ایک سے زیادہ شادیاں کر سکتے ہو۔ مگر انصاف کرو اور کم از کم کسی کو درمیان میں بالکل لٹکا ہی نہ دو۔ طلاق دو تو تین ماہ یا وضعِ حمل تک عدّت پوری کرو۔ عدّت پوری ہونے پر خاوند کو واپس لینے کا حق ہے لیکن ایک بار علیحدگی ہو جائے تو عورت جب تک کسی اور سے شادی نہ کرے پہلے خاوند کو واپس نہیں ہو سکتی۔ بیوہ چار ماہ اور دس دن انتظار کرے پھر اسے شادی سے نہ روکو۔ رہنا چاہے تو ایک سال تک اس سے تعرض نہ کرو۔ طلاق ہونے پر بچے کو ماں بھی دودھ پلا سکتی ہے

Marfat.com

اور دایہ بھی، جیسے طے کر لو، خرچ باپ کے ذمہ ہو گا۔ مشرکوں سے نکاح جائز نہیں مگر اہل کتاب کی عورتیں جائز ہیں۔ دو بہنوں کو ایک وقت نکاح میں نہ لو۔ ملازم عورتوں سے شادی کر سکتے ہو۔ عورتوں کو ماں بہن نہ کہو۔ مسلمان عورت کافر کے نکاح میں نہیں رہ سکتی نہ مشرک عورت کو تم اپنے نکاح میں رہنے دو۔ مشرکوں سے ملو گے تو ویسے ہی ہو جاؤ گے۔ زنا کی سزا سو کوڑے ہے۔ جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا اسّی کوڑے ہے۔ زنا کے لیے چار گواہ لانا ضروری ہے خاوند قسم کھا کر دعویٰ کر سکتا ہے اور عورت قسم کھا کر بری ہو سکتی ہے۔ بے حیاؤں کو دکھ دو۔ عورت کی بے حیائی کا ڈر ہو تو اسے گھر میں روک دو اور مار بھی سکتے ہو، توبہ کرے تو چھوڑ دو۔ چور کے ہاتھ کاٹ دو تاکہ مال کی حفاظت ہو سکے۔ چور توبہ کرے تو چھوڑ سکتے ہو۔ قاتل کی سزا موت ہے۔ مگر وارث چاہیں تو خون کی قیمت لے کر معافی دے سکتے ہیں۔ مومن غلطی سے بھی مر جائے تو سزا ہو گی۔ یعنی غلام آزاد کرو اور خون بہا دو، غلام نہ ملے تو دو ماہ مسلسل روزے رکھو۔ جو بغاوت کرے یا فساد پیدا کرے اس کی سزا یہ ہے کہ قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا جلا وطن کیا جاوے۔ یا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں،

صاف ستھری چیزیں حلال ہیں مگر خنزیر، مردار، خون اور جس پر اللہ کا نام نہ پڑھا جائے وہ حرام ہے۔ سمندر کا ہر جانور حلال ہے۔ کھانے کے جانور عموماً چار ہیں اونٹ، گائے۔ بکری اور بھیڑ۔ شراب نہ پیو اور جوا نہ کھیلو ورنہ تم میں عداوت پیدا ہو گی اور تم خدا کی یاد سے دور ہو جاؤ گے۔ اہل کتاب کا کھانا کھا سکتے ہو مگر مشرکوں کا نہیں، وہ نجس ہیں، ان سے قطع تعلق رکھو۔ بتوں، تھانوں، اور غیر خدا کی جگہ

Marfat.com

ذبیحہ نہ لے جاؤ۔ تیر پھینک کر قسمت معلوم نہ کرو۔ صاف ستھرے رہو، ہر نماز سے پہلے وضو کرو۔ پانی نہ ملے تو تیمم کرو۔ جائے ضروری سے آؤ تو نہالو۔

مکارم اخلاق

سچ بولو۔ سنجیدہ بات کرو۔ تمسخر نہ اڑاؤ۔ نام نہ رکھو۔ غیبت نہ کرو۔ عیب جوئی نہ کرو۔ تجسس نہ کرو۔ بہتان نہ باندھو۔ سازشیں نہ کرو۔ عدل کرو خواہ اپنے خلاف ہو۔ سچی گواہی دو عہد پورا کرو۔ برائی کو نیکی سے دور کرو۔ برائی کا بدلہ لے سکتے ہو مگر معاف کر دینا بہتر ہے۔ ظن و گمان کے پیچھے نہ لگو۔ غرور نہ کرو۔ منہ نہ پھلاؤ۔ اکڑ کر نہ چلو۔ دھیمے چلو۔ عمدگی سے بات کرو۔ شکر کرو۔ سلام کرو۔ برائیوں کا چرچا نہ کرو۔ عورتیں عہد کریں کہ شرک نہ کریں گی۔ زنا نہ کریں گی، اولاد کو قتل نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، بہتان نہ باندھیں گی، دستور پر چلیں گی۔

مناسک اور شعائر

اعمال صالحہ کے علاوہ بعض قواعد اور ظواہر بھی اہمیت رکھتے ہیں مثلاً کعبہ تم سب کا مرکز ہے۔ وہ تم کو ایک کر کے رکھتا ہے۔ مکہ عزت والا شہر ہے اور تمہاری عالمگیر مرکزیت کا مظہر ہے۔ اسی طرح قربانی ہے، سر منڈھانا ہے، احرام ہے، خاص طریقے کی نماز ہے، خاص طریقے کے روزے ہیں، اللہ کے نشانات کا ادب ملحوظ رکھو۔ اور تمہاری قوم کے نشانات خاص ہونے چاہئیں، تاکہ تم دوسری قوموں میں گڈمڈ نہ ہو جاؤ۔ یہ ظاہری امتیاز قومی بقا اور ترقی کے لیے لازمی ہے۔ اس کی اہمیت کو سمجھو اور اس کو برقرار رکھو۔

امت میں داخلی انتشار

امت میں منافق بھی ہیں اور پکے ایمان والے مسلمان بھی۔ منافق چھپے کافر ہیں جو کافروں سے ساز باز

Marfat.com

رکھتے ہیں۔ ان سے جہاد کرو اور سختی رکھو۔ کمزور ایمان والے ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھے بس یونہی مسلمان بنے ہیں، مرضی سے گناہ اور ثواب کرتے ہیں۔ ڈرپوک ہیں۔ جنگ میں نکلنے سے کتراتے ہیں۔ بے پر کی اڑاتے رہتے ہیں، مالی امداد دینے میں بخیل ہیں۔ ان کو نگاہ میں رکھو۔ ان پر زیادہ اعتبار نہ کرو۔

مشرکوں سے سلوک

یہ وہ بت پرست اقوام ہیں جن کے پاس خدا کی کوئی کتاب نہیں وہ خُدا کے باغی ہیں اور نجس ہیں۔ ان سے جنگ کرو۔ حتیٰ کہ وہ شرک سے باز آجائیں اور نماز اور زکوٰۃ قائم کریں۔ وہ کعبہ کے قریب بھی نہیں پھٹکنے چاہئیں۔ ان سے دوستی، شادی بیاہ اور کھانا پینا سب منع ہے۔ بلکہ اپنے قریب رہنے والے مشرکوں سے سخت رویہ رکھو، ان کی بخشش کی دُعا کبھی نہ کرو خواہ ماں باپ ہی ہوں۔ یہ رویّہ اس لیے ہے تاکہ مخلوقِ خدا کی غلامی میں جمع کیا جائے۔

اہلِ کتاب سے تعلق

یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے اور جن کی کتاب اور نبی کی تصدیق قرآن نے کر کے انہیں نئی امتِ مسلمہ میں شمولیت کی دعوت دی ہے۔ لیکن وہ شامل ہونے کی بجائے سازشیں کرتے ہیں۔ اس لیے ان سے بھی جنگ ہے۔ جب تک وُہ ہار مان کر جزیہ دینا قبول نہ کرلیں۔ ان سے نیکیوں میں سبقت کرنے کی کوشش کرو۔ مگر ان سے دوستی نہ کرو۔ ان کو رازدار نہ بناؤ، بلکہ کسی کو بھی دوست نہ بناؤ۔ البتہ وُہ پرامن ہوں تو ان سے نیک سلوک اور انصاف کر سکتے ہو۔ غیر مسلموں سے یہ رویہ تعلقات کی آخری کڑی ہے ورنہ طاقت کے مطابق کم تر عمل بھی ہو

سکتے ہیں مثلاً ڈر کر صلح کی جا سکتی ہے یا ان کے شر کو روپے کے زور پر دور کیا جا سکتا ہے۔

ہجرت اگر کمزوری کی حالت ہو اور مقابلہ نہ ہو سکتا ہو۔ تو ملک چھوڑ دینا چاہیئے۔ جو ایسا کریگا۔ اللہ اس کے لیے فراخی کے اسباب پیدا کرے گا اور اگر مر جائیگا تو پھر اللہ اس کو آخرت میں اجر دے گا۔ ایسے مجبور مسلمان جب کسی دارالسلام کی طرف آئیں یا مدد مانگیں تو مسلمانوں پر ان کی امداد لازم ہے۔

اصولِ جہاد اس بات پر یقین رکھو کہ لڑائی میں مومن ہمیشہ غالب ہوتے ہیں اور کافر ہمیشہ شکست کھاتے ہیں۔ قرآن نے اس محاکمہ کو بار بار بیان کیا ہے اور فتح کو صرف ایمان سے مشروط کیا ہے۔ اس لیے اس یقین سے لڑو اور دس گنا تعداد کو شکست دو۔ کمزور ایمان کی حالت میں بھی دوگنا کو ضرور شکست دو۔ ثابت قدم رہو، پیٹھ نہ پھیرو، ورنہ جہنم میں جاؤ گے۔ سستی نہ دکھاؤ، دشمن کا پیچھا کرو۔ آپس میں جھگڑا نہ ہونے دو۔ لوہے کی سختی کا فائدہ اٹھاؤ، چھاؤنیاں بناؤ تاکہ دشمن کو ہیبت زدہ کر سکو۔ ہر مسلمان جو بیمار اندھا یا لنگڑا لولا نہیں اس پر جہاد فرض ہے۔ اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں۔ صرف ذکر، نماز، حسنِ اخلاق کافی نہیں، جو قوم جہاد سے بھاگتی ہے، ذلیل کی جاتی ہے اور جہنم میں پھینکی جاتی ہے۔ صرف باتیں نہ کرو، وعدے نہ کرو، قسمیں نہ کھاؤ، میدان میں نکلو اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر دشمن سے لڑو۔ مقابلے میں باپ بیٹا بھی ہوں تو نرمی نہ کرو۔ اگر تم اولاد، مکانات، تجارت وغیرہ کی محبت میں گرفتار ہو گئے تو عذاب الٰہی ضرور آئے گا۔ یہ سب محبتیں چھوڑ دو۔ اللہ نے مومنوں کے

Marfat.com

مال اور جان پہلے ہی خریدے ہوئے ہیں اور انہی کے بدلے میں جنّت ہے یہی پرانا قانون توراۃ اور انجیل کا ہے۔ ایمان والے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ جہاد کے لیے مال کی قربانی دو۔ اگر تم مال و جان کی قربانی سے بھاگ گئے تو اللہ تمہیں ہٹا کر تمہارا منصب کسی دوسری قوم کو دیدے گا۔

مالِ غنیمت اللہ اور رسول کا ہے۔ لیکن پانچ میں چار حصّے مجاہدوں کو ملیں گے فئے یعنی دشمن کا وہ مال جو بغیر لڑے ہاتھ آئے صرف اللہ اور رسول کا ہے اور فقراء پر خرچ ہوگا۔

یہ ہے ان احکام کا خلاصہ جو مدینہ میں نازل ہوئے اور جن پر اس وقت ہر مسلمان نے خدا کے عذاب سے خوفزدہ ہو کر مکمل عمل کیا اور عالمی غلبہ اور اُخروی جنّت کا حقدار ہوا۔

Marfat.com

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر

نوعِ انسان کی طرف آنے والے خدا کے آخری رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پہلے چالیس سال خاموش سال تھے۔ ایک بچہ ماں باپ اور بھائی بہنوں کے بغیر مگر اپنے خاندان کی رفاقت میں عرب کے رسم و رواج اور آزاد زندگی کے ماحول میں بڑھا۔ وہ تاجر تھا اور فارغ البال تھا۔ شریف اور دکھ بٹانے والی بیوی کا خاوند اور بچوں کا باپ تھا۔ جھگڑوں سے الگ تھلگ، امن پسند، با اخلاق، امین اور صادق تھا، صاحبِ علم، فراخ دل، ہمدرد، شرک سے متنفر اور حقیقت کا متلاشی تھا۔ اور اس زمانے میں بھی جب وہ الٰہی ہدایت اور دینِ حق سے بے بہرہ تھا اس کے اخلاق پر انگلی نہ رکھی جا سکتی تھی۔ اعلان نبوت کے بعد بھی جو الزام اس پر لگائے گئے وہ فقط یہ تھے کہ وہ جادوگر ہے، شاعر ہے، پاگل ہے، کاہن ہے، کہانیاں سناتا ہے، امیر نہیں، کھانا کھاتا ہے، سونے کا محل نہیں رکھتا۔ دکھ اٹھاتا ہے، خدا اور فرشتے کدھر ہیں، مگر اس کے پاکیزہ اخلاق کے خلاف بڑے سے بڑا دشمن بھی ایک لفظ نہ کہہ سکتا تھا۔ ہاں! وہ ایک سعید روح تھی جسے علام الغیوب نے نبی آخر الزماں کے منصب کے لیے چن لیا۔ اور اس نے بھی اپنے فرض کو اس بےمثال خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا کہ زندگی کے باقی تیئیس سال ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے نصب العین سے اِدھر اُدھر نہ ہُوا۔ وہ مصیبتوں کے پہاڑ میں، گالیوں اور پتھروں کی بوچھاڑ میں، قتل کی سازشوں میں اور جسم خاکی پر دشمن کے پیہم حملوں میں پہاڑ کے

Marfat.com

عزم کے ساتھ کھڑا رہا اور کسی سے ہیٹا نہ ہوا، وہ علی الاعلان غالب ہُوا۔ وہ سب دشمنوں کو زیر کر گیا اور رہتی دنیا تک اپنے نام کی گونج فضاؤں میں چھوڑ گیا۔
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ۔

وحی کی آمد کے بعد آپؐ نے نہایت دانشمندی سے پیغامِ خدا کو خفیہ طریقے سے خاص لوگوں تک پہنچایا تاکہ ایک چھوٹی سی جماعت بہر حال بن جائے۔ اس طرح تین سال میں تقریباً چالیس آدمی اسلام میں داخل ہُوئے۔

تین سال کے بعد حکمِ الٰہی سے آپؐ نے اپنے منصب کا کھلا اعلان کیا اور قریبی رشتہ داروں کو دعوت میں بلا کر مدد کے لیے پکارا مگر توحید اور نیکی سے ناآشنا قوم نے تعاون کی بجائے مخالفت شروع کر دی اور ایذا رسانی کا دردناک دور شروع ہوا۔ اور آپؐ نے بے مثال صبر، عزم اور بہادری سے اس کا سامنا کیا اور اپنے مقام پر ڈٹے رہے۔ البتہ کمزور اور مقابلے کے ناقابل مسلمانوں کو سمندر پار حبشہ میں ہجرت کی اجازت دے دی۔ یہ ہجرت نبوت کے پانچویں سال شروع ہُوئی اور آہستہ آہستہ ایک سو کے قریب مسلمان ہجرت کر گئے۔ دشمن قریش نے وہاں تک بھی ان کا پیچھا کیا مگر ناکام لوٹے۔

مزید دو سال کے بعد مخالفت اور ایذا یہاں تک پہنچی کہ آپؐ کے خاندان نے شہر سے باہر ایک گھاٹی میں منتقل ہونے کا فیصلہ کیا اُدھر قریش نے آپؐ کے خاندان سے معاشی اور معاشرتی مقاطعہ کا معاہدہ کیا اور اسے لکھ کر کعبہ پر لٹکا دیا۔ یہ مقاطعہ تین سال تک رہا اور یہ زمانہ دکھ اور بھوک میں گزرا۔ چند مسلمان جو مکہ میں رہ گئے تھے اور جن میں حمزہؓ اور عمرؓ جیسے طاقتور لوگ بھی شامل تھے آپؐ کی

Marfat.com

کچھ مدد نہ کر سکتے تھے - ان تین سالوں میں بھی آپؐ حج کے امن کے چار مہینوں میں گھاٹی سے باہر آتے اور حج کو آنے والے قبائل میں تبلیغ کرتے -

تین سال کے بعد نبوت کے دسویں سال، مکہ والوں نے مقاطعہ ختم کر دیا اور آپؐ شہر میں واپس آ گئے - مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کے دو غمگسار چچا ابو طالب اور بیوی خدیجہؓ فوت ہو گئے اور آپؐ بالکل تنہا رہ گئے - اب مکہ والے آپ کو کھل کر ستانے لگے - ان سے مایوس ہو کر آپ زید بن حارثہؓ کو ہمراہ لے کر طائف گئے تاکہ وہاں کے سرداروں کو پیغام دیں - مگر آپؐ کو پتھروں کی بارش میں شہر سے باہر نکلنا پڑا اور واپسی پر آپ ایک قریش کافر کی حمایت میں مکہ شہر میں داخل ہوئے - یہ سال انتہائی دکھ کا سال تھا اور اسے یہی نام (عام الحزن) دیا گیا - ان دکھ کے لمحات میں آپؐ معراج پر گئے یعنی آپؐ کو کائنات کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپؐ نے سات آسمانوں سے باہر اور وقت کی حدود سے دور اڑان کی - انہی لمحات میں پانچ نمازوں کا حکم ہوا -

اس دوران میں اسلام کا چرچا یثرب (مدینہ) تک جا پہنچا اور اگلے تین سال ایام حج میں مدینہ کے وفد آپؐ سے خفیہ طور پر ملاقی ہوتے رہے - پہلے سال چھ شخص اسلام لائے - دوسرے سال بارہ نے بیعت کی اور تیسرے سال پچھتر آئے اور آپؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دے گئے - گویا ہجرت بھی آسانی سے نہ ہوئی - دکھ کے سال اور ہجرت میں تین سال لگ گئے اور جب یقین ہو گیا کہ مدینہ اس بوجھ کو اٹھا سکتا ہے - اور پناہ گاہ بن سکتا ہے تو آپؐ نے مسلمانوں کو وہاں ہجرت کر جانے کا حکم دے دیا - نبوت کے چودھویں سال کے

Marfat.com

شروع میں (جو ہجرت کا پہلا سال بھی ہے) مسلمان مدینہ منتقل ہو گئے۔ چند ضعیف مرد یا مجبور عورتیں اور بچے پیچھے رہ گئے۔

ان تیرہ سالوں میں آپؐ کی زندگی ہر وقت خطرے میں رہی اور یہ صرف عربوں کا قبائلی نظام اور خاندانی انتقام کا ڈر تھا جس کی وجہ سے آپؐ بچے رہے۔

آپ کا اپنے شہر کو چھوڑنا بھی پُر امن نہ تھا آپؐ رات کے اندھیرے میں آنکھ بچا کر اپنے گھر سے اس حال میں نکلے کہ مختلف قبیلوں نے آپؐ کو قتل کرنے کے لیے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ بستر پہ حضرت علیؓ کو لٹا کر آپؐ نکلے اور اپنے ایک رفیق ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ تین راتوں تک غار میں چھپے رہے۔ پھر دس دن کے لگاتار اور تھکا دینے والے سفر کے بعد مدینہ پہنچے۔ کچھ دن شہر سے باہر رک گئے اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ پھر شان سے شہر میں داخل ہوئے اور اگلے سات ماہ میں مسجد نبوی، اپنے دو کمروں اور اصحاب صفہ کے چھپر کی تعمیر کی، اذان، باجماعت نماز اور نماز جمعہ کا اجراء کیا۔ مہاجروں اور انصار میں بھائی چارہ قائم کیا۔ یہود اور عرب قبائل سے دفاعی معاہدے کئے اور صرف سات ماہ بعد قریش کے تیرہ سالہ ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے کمربستہ ہو گئے۔

تعجب ہے کہ مکہ سے صرف ۸۵ مہاجر مدینہ آئے اور حبشہ کے مہاجر بعد میں آہستہ آہستہ پہنچے۔ مگر صرف اتنی سی طاقت پر آپؐ نے قریش کے شام کو جانے والے قافلوں کا پیچھا کرنا شروع کر دیا اور ایک سال کے عرصے میں آٹھ مہمیں ان کے مقابلے میں بھیجیں جن میں چار میں خود شامل تھے۔ ایک مہم میں ایک کافر قتل اور دو قیدی ہوئے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا اور یہ مقابلہ

Marfat.com

صرف دس آدمیوں نے مکّہ کے نواح میں کیا۔ اُنہی دنوں کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم آیا اور رمضان کے روزے فرض ہُوئے اور اسی رمضان ۲ھ میں اسلام کی پہلی جنگ بدر کے مقام پر ہوئی جس میں ۳۱۳ مسلمانوں کے مقابلے میں ایکہزار کافر آئے اور ستر لاشیں اور ستر قیدی چھوڑ کر بھاگے۔ اور مومنوں کی فتح کا ابدی قانون ظاہر ہوا۔ قریش کا رعب اٹھ گیا اور عرب پہلی دفعہ اسلام کی طرف راغب ہُوئے یہ یوم فرقان تھا۔

فتح بدر نے یہود میں حسد کی آگ لگا دی اور اسلام کے عروج نے ان کے اقتدار کو خطرہ میں ڈال دیا۔ چنانچہ انہوں نے سازشیں تیز کر دیں۔ شاعروں نے ہجویں لکھ کر لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا اور ایک بھڑکانے والا مکّہ بھی گیا چنانچہ آپؐ نے تین یہودی شاعروں کے قتل کا حکم دیا اور وُہ خاموشی سے قتل کر دیئے گئے پھر آپؐ نے ایک بدعہد یہودی قبیلہ کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا۔

عرب صدہا آزاد قبائل کا ملک تھا۔ بدر میں قریش کی شکست نے ان میں بھی انگیخت پیدا کر دی اور کہیں نہ کہیں شورش ہونے لگی۔ ان کو سرنگوں کرنے کے لیے سب کے خلاف مسلسل جہاد کی ضرورت لاحق ہوُئی چنانچہ جنگ بدر کے بعد ایسے قبائل کے خلاف بھی جہاد شروع ہو گیا، اور ان کے خلاف مہمیں بھیجی جانے لگیں۔ بدر کے ایک سال کے بعد ۳ھ میں ابوسفیان تین ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ پر اچانک حملہ آور ہوا۔ آپؐ مرضی کے خلاف سات سو مجاہد لے کر اُحد کے پاس صف آراء ہُوئے اور آپ نے دشمن کے سات علمبردار اور کئی سپاہی قتل کر کے ان کے پاؤں اکھاڑ دیئے مگر بعض

Marfat.com

مسلمانوں کی حکم عدولی کی وجہ سے کافروں نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ جس سے بھاگڑ مچ گئی اور مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے ۔ رسولِ خدا تنہا کھڑے آوازیں دینے لگے تب کچھ مسلمان واپس ہوئے۔ پھر آپ کی ذات پر اس شدت سے حملہ کیا گیا کہ دس اصحاب آپ کو بچانے کی کوشش میں شہید ہوئے۔ آپؐ زخمی بھی ہوئے، ایک دانت مبارک شہید ہوا اور ایک کافر (ہی ایک) آپؐ کے نیزے کی ضرب سے مارا بھی گیا۔ مسلمان سنبھل گئے۔ اور ابو سفیان فتح کئے بغیر فتح کا جھوٹا اعلان کر کے چل دیا۔

اُحد کے بعد بھی قبائل کے خلاف مزید مہمیں جاتی رہیں۔ مبلّغوں کے دو گروہ بھی دھوکے سے شہید کئے گئے اور ۴ھ میں یہود کا ایک اور قبیلہ آپؐ کے خلاف قتل کی سازش کے جرم میں مدینہ سے جلا وطن کر دیا گیا۔

یہ یہودی قبیلہ خیبر جا کر آباد ہو گیا اور اس نے عرب میں دورہ کر کے عرب قبائل کو آمادہ کیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیں چنانچہ ۵ھ میں ابو سفیان ۲۴ ہزار کا لشکر لے کر آیا مگر آپؐ نے خندق کھود کر تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ اس میں پناہ لے لی۔ ۲۱ دن محاصرہ رہا بالآخر قبائل تنگ آ گئے اور ایک آسمانی طوفان کی غیبی امداد نے بھی کافروں کے خیمے اکھاڑ دیئے اور وُہ ناکام واپس چلے گئے اور اس عظیم مشکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صابر بندوں کو مایوس نہ کر کے تاریخ کی پیشانی پر یہ سبق لکھ دیا کہ مومن ہلاک نہ ہوں گے بشرطیکہ راہِ حق میں ڈٹے رہیں۔

قبائل کے جانے کے بعد آپ شہر میں واپس آئے اور اسی دن مدینہ کے

Marfat.com

تیسرے یہودی قبیلہ کا محاصرہ ان کی غداری کی وجہ سے کر لیا اور بالآخر ان کے تمام سات سو مردوں کو قتل کر کے عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر مدینہ کو فتنہ پرداز یہودیوں سے پاک کر دیا۔ ان کے قتل کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ عرب میں دورہ کر کے دوسری جنگِ احزاب کا باعث نہ بن جائیں۔

جنگ خندق کے صرف ایک سال بعد ۶ھ میں آپؐ صرف چودہ سو جان نثاروں کے ساتھ عمرہ کے لیے مکّہ روانہ ہو گئے اور آپ نے بطنِ مکّہ میں پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ اس بار نہ صرف یہ کہ قریش پُر امن رہے بلکہ ایک سال بعد عمرہ کی اجازت بھی خود دے دی اور یہ ضد بھی، اپنا جھوٹا بھرم رکھنے کے لیے کی۔ صرف ایک سال پہلے کے مہلک حملے کے بعد رسول اللہؐ کا مکّہ کی طرف بے خوفی سے کوچ کرنا ایک حیران کُن عمل تھا۔ کوئی دوسرا شخص اُس حملے کے بعد مدتوں حواس باختہ رہتا اور دشمن کے ملک کی طرف نظر اٹھانے کی ہمت ہی نہ کرتا۔ مگر وہ دانائے راز سمجھ گیا تھا کہ قبائل کا یوں جمع ہو کر آنا اور ناکام لوٹ جانا ان کی شکست کا ثبوت ہے۔ اب وہ کبھی مقابلہ میں نہ آسکیں گے۔ چنانچہ فی الحقیقت قریش پھر کبھی لڑنے نہ آئے اور یہی وجہ ہوئی کہ قرآن نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین کہا۔

مکّہ سے واپس آتے ہی آپ نے خیبر کے فتنہ کو فرو کرنے کا فیصلہ کیا اور آپؐ فی الفور ادھر روانہ ہو گئے اوائل ۷ھ میں آپؐ نے خیبر فتح کیا اور یہودیوں کو بے دست و پا کر کے مزارع بنا دیا۔

وہاں سے واپس آکر اسی سال آپؐ نے گرد و پیش کے بادشاہوں کو خط

Marfat.com

لکھ کر انہیں اسلام کی دعوت دی اکثر نے حوصلہ افزا جواب دیئے۔

پھر اسی سال کے آخر میں آپ عمرہ کے لیے مکّہ گئے۔

اگلے سال ۸ھ کے شروع میں آپ نے اپنے ایک بے گناہ قاصد کے قتل کا انتقام لینے کے لیے تین ہزار کا مختصر لشکر سرحدِ شام کو بلا خطر بھیج دیا۔ اور تین سردار مقرر کر دیئے تاکہ یکے بعد دیگرے شہید ہوں۔ مگر جہاد جاری رہے یہ تینوں سردار شہید ہوئے اور اسلامی لشکر دو لاکھ کفار کو شکست دے کر اور بے شمار مالِ غنیمت لے کر واپس لوٹا۔ اس عمل سے آپؐ نے امت کو یہ سبق دیا کہ غلبہ صرف تمہارا ہے بشرطیکہ تم قلیل تعداد میں ہو کر بھی موت کی تمنا کرو اور تمہارے سردار کٹ جائیں مگر تمہارے قدم نہ ڈگمگائیں۔

اسی سال ۸ھ کے آخر میں آپؐ دس ہزار کا لشکر لے کر اچانک مکّہ گئے اور اسے بغیر لڑائی کے فتح کر لیا۔ پھر مکّہ کے ظالموں کو بیک جنبش زبان معاف کر کے دنیا کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔

پھر وہاں سے بے خطر حنین اور طائف کی سرکوبی کو گئے اور وہاں سے بے شمار مال غنیمت حاصل کر کے اور اسے مکّہ کے نومسلموں کو عنایت کر کے ان کے دل موہ لیے۔

مدینہ واپسی پر آپؐ نے زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے عامل مقرر کیے۔

پھر تھوڑے دنوں بعد ہی ۹ھ میں تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور آپ نے گرد و نواح کے عیسائی قبائل کو جزیہ کے عوض مطیع کیا۔ یہ مہم انتہائی گرمی میں آپؐ نے اکسٹھ برس کی عمر میں سر کی۔ یہ آخری

مہم ہے جس میں آپؐ شامل ہوئے۔ یہ مہم نہ صرف جنگی تربیت کی مشق بھی بلکہ شام کو فتح کرنے کی تمہید تھی اور تربیت کا یہی نمونہ اور یہی سخت کوشی اور سخت گیری تھی جس نے صدیوں تک فتوحات کے دروازے مسلمانوں پر کھول دیئے۔

فتح مکہ اور غزوۂ تبوک کا اثر ایسا ہوا کہ تمام عرب سے مدینہ کو وفد آنے لگے اور اسلام لانے لگے۔ سنہ ۹ھ کو اسی وجہ سے وفدوں کا سال کہا گیا ہے۔

اس سال کے آخر میں آپؐ نے ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ بھیجا اور پیچھے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ توبہ کی ۴۰ آیتیں سنائیں۔ مرکز اسلام سے خدا کے آخری نبی کا یہ اعلان صاف کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز گوارا نہیں کرتا۔ نہ اللہ کو اپنے بنائے ہوئے قانون (دین) سے بغاوت ہی پسند ہے اور اس زمین پر مشرکوں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ وہ جہاں پائے جائیں قتل کئے جائیں اور اہل کتاب بھی جزیہ دے کر اور مطیع ہو کر ہی باقی رہ سکتے ہیں۔ یہ تھا دنیا کی دیگر اقوام کے متعلق آپ کا آخری اور قطعی اعلان۔

اگلا سال بھی وفود کی آمد اور جنگی اور تبلیغی مہموں میں گزرا۔ سنہ ۱۰ھ کے آخر میں آپؐ آخری حج کے لیے گئے اور وہ خطبہ دیا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا اور اس میں امت کو آخری وصیتیں کی گئیں۔ پھر دین کی تکمیل کی خبر دے کر واپس مدینہ آئے۔ شام کو زید بن اسامہ کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا اور تھوڑے دنوں کے بعد اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔

خدائے عالمیان کا یہ آخری پیغمبر اور دنیا کا یہ عظیم الشان انسان جس کی تیئس سالہ نبوی زندگی معجزے سے کم نہیں اور جس کے دیئے ہوئے قرآن

Marfat.com

کی مثل دُنیا بھر کے انسان مل کر بھی پیدا نہیں کر سکے - ہاں وہ بطلِ جلیل عرب کے ریگستان میں مکہ کے چھوٹے سے الگ تھلگ شہر میں ظاہر ہوا - یتیمی میں پلا، کچھ خاص نہ پڑھا مگر اس کے علم و عمل کا اثر یہ ہے کہ آج مکہ وہ واحد جگہ ہے جہاں لوگ پوری دنیا سے کفن باندھے ہوئے لبیک پکارتے دیوانہ وار آتے ہیں اور پروانوں کی طرح خدا کے گھر کا طواف کر کے اس کی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں، کعبہ وہ واحد خانۂ خدا ہے جس کا طواف سارا سال اور دن رات جاری رہتا ہے، قرآن وہ واحد کتابِ خدا ہے جو اپنے الفاظ میں محفوظ ہے اور جس کی زبان آج بھی زندہ ہے، ہاں قرآن وہ واحد کتاب ہے جس نے وحدتِ خدا کو ہر قسم کی آلائش سے پاک کیا جس کی توحید نے ہر فرعون کو ختم کر کے انسانی آزادی کا وہ سنہری ورق لکھا جس کی گرد کو بھی آج کی مہذب دنیا نہیں پہنچ سکتی، ہاں محمد صلعم کی بنائی ہوئی نماز آقا و غلام کو ایک کرنے کا وہ نسخۂ کیمیا ہے جو کسی اور مذہب میں موجود نہیں جس کے نفس کش روزوں کی مثل دوسری قوموں میں نہیں جس کا عالمگیر برادری پیدا کرنے والا حج منفرد ہے، جس کے محصولات میں محتاجوں کا حق اول ہے، جس کے حکمران صدقاتِ قوم میں سے کچھ لینے کے مجاز نہیں، جس نے بیواؤں اور یتیموں کی آبادی کی مستقل تدابیر کیں، جس نے غلاموں کو آقاؤں کا بھائی قرار دے کر حکم دیا کہ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو - اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو، جو بڑھاپے میں ہتھیار پہن کر سپاہیوں کی صف میں شریک ہوا، جو میدانِ جنگ میں تنہا کھڑا رہا - جس کو قتل کرنے کی پے در پے سازشیں ہوئیں، ہاں! جو خدا سے دو کمان سے بھی کم فاصلے پر پہنچا - جس کی مثل کوئی پیدا نہ ہوا جس پر نبوت ختم ہوئی -

Marfat.com

رسولِ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابناک زندگی کا مرقّع

سن	عمر	واقعات
عام الفیل ۵۷۱ء		مکہ میں عبداللہ اور آمنہ کے ہاں پیدائش۔
		والد کی وفات ۔ دائی حلیمہ کو سپردگی۔
	۲ سال	والدہ کے پاس واپسی۔
	۶ سال	والدہ کی وفات ۔ دادا عبدالمطلب کی کفالت۔
	۸ سال	دادا کی وفات ۔ چچا ابوطالب کی سرپرستی۔
	۱۲ سال	چچا کے ہمراہ شام کو پہلا سفر۔
	۱۵ سال	جنگ فجار میں چچاؤں کو تیر دینا۔
	۲۵ سال	ایک امیر تاجر عورت خدیجہؓ سے شادی اور فارغ البالی۔
	۳۵ سال	تعمیر کعبہ میں حجرِ اسود کو مصلحت سے رکھ کر امن قائم کرنا۔
	۱۲ سے ۴۰ سال	شام، بصرہ، یمن، بحرین وغیرہ کی طرف تجارتی سفر۔
۱-۳ نبوی	۴۱-۴۳ سال	وحی کی آمد اور خفیہ تبلیغ ۔ ۴۰ شخصوں کا اسلام لانا۔
۴-۶ سنہ ن	۴۴-۴۶ سال	رسالت کا کھلا اعلان اور اقربا کو دعوت، مخالفت اور مظالم، تقریباً ۱۰۰ مسلمانوں کا حبشہ کو ہجرت کر جانا۔

Marfat.com

واقعات	عمر	سن
مخالفت کی انتہا، معاشی و معاشرتی مقاطعہ خاندانِ رسول ؐ کا شہر سے باہر گھاٹی میں سکونت اختیار کرنا، فاقوں کی نوبت۔	۴۷-۵۰ سال	سنہ ۷-۱۰ نبوی
ابو طالب اور خدیجہ رضؓ کی وفات۔ مکّہ سے مایوسی طائف کو دعوت اور پتھروں سے جواب۔ دکھوں کی انتہا۔	۵۱ سال	سنہ ۱۱ ن
مدینہ والوں سے ایامِ حج میں خُفیہ ملاقاتیں، پہلے سال مدینہ کے چھ، دوسرے سال بارہ اور تیسرے سال پچھتر آدمیوں کا اسلام لانا اور جان پر کھیل کر حفاظت کا عہد کرنا، اور ہجرت کی دعوت دینا۔ اللہ کی طرف سے جہاد کی اجازت، مکّہ میں قرآن کے تقریباً ۱۸ پاروں کا نزول۔	۵۱ سے ۵۳ سال	سنہ ۱۱-۱۳ ن
ہجرت کا حکم، ۵۴ مسلمانوں کی مکّہ سے مدینہ کو ہجرت، رسول ؐ کے گھر کا محاصرہ اور چھپ کر نکلنا تین راتیں غار میں پناہ۔ ۱۰ دن میں مدینہ میں ورود، مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر، مہاجر او انصار کا بھائی چارہ، نماز باجماعت اور اذان	۵۴ سال	سنہ ۱ ہجری

Marfat.com

سن	عمر	واقعات
		اجراء، یہود اور پڑوسی عرب قبائل سے معاہدے، قریشی قافلوں پر تین حملے۔
۲ ہجری	۵۵ سال	قریشی قافلوں پر پانچ حملے، تحویلِ قبلہ، حج اور روزوں کے احکام، بدر میں قریش کو شکست فاش، تین اور مہمیں، یہودی قبیلہ قینقاع کا مدینہ سے اخراج، تین فتنہ پرداز یہودی شاعروں کا قتل۔
۳ھ	۵۶ سال	عرب قبائل کے خلاف تین مزید مہمیں۔ قافلہ ابوسفیان سے ایک لاکھ درہم مالِ غنیمت کا حصول، جنگ اُحد، مسلمانوں کی فتح کا نافرمانیٔ رسولؐ کی وجہ سے شکست میں بدل جانا، ذاتِ رسولؐ پر یلغار۔ حفاظت کرنے میں سات انصار شہید۔
۴ھ	۵۷ سال	مزید چار مہمیں، یہودی قبیلہ بنی نضیر کا مدینہ سے اخراج، مبلّغوں کے دو گروہوں کا دھوکے سے شہید کیا جانا۔
۵ھ	۵۸ سال	ام المومنین پر مسلمانوں کی شرمناک الزام تراشی، چودہ ہزار قبائلی لشکر کا مدینہ پر حملہ اور خندق کے ذریعہ سے حفاظت، اسی کمزوری میں رسولؐ کا قیصر و کسریٰ پر فتح کا اعلان، مدینہ کے تیسرے

Marfat.com

سن	عمر	واقعات
		یہودی قبیلہ کا قلع قمع اور مدینہ میں یہود کا خاتمہ ، عرب قبائل کے خلاف مہمیں ۔
سنہ ٦ ہجری	۵۹ سال	قبائل کی سرکوبی مزید سترہ مہمیں ، مکّہ کو عمرہ کے لیے چودہ سو مسلمانوں کی جان ہتھیلی پر رکھ کر روانگی ، معاہدہ حدیبیہ ، اور عمرہ کیے بغیر واپسی ، اگلے سال کی اجازت اور قریش کی بے بسی ، اور اعتراف شکست ، خیبر میں دو یہودی سرداروں کا اچانک قتل ۔
سنہ ٧ھ	٦٠ سال	فتحِ خیبر اور یہود کو مزارعت پر رہنے کی اجازت ، بادشاہوں کو دعوتِ اسلام ، سات مہمیں ، مکّہ میں دو ہزار مسلمانوں کا عمرہ القضاء ،
سنہ ٨ھ	٦١ سال	جنگ موتہ میں تین ہزار کا دو لاکھ سے مقابلہ ، تین سرداروں کی یکے بعد دیگرے شہادت ، فتح اور مالِ غنیمت کا حصول ، فتح مکّہ ، جنگ حنین ، محاصرۂ طائف ، اٹھارہ مزید مہمیں ، بتوں کا خاتمہ ، سخت گرمی میں تیس ہزار مسلمانوں کا چودہ منزل دور تبوک کی مہم پر جانا ، وفود کی آمد ، آٹھ مزید مہمیں ، نظامِ زکوٰۃ کا قیام ، تین سو مسلمانوں کا حج ،

Marfat.com

سن	عمر	واقعات
		کعبہ میں مشرکوں سے بیزاری اور ابدی جنگ کا اعلان ۔ اہلِ کتاب سے صرف جزیہ اور اطاعت پر صلح کا اعلان ۔
۱۰ سنہ ہجری	۶۳ سال	یمن میں والیوں کا تقرر ۔ مسلمہ کذّاب اور اسود عنسی کا نبوّت کا جھوٹا دعویٰ ۔ مکّہ میں رسول اللہ کا آخری حج اور وصیّتیں ۔
۱۱ سنہ ھ ۶۳۲ سنہ ء	۶۳ سال	۲۰ سالہ نوجوان کی سرکردگی میں شام پر حملے کے لیے فوج کی روانگی ، وفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ

Marfat.com

رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جنگوں اور مہموں کی جدول

عدد	سال و ماہ	مقام	امیرِ جیش	تعداد جیش	بالمقابل	تعداد دشمن	نتیجہ و کیفیت
	سنہ ۱ ہجری						
۱	رمضان	سیف البحر	حمزہؓ	۳۰	قریشی قافلہ	۳۰۰	بیچ بچاؤ ہو گیا (رنند جہینہ)
۲	شوال	رابغ	عبیدہؓ بن حارث	۶۰	″ ″	۲۰۰	″ ″ ″ سعد نے پہلا تیر پھینکا
۳	ذیقعد	خرّار	سعدؓ بن ابی وقاص	۲۰	″ ″	؟	قافلہ نکل گیا۔ یہ راتوں کو پیدل چ
	سنہ ۲ ہجری						
۴	صفر	ابوا	رسول صلعم	۶۰	″ ″	؟	قافلہ نکل گیا۔ بنی ضمرہ سے معا
۵	ربیع الاوّل	بواط	″	۲۰۰	″ ″	؟	″ ″ ″ ″
۶	جمادی الاوّل	عشیرہ (ینبوع)	″	″	″ ″		″ ″ ″ ۔ بنی مدلج سے معا
۷	جمادی الاخریٰ	سفوان (بدر)	″	؟	تعاقب کرز بن جابر قریشی		وہ مدینہ سے مویشی لے گیا۔ نہ م
۸	رجب	نخلہ	عبداللہ بن جحش	۱۲	قریشی قافلہ	؟	ایک قتل ہوا۔ دو قیدی اور مالِ غنی پہلا جہاد۔
۹	رمضان	بدر	رسول صلعم	۳۱۳	لشکر قریش	۱۰۰۰	قریش ۷۰ قتل، ۷۰ قیدی۔ مسلمان
۱۰	شوال	کدر	″	۲۰۰	بنی سُلیم	؟	منتشر ہو گئے ۔ ۵۰۰ اونٹ
۱۱	″	مدینہ	عُمیر بن عدی	تنہا	یہودی شاعرہ عصماء		قتل کی گئی ۔ ہجوگو
۱۲	″	″	سالم بن عمیر	″	یہودی شاعر ابو عفک		قتل ۔ ہجوگو

Marfat.com

عدد	سال و ماہ	مقام	امیر جیش	تعداد جیش	بالمقابل	تعداد دشمن	نتیجہ وکیفیت
۱۳	شوال	مدینہ	رسول صلعم	؟	یہود قینقاع		محاصرہ - شہر بدر
۱۴	ذی الحجہ	"	"	؟	قریش	۲۰۰	بھاگ گئے - ستو پھینک گئے
	سنہ ۳ ہجری						
۱۵	محرم	نجد	رسول صلعم	۴۵۰	غطفان	؟	بھاگ گئے
۱۶	ربیع الاول	مدینہ	محمدؓ بن مسلمہ	۴	یہودی فتنہ پرداز شاعر کعب بن اشرف۔ قتل کیا گیا۔		
۱۷	ربیع الآخر	بُحران	رسول صلعم	۳۰۰	بنی سُلیم	؟	بھاگ گئے - دو ماہ قیام
۱۸	جمادی الاخریٰ	قردہ (نجد)	زید بن حارثہ	۱۰۰	قریشی قافلہ	؟	بھاگ گئے۔ ایک لاکھ درہم غنیمت۔
۱۹	شوال	احد (مدینہ)	رسول صلعم	۷۰۰	لشکر قریش	۳۰۰۰	مسلمان ۷۰ شہید۔ کافر ۲۲ قتل
۲۰	"	حمراء الاسد	"	۷۰	"	۳۰۰۰	احد کے بعد تعاقب
	سنہ ۴ ہجری						
۲۱	محرم	قطن	ابی سلمہؓ	۵۰	بنی اسد		بھاگ گئے۔ غنیمت ملی۔
۲۲	"	عُرنہ (عرفات)	عبداللہ بن انیس	؟	بنی لحیان	؟	ان کے سردار سفیان کو قتل کیا گیا
۲۳	صفر	ربیع	عاصم یا مرثد	۱۰	"	۲۰۰	سب شہید۔ عضل و قارہ تبلیغ کے لیے لے گئے تھے۔
۲۴	"	معونہ	منذر	۷۰	بنی سُلیم	؟	۶۸ شہید۔ عامر انہیں تبلیغ کیلئے لے گیا۔
۲۵	ربیع الاول	مدینہ	رسول صلعم	؟	یہود نضیر	؟	محاصرہ - شہر بدر
۲۶	جمادی الاولیٰ	نجد	"	۴۰۰	غطفان	کثیر	مقابلہ نہ ہوئے - نماز خوف
۲۷	شعبان	بدر موعد	"	۱۵۰۰	وعدۂ قریش مگر نہ آئے۔		

Marfat.com

عدد	سال و ماہ	مقام	امیرِ جیش	تعدادِ جیش	بالمقابل	تعداد	نتیجہ وکیفیت
	سنہ ۵ ہجری						
۲۸	ربیع الاول	دومۃ الجندل	رسول صلعم	۱۰۰۰	عیسائی	؟	اونٹ بکریاں غنیمت
۲۹	جمادی الاخریٰ	نجد	زیدؓ بن حارثہ	۱۰۰	؟	؟	مقابلہ نہ ہوا
۳۰	”	؟	بلالؓ بن حارث	؟	بنی کنانہ	؟	” ” ” ایک گھوڑا ملا۔
۳۱	شعبان	مریسیع	رسول صلعم		بنی مصطلق	؟	دس قتل چھ سو قیدی۔ دو ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں۔
۳۲	ذیقعدہ	مدینہ	”	۳۰۰۰	احزاب قریش و یہود و غطفان وغیرہ چودہ ہزار۔ بے نتیجہ		
۳۳	”	”	”	؟	یہود قریظہ	؟	۰۰، مرد قتل۔ عورتیں اور بچے غلام جائداد ضبط
	سنہ ۶ ہجری						
۳۴	محرم	قرطاء	محمدؓ بن مسلمہ	۳۰	بنی بکر	؟	۱۰ قتل۔ غنیمت (جانب بصری)
۳۵	ربیع الاول	مکہ سے دو منزل ادھر	رسول صلعم	۲۰۰	بنی لحیان	؟	رجیع کے شہیدوں کا انتقام۔ دشمن بھاگ گیا۔
۳۶	”	ذی قرد	”	۵۰۰	ابن حصن فزاری	۴۰	چرواہے کو قتل کرکے اونٹ لے جانے والوں کا تعاقب۔
۳۷	”	غمر	عکاشہ بن محصن	۴۰	بنی اسد	؟	غنیمت ملا۔ بھاگ گئے۔
۳۸	”	ذی القصہ	محمدؓ بن مسلمہ	۱۰	ثعلبہ وعوال	؟	رات کو سوتے ہیں دشمن نے سب شہید کر دیئے۔
۳۹	ربیع الآخر	”	ابو عبیدہؓ بن جراح	۴۰	”	۶	محمدؓ بن مسلمہ کا انتقام لینے کیلئے لڑائی مویشی ملے۔
۴۰	”	جموم	زیدؓ بن حارثہ	؟	بنی سُلیم	؟	قیدی اور غنیمت۔
۴۱	جمادی الاولیٰ	عیص	”	۱۷۰	قافلہ قریش	؟	قافلہ گرفتار بمعہ ابو العاص۔ مال غنیمت
۴۲	جمادی الاخریٰ	طرف	”	۱۵	ثعلبہ	؟	غنیمت ملا۔

Marfat.com

عدد	سال و ماہ	مقام	امیرِ جیش	تعداد جیش	بالمقابل	تعداد	نتیجہ و کیفیت
۴۳	جمادی الاخریٰ	حسمیٰ	زیدؓ بن حارثہ	۵۰۰	جذام	؟	غنیمت ملا۔
۴۴	رجب	وادی القریٰ	؍؍	؟	فزارہ	؟	چند مسلمان شہید
۴۵	؍؍	؍؍	ابوبکرؓ	۱۰۰	؟	؟	دشمن قتل اور قید
۴۶	شعبان	دومۃ الجندل	عبدالرحمٰن بن عوف	۷۰۰	عیسائی	؟	بعض اسلام بعض جزیہ
۴۷	؍؍	مدین (قلزم)	زید بن حارثہ		؟		قیدی بنائے گئے
۴۸	؍؍	فدک	علیؓ	۱۰۰	بنی سعد	؟	مال غنیمت
۴۹	رمضان	قریٰ ؟	زیدؓ بن حارثہ	؟	فزارہ	؟	کامیاب
۵۰	؍؍	خیبر	عبداللہ بن عتیک	۷	سلام بن حقیق یہودی سردار قتل کیا گیا		
۵۱	شوال	؍؍	عبداللہ بن رواحہ	۳۰	اُسیر یہودی سردار باہر لاکر قتل کیا گیا		
۵۲	؍؍	؟	کرز بن جابر	۲۰	عکل و عرینہ	؟	انتقام میں قتل کئے گئے
۵۳	ذی قعدہ	مکہ	عمرو بن امیہ	۱	ابوسفیان بن حرب کا قتل۔ ناکامیاب		
۵۴	؍؍	حدیبیہ	رسول صلعم	۱۴۰۰	قریش	؟	صلح ہوئی مگر مسلمان حج سے روکے گئے۔

سنہ ۷ ہجری

عدد	سال و ماہ	مقام	امیرِ جیش	تعداد جیش	بالمقابل	تعداد	نتیجہ و کیفیت
۵۵	محرم	خیبر	رسول صلعم	۱۶۰۰	یہود	؟	محاصرہ، فتح، قیدی، غنیمت۔ نصف بٹائی پر رہنے کی اجازت۔
۵۶	صفر	وادی القریٰ	؍؍	؍؍	؍؍	؟	ایک مسلمان شہید۔ یہود کو رہنے کی اجازت۔ فدک بھی مطیع۔
۵۷	شعبان	تربہ	عمر بن خطاب	۳۰	ہوازن	؟	مقابلہ نہ ہوا۔
۵۸	؍؍	وادی القریٰ	ابوبکرؓ	؟	بنی کلاب	؟	چند آدمی قتل۔

Marfat.com

عدد	سال و ماہ	مقام	امیر جیش	تعداد جیش	بالمقابل	تعداد	نتیجہ وکیفیت
۵۹	شعبان	فدک	بشیر بن سعد	؟	بنی مرّہ	؟	کافی مسلمان شہید
۶۰	رمضان	نجد	غالب بن عبداللہ	۱۳۰	بنی عوال	؟	غنیمت ملی
۶۱	شوال	جمبار	بشیر بن سعد	۳۰۰	غطفان	؟	قیدی اور غنیمت
۶۲	ذی قعدہ	"	اخرم	۵۰	سُلیم	؟	اخرم کے سوا سب شہید
۶۳	"	مکّہ	رسول صلعم	دو ہزار	-	-	عمرہ قضا
		۸ھ ہجری					
۶۴	صفر	کدید	غالب بن عبداللہ	۱۴	ملوح	؟	فتح
۶۵	"	فدک	"	۲۰۰	حصاب	؟	فتح
۶۶	ربیع الاوّل	سیٔ	شجاع بن وہب	۲۴	ہوازن	؟	فتح
۶۷	جمادی الاول	ذاتِ اطلاح	کعب بن عمیر	۱۵			سب شہید
۶۸	"	موتہ	زید بن حارثہ	تین ہزار	نصاریٰ	دو لاکھ	فتح - تین سردار شہید
۶۹	جمادی الاخریٰ	ذاتِ سلاسل	عمرو بن عاص	۳۰۰	مشرکین	؟	فتح غنیمت
۷۰	رجب	سیف البحر	ابو عبیدہ	۳۰۰	"		مقابلہ نہ ہوا
۷۱	شعبان	مکّہ	عمرو بن مرہ	-	ابوسفیان بن حارث کو قتل کرنے - بچ گیا۔		
۷۲	"	نجد	ابو قتادہ	۱۶	محارب	؟	فتح
۷۳	رمضان	اضم	"	۸			مقابلہ نہ ہوا
۷۴	رمضان و شوال	مکہ	رسول صلعم	دس ہزار	قریش	؟	پرامن فتح (تیرہ کافر قتل دو مسلمان شہید)
۷۵	"	یلملم	خالد بن ولید	۳۵۰	جذیمہ	؟	قتل اور قیدی بنائے گئے۔ صبانا گیا

Marfat.com

عدد	سال و ماہ	مقام	امیر جیش	تعداد جیش	بالمقابل	تعداد	نتیجہ و کیفیت
٧٦	رمضان و شوال	حنین	رسول صلعم	١٢ ہزار	ہوازن	؟	فتح
٧٧	״	اوطاس	عامر	؟	״	؟	فتح
٧٨	״	طائف	رسول صلعم	؟	ثقیف	؟	محاصرہ اٹھالیا گیا۔
٧٩	״	مشلل پہاڑ	سعد بن زید	٢٠	مناۃ		بت توڑ دیا گیا
٨٠	״	نخلہ	خالد بن ولید	٣٠	عزّیٰ		״ ״ ״
٨١	״	رُہاط	عمرو بن عاص	؟	سواع		״ ״ ״
٨٢	״	ذوالکفین	طفیل بن عمر	؟	ذوالکفین		״ ״ ״
٨٣	ذی قعدہ	صُدا (یمن)	قیس بن اسد	٤٠٠	مشرکین	؟	اسلام لائے
٨٤	״	یمن	خالد بن ولید	؟	ہمدان	؟	چھ ماہ رہے ناکام
		سنہ ٩ ہجری					
٨٥	محرم	سُقیا	عُیَینہ بن حصن	٥٠	تمیم	؟	قیدی بنائے گئے۔
٨٦	صفر	-	عبداللہ بن عوسجہ	؟	حارثہ	؟	احمق لوگ - بددعا
٨٧	״	بیشہ (یمن)	قطبہ بن عامر	٢٠	خثعم	؟	جنگ اور غنیمت
٨٨	״	قرطا	ضحاک بن سفیان	؟	بنی بکر	؟	غنیمت
٨٩	ربیع الآخر	جدہ	علقمہ بن مجزز	٣٠٠	حبشی	؟	بھاگ گئے۔
٩٠	״	-	علی	دوسو	بنی طے		فُلس بت توڑا گیا
٩١	״	جناب	عکاشہ	؟	قضاعہ	؟	
٩٢	رجب	تبوک	رسول صلعم	تیس ہزار	رومی عیسائی	؟	پڑاؤ ڈالا گیا

Marfat.com

عدد	سال و ماہ	مقام	امیرِ جیش	تعداد جیش	بالمقابل	تعداد	نتیجہ و کیفیت
۹۳	رجب	دومۃ الجندل	خالد	۴۰۰	اکیدر وغیرہ عیسائی حکمران		جزیہ صلح
۹۴	ذی الحجہ	طائف	ابوسفیان مغیرہ	-			لات بت توڑا گیا۔
	سنہ ۱۰ ہجری						
۹۵	ربیع الثانی	نجران	خالد بن ولید		بنی عبد مدان		اسلام لائے
۹۶	رمضان	یمن	علی	۳۰۰			مقابلہ اسلام لائے
۹۷		رعیہ سحمی	رعیہ				مال واپس کیا گیا۔
۹۸			ابوامامہ				اسلام لائے
	سنہ ۱۱ ہجری						
۹۹	محرم	ذوالخلصہ	جریر بن عبداللہ	۱۵۰			بتخانہ توڑا گیا
۱۰۰	"	یمن	علی				قیدی بنائے
۱۰۱	"	"	خالد				سجدہ میں گر گئے اور قتل ہوئے
۱۰۲	صفر	شام (اُبنیٰ)	اسامہ بن زید				کوچ مگر وفاتِ رسول صلعم کی وجہ سے بعد میں گ

خلاصۂ جدول

(مہموں کی تعداد درج شدہ مہموں سے زیادہ ہے)

کل درج شدہ غزوات و سرایا = ۱۰۲

جن میں رسول صلعم شریک ہوئے = ۲۹

رسول صلعم کی بڑی جنگیں = ۸ (بدر، احد، احزاب، قریظہ، خیبر، مکہ، حنین، طائف)

" " " " مشکل مہم = ۱ (تبوک)

" " " کے پرامن کوچ = ۳ (حدیبیہ، عمرۂ قضاء، حجۃ الوداع)

" " " بغیر بڑی لڑائی = ۱ (موتہ)

پُرامن تبلیغی مہمیں = ۲ (رجیع و معونہ)

قریش کا تعاقب اور مقابلے = ۱۸ ⎫

یہود سے مقابلے = ۶ ⎭ احزاب کو دونوں طرف گنا گیا ہے۔

عیسائیوں سے مقابلے = ۵

فتنہ پردازوں کا قتل = ۶

پورے قبیلے کا قتل = ۱ (قریظہ)

بُت اور بتخانے گرائے گئے = ۷

شریر قبائل — قریش، یہود، سُلیم، غطفان، لحیان

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بےمثال کامیابی کے اسباب

رسولِ خدا صلعم کو جو زبردست کامیابی ایک مختصر مدت میں حاصل ہوئی اور جس طرح انہوں نے چند سالوں میں ایک پوری قوم کو صدیوں کے لیے راہِ خدا میں پا بہ رکاب کر دیا حیرت انگیز ہے۔ اقوامِ سابقہ نے اپنے نبیوں کا انکار کیا اور ہلاک ہوئے۔ قومِ موسیٰؑ "ایمان" لائی لیکن موسیٰ علیہ السلام اپنی کم ہمت قوم کو جنگلوں میں سرگرداں چھوڑ کر آخرت کو روانہ ہوئے۔ بدیں وجہ محمد عربی صلعم کی شاندار کامیابی کی وجوہات تلاش کرنا اُمت کے لیے آج بھی سبق آموز ہو سکتا ہے۔ راقم کو حسبِ ذیل وجوہات پیش پیش نظر آتی ہیں:۔

۱:۔ رسولِ خدا صلعم کی بے مثال ذاتی بصیرت، رہنمائی اور موقع و محل کے مطابق درست فیصلے

ایک لفظ میں ذاتِ رسولؐ کسی مضمون کو کتابی طور پر جاننا ایک بات ہے لیکن ضرورت کے مطابق صحیح فیصلے خاص علم، تجربہ اور قابلیت کے متقاضی ہیں۔ مثلاً یہ کہ دشمن کا مقابلہ اِسی وقت کیا جائے یا فی الحال ملتوی کر دیا جائے۔ کیا یہ دشمن محاصرہ کرنے سے مفتوح ہوگا۔ یا محاصرہ اٹھا لینے سے؟ کیا اس پر اعتبار کرنا چاہیئے یا نہیں؟ وغیرہ۔ آپؐ کی زندگی پہلے مذکور ہو چکی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ صاحبِ معراجؐ کے درست فیصلے اس کامیابی کا پہلا زینہ تھے۔

آپ نہ ہوتے تو آغازِ کار ہی نہ ہوتا۔ آج بھی جیسا رہنما ہوگا ویسی ہی کامیابی نصیب ہوگی۔

۲:- مخاطب قوم میں پیغام کو قبول کرنے کی صلاحیت

اگر کوئی قوم سرے سے اپنے مُصلح کو قبول ہی نہ کرے اور کھیل تماشے میں لگی رہے، یا اپنی طرح کے بدکرداروں کو رہنما بنا لے تو خدائی فیصلہ اس قوم کے حق میں یہی ہو سکتا ہے کہ ہلاک کر دی جائے۔ یا کسی دوسری قوم کی محکومی (ذلت) میں دے دی جائے اور اس پر بھوک اور ننگ (مسکنت) مسلط کر دی جائے عربوں نے اگرچہ شروع میں ضد کی اور مقابلہ بھی کیا لیکن ماننے والے بڑھتے ہی گئے۔ اور ماننے والے روزِ اوّل سے ہر طرح کی مشکل بشمولیت ہجرت وجہاد برداشت کرنے کے لیے تیار تھے۔ یعنی ان کا ایمان پہلے دن ہی پختہ تھا اور قبولیت سچی تھی۔ وفاتِ رسولؐ تک سارا عرب سرنگوں تھا اور پھر وہ اسلام کے جھنڈے کو اٹھائے چاردانگِ عالم میں پھیل رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اکرم صلعم نے کہا کہ جو صحابی مجھے ملے ہیں وہ کسی اور نبی کو نہیں ملے۔ اور میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔

۳:- مخاطب قوم میں عظیم الشان اہلیتوں کا ہونا

اگرچہ مشہور یہی ہے کہ عرب قوم بداخلاق تھی لیکن ان کی بداخلاقی، شراب، جواء، قتلِ ناحق اور انتقامی لوٹ مار تک محدود تھی ورنہ وُہ ایسی

Marfat.com

خوبیوں کے مالک تھے جو ایک دفعہ راہِ راست پر آنے کے بعد انہیں دنیا کی راہنما قوم بنا سکتی تھیں۔ وہ آزادی کے ماحول میں پلے ہوئے بہادر جوانمرد تھے۔ جان دینا اور جان لینا ان کے لیے معمولی بات تھی وہ جفاکش اور ہر قسم کی مشقت جھیلنے کے اہل تھے۔ سردی اور گرمی میں، دن اور رات میں، بے آب و گیاہ اور بے نشان زمین میں سفر کرنا ان کا مشغلہ تھا۔ قبائلی لڑائی کی وجہ سے ان میں ہر شخص فنِ سپاہ گری میں ماہر تھا اور اپنے آپ کو ہتھیاروں سے لیس رکھتا تھا۔ وہ اپنے قبائلی سرداروں کی اطاعت کے بھی خوگر تھے اور جماعت اور نظام کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔ وہ وعدے کے پکے اور قول کے سچے تھے۔ وہ دشمن کو بھی امان دیتے تو اسے دھوکا نہ دیتے۔ وہ بالکل بے دین بھی نہ تھے۔ وہ خالقِ کائنات کو مانتے تھے اور حج کعبہ اور عمرہ وغیرہ کے پابند تھے۔ البتہ انہوں نے اپنے دین کو شرک کی ناپاکی سے آلودہ کر رکھا تھا اور کوئی کتاب نہ ہونے ہوئے نہ جانتے تھے کہ زندگی کن اصولوں کے ماتحت بسر کریں۔ اس لیے جونہی انہوں نے دینِ اسلام کو قبول کیا اور خدائے واحد کی غلامی میں متحد ہو کر اس کی فوج کے سپاہی بنے۔ انہوں نے سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے۔ غلامی میں ماری ہوئی قوم دینِ حق کو اپنے اصلی رُوپ میں قبول ہی نہیں کرتی اور ایک مرے ہوئے اور تسبیح و دلق کے پُرامن دین میں اپنی عافیت سمجھتی ہے۔ وہ سچے اور بہادر راہنما کا انکار کر دیتی ہے۔ ان میں اگر کچھ لوگ اس دین کو قبول بھی کرتے ہیں تو بھی ان کی بزدلی، عاجزی اور جان بچانے کی صفت کو بہادری اور قربانیٔ جان کے جذبے میں بدلنے میں کئی

نسلیں گزر جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بنی اسرائیل نے ایک شہر پہ حملہ کرنے کے حکم پہ کم ہمتی کا اظہار کیا تو اللہ نے کہا کہ اب تم چالیس برس تک جنگلوں میں سرگرداں پھرو۔ اتنے عرصے میں تمہارے بیٹوں کے بیٹے جوان ہوں گے اور وہ اِس سخت کوش ماحول میں پروان چڑھنے کی وجہ سے شہروں پر قبضہ کرنے کی ہمت کے مالک ہوا ہ گے۔

۴:۔ ایک درخشاں اور قلب کو گرمانے والے نظریہ کا ہونا

انسانی آبادیاں نظریوں پہ ہی سرگرم ہوتی ہیں خواہ وہ اپنی قوم کی سربلندی کا نظریہ ہو یا غریبوں کی بہبودی کا نظریہ یا کچھ اور مسلمانوں کو جو نظریہ دیا گیا وُہ یہ تھا کہ بادشاہ خود خالق کائنات ہے۔ تم سب انسان ایک قوم ہو اور ایک آدم کی اولاد ہو، تمام زمین بلکہ کائنات تمہاری جولانگاہ ہے۔ تم خدا کی منتخب امّت ہو۔ قسم قسم کے جھوٹے خداؤں نے نوعِ انسان کو اپنی غلامی میں جکڑ لیا ہے۔ اُٹھو اور اپنی جانوں پہ کھیل کر دنیا کو ان جھوٹے خداؤں کی غلامی سے آزاد کراؤ اور انہیں اپنے برابر کے بھائی بنا کر اور اپنے ساتھ ملا کر سچے اور تنہا خدا، خالق کائنات کی غلامی میں جمع کر دو۔

۵:۔ انسان کو اس کا مرتبہ اور ذمّہ داری یاد دلانا

اس نظریہ کے علاوہ انہیں بتایا گیا کہ تم انسانوں کی زندگی یہی چند سال نہیں۔ تم دوسرے جانوروں سے مختلف ہو، تم صرف کھانے پینے یا سیر و

Marfat.com

تفریح کے لیے پیدا نہیں کیے گئے - یہ نوجوانوں کی زندگی اور خدا کے منکروں کا وطیرہ ہے - تمہیں خدا نے خلیفہ بنایا ہے - خدا کی کائناتی قوتوں (فرشتوں) نے تمہیں سجدہ کیا ہے - آسمان و زمین کی ہر شے تمہارے لیے مسخّر کی گئی ہے - تمہیں ابدی زندگی دی گئی ہے یہ تھوڑا وقت تو فصل لگانے کا وقت ہے - تم پھر اُٹھائے جاؤ گے اور وہ فصل کاٹنے کا وقت ہوگا عملوں کی جزا کا وقت ہوگا، ابدی جنّت اور ابدی جہنّم کا وقت ہوگا - تم ایک ذمّہ دار مخلوق ہو، تم جوابدہ ہو، فیصلہ کر لو کہ جنّت اور جہنم میں سے تم کو کیا قبول کرنا ہے - اپنے اعمال درست کر لو - ہاں اس ایمان کو جو سراسر غیبی تھا، رسولِ خدا کی ذاتی زندگی کی شہادت نے عرب قوم میں اس قدر پختہ کر دیا کہ ان کے دلوں میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا - وہ ایمان کی سچی لذتوں سے شرابور ہوئے اور راہ خدا میں پروانہ وار چہار سُو چل نکلے -

اگر اس ایمان کو رکھ کر بعد کے مسلمان اپنے نصب العین پر چلتے رہتے تو آج دنیا میں صرف خدائے واحد کا ڈنکا بجتا - آج خُدا کی اپنی زمین پر غیرِ خدا کا تسلط نہ ہوتا، آج صرف دینِ محمدؐ رائج ہوتا، آج دُنیا کا آئین صرف قرآن ہوتا، آج عدل، رحم، اخوت اور انسانی ہمدردی کا راج ہوتا، سب انسان برابر ہوتے خوشحالی اور فراوانی کا دور دورہ ہوتا - لیکن باہمی نفاق، قبائلی اور خاندانی تعصبات، ذاتی اغراض، تن آسانی، لذّاتِ دنیوی وغیرہ کی شیطانی صفات نے اُن میں بتدریج گھر کر لیا اور وہ "مسلیمہ کذاب" کو "آدھی زمین" کا حق دے کر خود آدھی زمین پر قانع ہو گئے اور شہروں کی آبادیوں، قانونی موشگافیوں، درس و تدریس کی آسانیوں

Marfat.com

مقدس الفاظ کو دہرانے اور چند اخلاقی اقدار یا مذہبی رسوم کی پابندی میں لگ گئے اور اسی کو اپنا نصب العین بنا کر "اپنے پُرامن" اسلام میں خوش ہو گئے۔ یہ وہ بھیانک جرم تھا کہ جس کی پاداش میں خدائے عادل و قاہر نے ہلاکو کو عذاب کی صورت میں بغداد پر نازل کیا اور اس نے مسجدوں، مکتبوں اور مذہبی کتابوں کو ملیامیٹ کر دیا اور امن کے خواستگاروں اور ہتھیار دشمن کے حوالے کرنے والوں کے خون سے دجلہ و فرات کو رنگین کر دیا۔

۶:- ایک مبنی بر حق ضابطۂ حیات کا دیا جانا

قومی اتحاد، ہدایت اور جہاد کے لیے لازمی تھا کہ قوم کے پاس کوئی رہنما قانون ہو جس کی روشنی میں وہ ہمیشہ کے لیے بے خطر چل سکے۔ انسانی عقل کی کمی اور اخلاق کی کمزوریاں بسا اوقات حق تک پہنچنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور یہ خطرہ بھی باقی رہتا ہے کہ حق اور حقوق کے تنازعہ میں قوم کے مختلف حصّے آپس میں ٹکرا جائیں یا قانون کی تلاش میں لوگ عبث اپنا وقت ضائع کیا کریں۔ اس لیے نظریہ اور احساسِ ذمہ داری کے علاوہ اُمت کو ایک مکمل اور مفصل ضابطۂ حیات خود خالقِ کائنات کی طرف سے اس کے اپنے الفاظ میں دے دیا گیا جس میں ہر چھوٹی بڑی بات کو صاف لفظوں میں بیان کر دیا گیا۔ نکاح، طلاق، بیوہ، یتیم، وراثت، وصیّت، حلال و حرام، تجارت، قرض، سود، خیرات، وضو، غسل، ہجرت، جہاد وغیرہ ہر بات بتا دی گئی۔ ہر حکم کو عدل پر قائم کیا گیا تاکہ فساد پیدا نہ ہو وغیرہ۔

چنانچہ قرآن کے ہوتے ہوئے مسلمان کی زندگی میں کوئی الجھن نہ رہی۔ عمل کرنا کرانا آسان ہوگیا۔ ہر کام کے متعلق ایک تحریری حکم نامہ ہر شخص کے پاس آگیا اور ایمان خود بخود ہر شخص کو متحرک کرنے لگا۔ چنانچہ جب تک مسلمانوں نے سیدھے طور پر قرآن کو مشعلِ راہ بنا رکھا۔ کامیابی ان کے قدم چومتی رہی اور وہ اپنے نصب العین کی طرف بڑھتے گئے۔ لیکن جب اس میں موشگافیاں شروع ہو گئیں، جب بیرونی اثرات سے اس کے معنی بدل دیئے گئے جب ایمان محض قولی اقرار یا قسم اٹھانے تک محدود ہوگیا۔ جب دوسروں کے قوانین کو دلوں نے سچ مان لیا۔ اور قرآن کے الفاظ کو نجات کے لیے دہرانا کافی سمجھ لیا گیا ہاں! جب قرآن دلوں سے اُچک لیا گیا تو کامیابی تو درکنار مسلمان قوم کا اپنا وجود خطرے میں پڑ گیا۔

۷:۔ حق کی فتح پر مکمل یقین

قرآن حکیم نے بطور محاکمہ یہ نظریہ پیش کیا کہ حق کی فتح ایک قطعی شے ہے اور باطل کا فنا ہونا قانونِ فطرت ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مدینہ پر قبائل کی عام یلغار میں جب مسلمانوں کے کچلے جانے کا سخت خطرہ تھا۔ رسولِ خدا صلعم نے خندق کھودتے وقت قیصر و کسریٰ پر اپنی فتح کا اعلان کیا۔ اور یہی ایمان تھا جس کی وجہ سے بعد میں مسلمان بے خطر سینکڑوں گنا افواج کو شکست دیتے رہے۔ دوسری قوموں کی عسکری قوت اور تعداد ان کو ادنیٰ خوف نہ دلا سکتی تھی۔ ان کی فتح کا باعث ہی یہ تھا کہ پہلے انہوں نے اپنے آپ کو حق پر قائم کیا

Marfat.com

پھر جنت کی تلاش میں بے دھڑک جانوں کو پیش کیا اور پھر اپنا پیغام تمام اقوامِ عالم کو دیا۔ اس پیغام کی حقانیت ہی باطل کے لیے پیغامِ موت تھی۔ حق پسند لوگ اپنی قوموں سے چھوٹ چھوٹ کر اس برادری میں شامل ہوتے۔ مفتوح لوگوں کو امن دیا جاتا یا بھائی بنایا جاتا۔ ہاں! اس وقت مسلمانوں کا حق کا دعویٰ کوئی منہ زبانی بات نہ تھی۔ وہ لوگ سچ مچ حق پر تھے۔ اس لیے فاتح تھے۔

۸:۔ ہر شخص کا سپاہی ہونا

عالمگیر غلبہ کے حصول جیسا بڑا نصب العین جو مسلمان کو دیا گیا وہ بدوں اس کے حاصل نہ ہو سکتا تھا کہ ہر شخص سپاہی بنے۔ اپنے وقت میں وہ تلاشِ رزق بھی کرے اور جہاد کے وقت پہلی آواز پر شامل بھی ہو۔ چھوٹ صرف اندھوں، لنگڑوں، لولوں اور بیماروں کو دی گئی۔ غزوہ تبوک میں تیس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی اور تین ایمان والے پیچھے رہ گئے۔ پچاس دن تک ان کا مقاطعہ کیا گیا۔ کوئی ان سے بات تک نہ کرتا تھا۔ زمین ان پر تنگ ہو گئی۔ بیویوں کو علیحدگی کا حکم بھی دے دیا گیا۔ اور سخت زاری کے بعد معافی دی گئی۔ قرآن نے اپنے اوراق میں ان کا ذکر کر کے یہ سبق ہمیشہ کے لیے زمانے کی پیشانی پر لکھ دیا کہ جہاد سے پیچھے کوئی نہ رہے گا۔ آج کے مقہور مسلمان کیا صرف فوجوں کی تیاری اور مانگے ہوئے ہتھیاروں سے دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

۹:۔ ہر شخص کا ہتھیار بند ہونا

سپاہی کا فخر ہتھیار میں ہے اس کے سیکھنے، سنبھالنے اور استعمال کرنے

میں ہے۔اس لیے مسلمان کو بے ہتھیار نہیں کیا جا سکتا۔ ہتھیار کسی صورت میں بھی قتل و فساد کا ذمہ دار نہیں۔ بلکہ وہ ایک کے مقابلے میں دوسرے کا محافظ ہو جاتا ہے۔ فساد اور قتل تب ہوتے ہیں جب نظامِ عدل قائم نہ ہو۔ جب مظلوم کی حق رسائی کرنے والا کوئی نہ ہو، جب مظلوم اپنا انتقام لینے پر خود مجبور ہو، جب غنڈوں اور بدمعاشوں کو کھلی چھٹی ہو جب قاتل، چور اور بدمعاش سزا سے بچ جاتے ہوں۔ عرب جیسی خونخوار قوم کو اسلام نے کسی وقت بھی بے ہتھیار نہیں کیا، لیکن ایسا امن قائم کیا کہ شام سے مکہ تک ایک عورت تنہا سفر کر سکتی تھی اور اسے کوئی ڈر نہ ہوتا تھا۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا "جس نے تیراندازی سیکھی، پھر اسے چھوڑ دیا اس نے گناہ کیا۔" مسلمانوں کو بے ہتھیار غیر قوموں نے کیا جب ان کے باہمی نفاق نے انہیں غیروں کا غلام بنا دیا۔ اب وہ اپنی حماقت سے اپنے آپ کو بے ہتھیار کیے ہوئے ہیں اور بھکاریوں کی طرح خدا کے باغیوں اور منکروں سے امن اور امداد کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

۱۰:۔ شہادت کی تڑپ

مسلمان کو اگرچہ دنیاوی غلبہ اور دنیاوی خوشیوں سے متمتع ہونے کی خوشخبری بھی دی گئی لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ یہ زندگی تو چند روزہ ہے۔ تم جان کی قربانی پیش کرنے والوں کا اجر تو نہ ختم ہونے والا ہے۔ تم ایک ابدی باغ (جنت) میں داخل ہو گے جس کی راحتوں اور لذتوں کو نہ کسی نے دیکھا ہے اور نہ سنا ہے اور نہ کوئی دماغ ان کا تصور ہی کر سکتا ہے۔ جنت کی اس تڑپ نے مسلمان کو

Marfat.com

سرنگوں کر دیا۔ جنگ بدر میں ایک شخص نے کھجوریں کھاتے کھاتے پوچھا۔ "یارسول اللہ! اگر میں شہید ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا"۔ آپؐ نے کہا "جنت" اس نے کہا "اتنی قریب" اور باقی کھجوریں پھینک دیں اور لڑ کر شہید ہو گیا۔

۱۱:۔ اصول مقابلہ پر عمل

دشمن کے سامنے آپؐ نے کبھی بھی اپنے آپ کو بے بس ظاہر نہیں کیا ہمیشہ اپنی فتح اور دشمن کی شکست کا اعلان کیا۔ مکہ کی عاجزانہ زندگی میں بھی کفار کا مقابلہ دھمکیوں اور سخت زبان سے کیا گیا اور مدینہ پہنچتے ہی جسمانی مقابلہ شروع کر دیا گیا۔

۱۲:۔ مسلسل عمل

دشمن پر مسلسل ضربیں لگائی گئیں، انہیں سانس لینے کا موقع نہ دیا گیا۔ لڑائی کو ٹالنے کی کوشش نہ کی گئی۔ دشمن کو مسلسل تھکایا گیا، حتیٰ کہ اس نے دم توڑ دیا۔

۱۳:۔ بڑے دشمن سے پہلے نبٹنے کا اصول

اگرچہ بتدریج سب قبائل کو مطیع کیا گیا۔ لیکن آغاز کار قریش سے کیا گیا۔ پھر یہود کو مغلوب کیا گیا کیونکہ یہی دونوں عرب میں اصل قوت کے مظہر تھے۔ جنگ بدر تک صرف قریش کا تعاقب (آٹھ بار) کیا گیا۔ پھر یہودی قبیلوں کا

Marfat.com

خاتمہ کیا گیا اور اس نکتے کو آپؐ نے یوں واضح کیا کہ اگر پرندے کا ایک یا دو پر کاٹ دو۔ تو وہ کھڑا رہے گا۔ اگر اس کا سر کچل دو گے تو وہ مر جائے گا۔

۱۴:۔ ایک وقت میں ایک دشمن سے نبٹنا

جب تک قریش کو بدر میں شکست نہ دی آپؐ نے دوسروں کو نہ چھیڑا۔ پھر مدینہ میں آباد تین یہودی قبائل کو نکالا اور ایک ایک کر کے نکالا۔ پھر دوسرے قبائل کی سرکوبی کی گئی اور ان پر اچانک حملے اس حالت میں کئے گئے کہ وہ مجتمع نہ ہو سکتے تھے۔ پھر یمن کو مطیع کر کے اپنی پشت کو محفوظ کیا، پھر شام کا رُخ کیا۔

۱۵:۔ دشمن کے گھر پر دلیرانہ اقدام

دشمن پر آگے بڑھ کر حملے کئے گئے۔ بدر، حدیبیہ فتح مکہ، حنین، طائف، خیبر، موتہ، تبوک سب اس پر شاہد ہیں۔ گھر بیٹھ کر دفاع کرنے پر آپؐ نے کبھی عمل نہیں کیا۔

۱۶:۔ کفر کے سرداروں کا قتل

کوئی انسانی گروہ رہنما کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتا، صرف رہنما کا قتل پوری فوج کی شکست کا باعث ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بدر میں مکہ کے سرداروں کو قتل کیا گیا۔ خیبر کے دو یہودی سرداروں کو قتل کیا گیا۔ ابو سفیان کے قتل پر

Marfat.com

بھی ایک کو متعین کیا گیا۔ جھوٹے نبیوں کو قتل کیا گیا وغیرہ۔

۱۷:۔ فتنہ پردازوں اور ہجو گو شاعروں کا قتل

شاعر اور خطیب اور دوسرے گمراہ کُن فتنہ پرداز جو قوموں کو سیدھی راہ پر آنے نہیں دیتے انہیں بھی قتل کر کے فضا کو امن اور ایمان سے روشن کر دیا گیا۔

۱۸:۔ اپنے سرداروں کو آگے بڑھ کر لڑنے اور شہید ہونے کی ترغیب

جنگ موتہ میں آپؐ نے تین سرداروں کی تقرریاں بشرطِ شہادت قبل از وقت کر دیں اور اس طرح گویا انہیں آگے بڑھنے اور شہید ہونے کا حکم دیا۔ جس فوج کے سردار آگے ہوں وہ کیونکہ شکست کھا سکتی ہے۔

۱۹:۔ نوجوانوں اور معمولی خاندانوں کے افراد کو سردار لشکر مقرر کرنا

اسلام اونچ نیچ کو ختم کرنے آیا ہے چنانچہ آپؐ نے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ کو پے درپے لشکروں کا سردار مقرر کیا اور وفات سے پہلے جو آخری لشکر شام کو روانہ کیا اس کا سردار زیدؓ کے بیٹے اسامہؓ کو بنایا جو اس وقت بیس سال کی عمر کا تھا۔ گویا عمر کی پختگی کے مقابلے میں آپؐ نے جنگوں کے لیے جوانی کی تُندی کو ترجیح دی۔

۲۰:۔ کلمہ گو کی حفاظت

آپؐ نے کسی کلمہ گو کو نہ قتل کیا نہ قتل کی اجازت دی اگرچہ وہ منافق ہو

یا تلوار کے خوف سے اسلام لایا ہو۔ البتہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت آپ کے سامنے نہیں آئی۔ منافق بھی چھپے کافر تھے اور نماز اور جہاد میں شامل ہوتے تھے اور مقابلہ کی تاب نہ رکھتے تھے۔ ورنہ آپؐ ان سے ضرور نبٹتے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کراؤ پھر اگر ایک گروہ باز نہ آئے تو اسے تلوار سے سیدھا کرو حتیٰ کہ وہ مان جائے۔ منافقوں سے جہاد کا حکم بھی قرآن نے دیا ہے۔ اس کے باوجود کلمہ گو کی حفاظت اسلامی حکمت کا ضروری حصہ ہے تاکہ باہمی لڑائی پیدا نہ ہو سکے۔

۲۱ :- جنگی اصولوں کا لحاظ

تمام لڑائیوں میں آپؐ اصول جنگ کا خیال رکھتے تھے۔ ایمان کی قوت سے فوج کے حوصلوں کو بلند رکھا گیا۔ فوج کو معلوم نہ ہوتا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں، پیچدار رستے اختیار کیے جاتے اور دشمن کو اچانک پکڑ لیا جاتا، زمین، پہاڑ، پانی کا پورا فائدہ اٹھایا جاتا، دشمن کو اپنی مرضی کے میدان میں لایا جاتا۔ باقاعدہ صف بندی کی جاتی تاکہ سپاہی ایک دوسری کے ممد ہوں۔ تیروں وغیرہ کا استعمال کفایت سے کیا جاتا۔ ایک لفظ (شعار) مقرر کیا جاتا تاکہ دوست دشمن کی تمیز ہو سکے۔ دشمن کے سرداروں اور علمبرداروں پر خاص حملے کیے جاتے تاکہ دشمن کا حوصلہ پست ہو اور وہ میدان چھوڑ دے۔ قبائل میں تفریق ڈال دی جاتی۔ جنگ خندق میں آپؐ نے یہود اور قریش کو علیحدہ کرنے کی چال چلی پھر غطفان کو واپس کرنے کی تجویز کی۔ خیبر میں یہود اور غطفان کے درمیان پڑاؤ ڈال دیا۔ اور خیبر

Marfat.com

کے سب قلعوں کا بیک وقت محاصرہ کر لیا۔ تاکہ ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں۔ مسلمانوں کو مسلسل سفر اور مہموں میں رکھا گیا۔ عین گرمی میں تیس ہزار کے لشکر کو بے آب و گیاہ زمین میں چودہ دن کا سفر کرایا گیا تاکہ وہ سخت کوش ہو کر دُنیا کو فتح کر سکیں وغیرہ۔

۲۲ :- اپنی قوّت کو بکھرنے نہ دینا۔

اگرچہ مقابلہ بیسیوں قبائل سے تھا لیکن تمام قوّت مدینہ میں جمع رکھی گئی۔ بڑی لڑائی کے وقت مقابلے کا مقام صرف ایک ہی منتخب کیا جاتا اور اگرچہ کبھی کبھی چھوٹے چھوٹے قبیلوں کے خلاف کئی دستے بیک وقت بھی بھیجے جاتے لیکن وہ سب مدینہ سے نکلتے، باز کی طرح دشمن پر جھپٹتے اور واپس آجاتے۔ اپنی قوّت کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بانٹ دینا دشمن کے ہاتھوں فنا ہونا ہے۔

۲۳ :- دُشمن کے مرکز پر قبضہ کرنا۔

مکّہ عرب کا مرکز تھا اور قریش اُن کے سردار تھے۔ اس لیے پہلا مقابلہ قریش سے کیا گیا اور ہجرت کے فوراً بعد توجہ مکّہ کی طرف مبذول کر دی گئی۔ مکّہ فتح ہوتے ہی پورا عرب سرنگوں ہو گیا۔ (ہندوستان کی تاریخ میں بھی ہر فاتح کا رُخ دلّی کی طرف ہی رہا اور یہی عالمگیر اصول ہے)

Marfat.com

۲۴ :- سابقین میں ایمان اور قربانئ جان کی پختگی

قومی جنگوں میں دشمن ہر طرف سے آدمی خرید لیتا ہے اور جب تک کسی مصلح کے ساتھی اس کے مکمل وفادار نہ ہوں وہ اپنے ہی غداروں کے ہاتھ فنا ہو سکتا ہے۔ مہاجرینِ مکہ اور انصارِ مدینہ کا ایمان اس قدر قوی تھا کہ وہ اسلام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتے رہے۔ وہ نہ ہوتے تو آپؐ اپنے عینِ حیات میں کفار کا یوں بے خطر مقابلہ نہ کر سکتے۔ اسی لیے آپؐ نے بعد میں آنے والوں سے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرے تو بھی ان کے ایک سیر کو نہیں پہنچ سکتا۔

۲۵ :- اہلِ کتاب سے جزیہ پر صلح

اگرچہ نصب العین تو یہ تھا کہ دنیا میں صرف ایک دین قائم کیا جائے۔ لیکن اہلِ کتاب کو جزیہ پر باقی رہنے دیا گیا کیونکہ حکومت کا زور چلے جانے کے بعد وہ کسی فتنہ کے اہل نہ تھے اور ان کے افراد کتابِ خدا کی وجہ سے عام زندگی نیکی سے بسر کر سکتے تھے۔

۲۶ :- احکام کی ترویج میں صبر و تحمل

لوگوں کے پرانے اعتقادات کو فی الفور بدلنا ناممکن ہوتا ہے۔ اور خطرہ ہوتا ہے کہ جلد بازی میں چھوٹی چیزوں کو پکڑنے سے لوگ ساتھ چھوڑ دیں اور اصلی مقصد

Marfat.com

ہی ہاتھ سے جاتا رہے۔ چنانچہ شراب کی حرمت جنگِ بدر کے بعد ہوئی۔ بُت فتح مکہ کے وقت توڑے گئے۔ کعبہ میں ایک کی بجائے دو دروازے رکھنے کا خیال آپؐ نے ظاہر کیا تاکہ داخل ہونے اور نکلنے میں آسانی ہو لیکن ساتھ ہی کہا کہ میں یہ کرتا مگر قوم کفر سے قریب ہے یعنی بات کو سمجھ نہ سکے گی اور شاید اس تھوڑی سی ترمیم سے ہی بگڑ جائے۔

۲۷ :- نظامِ عدل کا قیام

اُمت کے اندر عدل اور حقوق کو ٹھیک نافذ کر دیا گیا۔ کیونکہ ظالم کا ہاتھ پکڑنے اور مظلوم کی دادرسی سے ہی جماعت میں استحکام اور اعتماد پیدا ہوتا ہے اور استحکام کے بغیر کوئی قوم آگے نہیں بڑھ سکتی۔

۲۸ :- سردارِ قوم کو قانون پر ترجیح نہیں

قانون کے معاملے میں آپؐ نے اپنے لیے کسی ترجیح کا دعویٰ نہ کیا۔ کہا کہ اگر فاطمہؓ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دونگا۔ فتح حُنین کے وقت کہا کہ میں صرف اپنے خاندان کے حصے کے غلام آزاد کر سکتا ہوں باقیوں کو نہیں کر سکتا۔ آخری حج کے وقت صرف اپنے خاندان کے قتل اور سُود کو معاف کیا۔

۲۹ :- کفّار سے عدمِ موالات

اسلام اور کفّار ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اسلام کفر کو مٹانے آیا ہے۔ اور

Marfat.com

کُفر اسلام کا دشمن ہے اس لیے قُرآن نے حکم دیا کہ کفّار سے دوستی نہ رکھو۔ وُہ تمہارے دُشمن ہیں اور ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وُہ تم سے کبھی وفا نہ کریں گے۔ جو اُن سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا چاہیئے کہ تمہارے قریبی کافر تم میں سختی محسوس کریں۔ چنانچہ آپؐ نے تمام عرب کو مطیع کیا پھر قیصرو کسریٰ کی طرف توجہ کی اور انہیں ملیا میٹ کر دیا۔ بڑی سے بڑی قوّت نے مُسلمانوں کو ذرہ بھر خوف زدہ نہ کیا۔ وُہ خود ایک بڑھتی ہُوئی اور پھیلتی ہوئی قوّت تھے اس لیے بے محابا چلتے گئے۔

۳۰ :۔ رشتوں سے اتّحاد اَور قوّت

شادی بیاہ اور خُون کے رشتے خاندانوں اور قوموں کو ملانے کا بڑا ذریعہ ہیں۔ آپؐ نے اور صحابہؓ نے اس پر باقاعدہ عمل کیا۔ یہود و نصاریٰ کو اپنے اندر جذب کرنے اور اُن کی دشمنی کو ختم کرنے کے لیے ان کی عورتوں سے شادی کی اجازت بھی دے دی گئی۔

۳۱ :۔ مشورہ لینا

مشورے سے جہاں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے وہاں مشورہ دینے والے تہ دل سے کام میں شامل ہو جاتے ہیں اور بے جگری سے مدد کرتے ہیں۔

۳۲ :۔ ترغیب سے کام لینا

حکم کا انداز ترغیبی ہوتا تھا۔ اس میں دُنیاوی اور اُخروی لالچ بھی شامل ہوتے

Marfat.com

اور سزا کا ڈر بھی - اس لیے جب لوگ کسی مہم میں شامل ہوتے تو اُن کے دل عمل سے ہم آہنگ ہوتے اور عمل ناقابلِ شکست ہو جاتا -

۳۳ :- رسول صلعم کا اخلاق کاملہ کا مالک ہونا

آپؐ کی زندگی ہر عیب سے پاک تھی اور آپؐ محاسن کا مجموعہ تھے آپ کا حُسنِ گفتگو، غریب پروری، مہمان نوازی، بیمار پُرسی اور سادہ فقیرانہ زندگی ہر کسی پر جادو کا اثر رکھتے - آپؐ نے مسلمانوں کے مال سے ایک کھجور لینا بھی گوارا نہ کیا نہ اپنے لیے نہ گھر والوں کے لیے - وہ امیر جس کے ماتحت اِس کے فدائی ہوں اس کی کامیابی میں کیا خلل آسکتا ہے -

---

اسی طرح کے اور کئی سبق حاصل ہو سکتے ہیں اور قاری کو چاہیئے کہ اُنہیں تلاش کرے اور اپنے لیے مشعلِ راہ بنائے -

وَلَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے رسول اللہ میں ایک عمدہ نمونہ ہے -

Marfat.com

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقِ تبلیغ اور غزوات سے کیا سبق حاصل ہوتے ہیں!

انبیائے سابقہ صرف اپنی اپنی قوموں کے ہادی تھے۔ حتیٰ کہ زمانۂ قریب کے عیسٰی علیہ السلام بھی انجیل اور قرآن کی شہادت کی رو سے صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ لیکن محمد عربی صلعم تمام اقوامِ عالم کے رسول اور سب کے لیے رحمت تھے۔ چنانچہ مکہ میں (سورۂ اعراف میں) اعلان کر دیا گیا کہ "میں تم سب انسانوں کا رسول ہوں"۔ اور مدینہ پہنچ کر قرآن نے تین موقعوں پر (سورۂ صف، فتح اور توبہ میں) اعلان کیا کہ اس رسول کے آنے کی غرض ہی یہ ہے کہ وہ دینِ حق کو غالب کرے پھر آخری ایام (۹ھ) میں سورۂ توبہ کے ذریعہ سے مرکزِ اسلام (کعبہ) سے دنیا کو بتا دیا گیا کہ مشرکوں سے اس وقت تک جنگ جاری رہے۔ جب تک وہ شرک سے باز آکر نماز اور زکوٰۃ قائم نہیں کر لیتے۔ اور اہلِ کتاب کا چھٹکارا صرف جزیہ دے کر اطاعت کرنے سے ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ قرآن کا منتہائے نظر ہے جو بجز کامل ایمان، عظیم متحدہ قوت اور مسلسل جدوجہد اور قربانی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ایمان کے بغیر تو مسلمان کہلانے والے خود ہی مغضوب اور خدائی سزا کے حقدار ہیں۔ رسولِ خدا صلعم کا صرف تیئس سال کی مختصر مدت میں ایک خونخوار قوم کو سرنگوں کرنا، پھر انہیں عالمگیر غلبہ اور اخروی جنت کے

Marfat.com

نصب العین پر متحد کرنا۔ اور پھر اُن کے اندر ایمان کی وہ لرزشیں پیدا کرنا کہ وہ قوم صدیوں تک نسلاً بعد نسلاً بلا خوف و خطر پوری دُنیا سے ٹکراتی رہے اور ہر مقام پر فتح پائے، وہ معجزہ تھا جو تاریخ عالم میں کوئی دوسرا شخص نہیں دکھا سکا۔

اس کا سبب دینِ حق پر ہر خطرے سے بے نیاز ہو کر پورا پورا عمل کرنا تھا اور پورے عالم پر غالب نہ ہونے کی وجہ دینِ حق سے بتدریج پہلو تہی اور جہاد کی بجائے پُر سکون شہری زندگی کو اختیار کرنا اور دین کو ارکانِ خمسہ تک محدود کرنا تھا۔ بدیں وجہ رسولِ خدا صلعم کے اُس طریقِ کار کا مطالعہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مکی اور مدنی زندگی پر مجموعی نظر ڈالنے سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ حسب ذیل تھے :۔

۱۔ کام کا آغاز اپنی ہی قوم میں کیا جائے۔

۲۔ شہر ایسا ہو جو لوگوں کا مرکز ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پیغام پہنچایا جا سکے۔

۳۔ شروع میں پیغام خفیہ طور پر خاص آدمیوں تک پہنچایا جائے تاکہ ایک مختصر جماعت بہر حال پیدا ہو جائے۔

۴۔ کھلی تبلیغ کے بعد مخالفت ہو تو اسے عزم اور حوصلے سے برداشت کیا جائے۔ لیکن مخالفین سے نرمی نہ برتی جائے۔ اور سختی سے دو ٹوک جواب دیئے جائیں جس طرح قرآن نے دیئے۔

۵۔ جماعت کے کمزور افراد کو جو اپنی حفاظت نہ کر سکتے ہوں پُر امن جگہ منتقل ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن وہ دین میں کوئی کمزوری

ہرگز نہ دکھائیں۔

۶ - کمزوری کے زمانے میں ہر قسم کی سختی، گالی گلوچ، توہین اور جسمانی، ذہنی، معاشرتی اور معاشی تکالیف کو برداشت کیا جائے اور کچھ ٹکراؤ کی صورت پیدا نہ کی جائے۔ دریں حالات دشمن کے شر سے محفوظ رہ جانا ہی بڑی کامیابی ہے۔

۷ - اِن حالات میں اگر مخالف گروہ کے شریف افراد سے امداد، تعاون اور حمایت حاصل ہو تو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۸ - اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی ذاتی حفاظت اُس کے حوالے کر دی جائے مگر کوشش میں کمی نہ آنے دی جائے۔

۹ - اگر اپنے شہر میں ترقی کی سب راہیں مسدود ہو جائیں تو کسی دوسرے شہر میں کوشش کی جائے۔ اور وہاں کے سرداروں کو مخاطب کیا جائے۔

۱۰ - اگر کوئی شہر مدد کے لیے آمادہ ہو تو وہاں جانے میں جلدی نہ کی جائے جب تک وہاں کافی جمعیت نہ پیدا ہو جائے اور مدد کا پختہ یقین نہ ہو جائے۔

۱۱ - جب کہیں پناہ گاہ حاصل ہو جائے تو دشمن کے مقابلہ اور بیخ کنی کی تدابیر فوراً شروع کر دی جائیں۔

۱۲ - دشمن کے خلاف دوسروں کو بھی محاذ میں شامل کر لیا جائے خواہ وہ دوسرے بھی کمتر دشمن یا مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔ یا کم از کم انہیں غیر جانبدار بنا لیا جائے تاکہ ایک وقت میں صرف ایک دشمن مدِّ مقابل ہو اور اس سے کامیابی سے نبٹا جا سکے۔

۱۳ - جہاد ایک مسلسل عمل ہو ۔ گرم لوہے پر بار بار ضربیں لگائی جائیں ۔ دشمن پر بار بار حملے کیے جائیں اور اسے کہیں دم نہ لینے دیا جائے ۔ شروع میں خوب خونریزی کی جائے ۔ تاکہ دشمن کے حوصلے پست ہو جائیں ، انہیں بے پناہ مالی اور جانی نقصان پہنچایا جائے ، دس گنا دشمن سے مقابلہ کر کے اسے شکست دی جائے ۔ اُن کے سرغنوں کو قتل کر دیا جائے اور اپنے سردار آگے بڑھ کر شہادت قبول کریں ۔ کسی حالت میں بھی قدم پیچھے نہ ہٹنے پائے ، نہ کسی کے آگے ہتھیار رکھے جائیں ۔

۱۴ - اپنی جماعت کو اللہ کی عبادت یعنی اس کی کامل فرمانبرداری پر قائم کیا جائے ۔ جماعت کو نیکی اور عدل پر استوار کیا جائے ۔ مکمل اتحاد کے لیے صلوٰۃ اور ایک دوسرے کی مدد کے لیے زکوٰۃ کے نظام جاری کیے جائیں ۔ جماعت میں اخلاق حمیدہ پیدا کیے جائیں مثلاً والدین کی خدمت اقربا ، یتامیٰ اور مساکین کی پرورش ، عمدہ گفتگو ، سچّا وعدہ ، امانت لوٹانا ، سچّی شہادت دینا ، بلاسُود قرضہ دینا ، بے حیائی کے قریب نہ جانا ، ناحق قتل نہ کرنا وغیرہ تاکہ ایک اعلیٰ اور مضبوط معاشرہ وجود میں آئے ، اور دوسری اقوام اُس میں کھچی ہوئی چلی آئیں حتیٰ کہ تمام انسان اللہ کی غلامی اور باہمی اخوت میں جمع ہو جائیں اور اپنی منزل کو پالیں ۔

۱۵ - جماعت میں یہ ایمان بھی پیدا کیا جائے ۔ کہ حق کی فتح اللہ کا ابدی قانون ہے ۔ اس لیے حق پر قائم ہو کر بلا خوف و خطر دنیا سے ٹکرا جاؤ ۔ تم ہمیشہ غالب رہو گے اور تمہارے شہید ہمیشہ زندہ رہیں گے اور بارگاہ

الٰہی سے رزق دیئے جائیں گے۔

۱۶۔ دین حق کے عروج کے لیے صرف وعظ و نصیحت پر تکیہ نہ کیا جائے۔ بلکہ موقع ملتے ہی تلوار کے زور سے خدا کے باغیوں کو مطیع کیا جائے (دنیاوی بادشاہ بھی اپنی حکومت بزور قائم کرتے ہیں) شیطانی طاقتوں کا خاتمہ اور الٰہی حکومت کا قیام بزور ہونا چاہیئے۔ تاکہ عامۃ الناس کو شیطانوں کے شر سے پناہ ملے۔ اپنی اخلاقی اصلاح کر لینا یا دوسروں کو وعظ و نصیحت کر دینا لیکن حکومت کو شریروں کے ہاتھ میں رہنے دینا نوعِ انسان پر ظلم ڈھانا ہے۔ انہیں ختم کرنا اور نیکی کی حکومت قائم کرنا سب سے پہلا اسلامی فریضہ ہے۔ اور یہی جہاد کی بنیاد ہے۔ مدینہ میں تھوڑا سا سکون اور سہارا ملنے کے بعد رسولِ خدا صلعم کا مسلسل عمل کفر و شرک کیخلاف جہاد ہی تھا۔ ہاں! جب تک کفر سرنگوں نہ ہو اسلامی احکام رائج ہی کیونکر ہو سکتے ہیں!!

ان تمام سبقوں کے علاوہ رسولِ خدا صلعم کی جنگوں کے مطالعہ سے حسب ذیل مزید نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱۔ مدینہ کی پناہ گاہ میں پہلے سات ماہ (رمضان سنہ ۱ھ تک) مہاجرین کی آبادکاری اور غیر اقوام کے ساتھ صلح ناموں میں صرف کیے گئے تاکہ دارالحکومت میں امن قائم ہو۔ اور دشمن کا بے خوف مقابلہ کیا جا سکے۔ یادِ الٰہی اور استحکامِ جماعت کے لیے مسجد قائم کی گئی اور نماز اور اذان کے احکام دیئے گئے۔ صدقات کی عام ترغیب دی گئی تاکہ مسکینوں

کی ضرورتیں پوری ہوں اور وہ بھائیوں کی طرح دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ آگے بڑھ سکیں۔ تحویلِ قبلہ اور حج کے احکام دے کر نگاہوں کا رُخ مکّہ کی طرف کر دیا گیا۔ "اُن سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور اُن کو وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔" کے احکام دے کر نہ صرف جہاد کے دروازے کھول دیئے گئے۔ بلکہ فتح مکّہ کو فوری نصب العین قرار دے دیا گیا۔ رمضان کے روزوں کا حکم دے کر نفس کو مغلوب کرنے کی کوشش کی گئی۔

٢۔ اگلا ایک سال یعنی رمضان ۲ھ میں جنگ بدر تک دشمنِ خاص قریش کو ہراساں کرنے انہیں مالی زک پہنچانے اور ان سے ٹکراؤ کی صورت پیدا کر کے اُن کا زور توڑنے میں صرف کیا گیا۔ اس ایک سال میں نو مہمیں نکالی گئیں۔ اور سب قریش کے قافلوں کے خلاف نکالی گئیں۔ باقی دشمنانِ دین کو فی الحال ان کے حال پر رہنے دیا گیا۔ آخری مہم جنگ بدر کی صورت میں منتج ہوئی۔ جس میں قریش کو سخت نقصان پہنچا۔ اور ان کے چودہ بڑے سردار ہلاک ہو گئے۔ اگر جیسا کہ قرآن نے بعد میں سرزنش کی۔ قریش کے ستّر قیدیوں کو بھی قتل ہونے دیا جاتا تو ممکن ہے کہ اُن میں جنگِ اُحد اور جنگِ خندق برپا کرنے کی ہمت ہی نہ رہتی اور اسلام کی فتح کی رفتار تیز تر ہو جاتی۔

٣۔ جنگ بدر تک وسعت عمل مرکز کے قریب ہی رہی۔ یعنی مغرب میں ساحل سمندر تک اور جنوب میں بدر تک۔ آہستہ آہستہ یہ حدود وسیع

Marfat.com

ہو گئیں حتیٰ کہ چند سالوں کے بعد جنوب میں یمن تک اور شمال میں شام تک جا پہنچیں لیکن یہ تمام عمل بتدریج ہوا۔ اس میں سبق یہ ہے کہ جب تک کسی جگہ مکمل قبضہ نہ ہو آگے نہ بڑھو۔ مبادا کوئی پشت میں چھرا گھونپ دے یا جلدی میں کچھ بھی حاصل نہ کر سکو۔

۴ - بدر کے بعد کے واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلعم نے قریش کو بدر میں زک پہنچانے اور اُن کا غرور توڑنے کے بعد انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا تاکہ آہستہ آہستہ اپنی موت مر جائیں (صرف ایک اور قافلہ کا پیچھا کیا گیا جو عراق کو جا رہا تھا) اُحد اور خندق کی دونوں لڑائیوں میں قریش حملہ آور ہوئے اور دونوں بار ناکام ہوئے۔ گویا اُن کی تقدیر کا فیصلہ بدر میں ہی ہو گیا تھا۔ اور اسی لیے رسولِ خدا صلعم نے جنگِ خندق کے فوراً بعد ہی کہہ دیا کہ اب قریش کبھی حملہ آور نہ ہوں گے۔

۵ - جنگ اُحد کے موقع پر آپؐ کھلی لڑائی کے حق میں نہ تھے۔ اور احزاب کی یلغار کے وقت آپؐ نے پہاڑ اور خندق کے درمیان محفوظ ہو جانے کو ترجیح دی۔ گویا دشمن کے مقابل کم از کم طاقت کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ لڑنا ممکن نہیں۔ البتہ ہتھیار رکھ دینا یا شکست تسلیم کر لینا جائز نہیں۔

۶ - اگلے چار سالوں میں یعنی ۲ھ سے ۶ھ تک دوسرے بڑے دشمن یہود کا بھی خاتمہ کیا گیا۔ انہیں اسلام کی دعوت دی گئی۔ مگر انہوں نے نہ سنی۔ وہ مردِ میدان نہ تھے۔ مدینہ، خیبر اور وادی القریٰ میں ہر جگہ وہ قلعہ بند

Marfat.com

ہوئے۔ اور آخر قید ہو کر جلا وطن ہوئے، قتل ہوئے۔ یا مزارع بن گئے۔ لیکن چونکہ یہود مالی طور پر مضبوط اور بڑے سازشی تھے۔ اور عرب میں خاص اہمیت رکھتے تھے۔ اِس لیے ان کا خاتمہ ضروری تھا اور صرف چار سالوں میں ان کا خاتمہ کر دیا گیا۔

۷ ۔ عرب مختلف قبیلوں کا ملک تھا۔ جس میں ہر قبیلہ جنگجو اور لٹیرا تھا۔ اور رزق کی تلاش میں متحرک رہتا تھا۔ اس لیے قریش اور یہود کو زک دینے کے باوجود اُن کا وجود اسی طرح باقی رہتا تھا اور وہ اپنی شرارتوں سے باز آنیوالے نہ تھے۔ چنانچہ ۲ھ سے فتح مکہ تک ان کی سرکوبی کے لیے باقاعدہ چارسُو مہمیں بھیجنے کی ضرورت پڑتی رہی۔ اس طرح ان کو آہستہ آہستہ اطاعت کا خوگر بنایا گیا۔ اس میں سبق یہ ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے دشمن کو بھی مطیع کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ مصیبت کا باعث نہ بن جائے۔ مہموں پر نگاہ ڈالنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی تعداد ۶ھ اور ۷ھ میں بہت زیادہ ہے۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جب قریش اور یہود جنگ خندق میں ناکام ہو چکے تھے اور مدینہ یہود سے پاک ہو چکا تھا گویا بڑے دشمنوں سے ایک حد تک فارغ ہونے کے بعد چھوٹے چھوٹے دشمنوں کی طرف توجہ دی گئی۔ تاکہ ان کا بھی خاتمہ ہو جائے۔ قبیلوں کی کثیر تعداد اور انتشار کی وجہ سے مہموں کی تعداد بھی زیادہ تھی۔

۸ ۔ ان مہموں میں مختلف حضرات کو سردار بنایا گیا اور ممکن ہے کہ سپاہی بھی مختلف ہوتے ہوں۔ غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ جنگی تربیت خصوصاً امارت

کا فن زیادہ سے زیادہ لوگ سیکھ لیں۔ معاشرے کی ہمواری اور ہم آہنگی کے لیے بھی ضروری تھا کہ سرداروں کا علیحدہ گروہ پیدا نہ ہونے پائے۔

۹ - جنگِ خندق جیسی مہیب چیز سے بچنے کے صرف ایک سال بعد رسولِ خُدا صلعم کا صرف چودہ سو جاں نثاروں کے ساتھ عمرہ کی نیت سے بطنِ مکّہ کو بے دھڑک چل دینا حیرت انگیز عمل ہے اس میں سبق یہ ہے کہ راہنما کو ماہرِ نفسیات ہونا چاہیئے۔ اور دشمن کی صلاحیتوں اور ارادوں کا صحیح اندازہ کرنے کے قابل ہونا چاہیئے۔ دشمن قریش کا ضد سے عمرہ نہ کرنے دینا لیکن چودہ سو مسلمانوں بشمولیت رسولِ خدا کو بخیر و عافیت واپس جانے دینا اور اگلے سال آنے کی اجازت دینا قریش کی کھلی شکست اور اسلام کی فتح تھی۔ قریش ہمت ہار چکے تھے۔

۱۰ - فتح مکّہ کا انتظار کئے بغیر تین ہزار کے معمولی لشکر کو سرحدِ شام پر اپنے قاصد کا انتقام لینے بھیج دینا بھی حیرت انگیز عمل تھا اور شاید کوئی دوسرا رہنما اس کی ہمت نہ کر سکے۔ لیکن وہ صاحبِ معراج صحیح اندازے لگا رہا تھا۔ اور بے خوف و خطر آگے بڑھ رہا تھا۔

۱۱ - فتح مکّہ اپنی جگہ خود ایک معجزہ ہے۔ مکّہ حرمت کا مقام ہے اور قریش کو برباد کرنا بھی مقصود نہ تھا۔ کیونکہ صدیوں تک اسلام کے بوجھ کو انہوں نے ہی اٹھانا تھا۔ لیکن جس خاموشی سے دس ہزار کا لشکر ڈھائی سو میل کی مسافت اونٹوں پر طے کر کے مکہ میں اچانک جا پہنچا متعجب کرنیوالا ہے۔ بہرحال اس میں بھی مجاہدوں کیلئے بڑے سبق ہیں۔

۱۲ - طائف کا محاصرہ کرنے اور پھر صحابہ کی مرضی کے خلاف اسے اُٹھا لینے میں بھی بڑے سبق ہیں۔ عام عربوں کے مسلمان ہو جانے کے بعد طائف کا شرک پر زیادہ عرصہ ضد کرنا ناممکن تھا۔ اس لیے رسولِ خداؐ نے وہاں جانی اور مالی نقصان کرنا غلط سمجھا۔ صرف ایک سال کے بعد طائف والے خود آئے اور اسلام میں داخل ہوئے۔

۱۳ - اسلام بت پرستوں کو فنا کرنے آیا تھا۔ لیکن فتح مکہ تک آپؐ نے ملک میں بکھرے ہوئے مختلف بت خانوں کو نہ چھیڑا۔ غالباً یہ اس لیے تھا کہ چونکہ بت پرستی سب کا شعار تھا اور ذہنوں میں گڑا ہوا تھا۔ اس لیے ان کو چھیڑنے سے کہیں یکدم پورا عرب نہ اُٹھ کھڑا ہو۔ اس میں سبق یہ ہے کہ کوئی نصب العین کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو اسے حاصل کرنے میں جلدی نہ کرنی چاہیئے۔ پہلے فضا کو سازگار کرنا چاہیئے۔

۱۴ - آپؐ کی ایک جنگی چال یہ بھی تھی کہ دشمنوں کے سرغنوں اور شر پھیلانے والوں کو قتل کرا دیا جائے چنانچہ اسی لیے ہجو گو شاعر اور یہودی سردار قتل کر دیئے گئے۔ اور حدیبیہ کی مہم سے پہلے ابو سفیان کے قتل کی کوشش بھی کی گئی۔ حتیٰ کہ فتح مکہ کے بعد امنِ عامہ کے اعلان کے باوجود ایسے لوگوں کا خون مباح رکھا گیا۔

۱۵ - تبوک کی مہم پر تیس ہزار آدمیوں کو تپتی ہوئی گرمی میں لے جانا سخت ترین جنگی مشق تھی۔ اور اُس کی اہمیت یوں جتائی کہ پیچھے رہنے والوں کو قیامت تک قرآن نے دھتکارا اور ان کا بائیکاٹ کیا گیا۔ اس میں سبق

Marfat.com

یہ تھا کہ اگر اعلائے دین چاہتے ہوں تو اس قسم کی سختیاں برداشت کرو۔ جنّت آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

۱۷۔ وفات سے پہلے جس لشکر کو شام کو جانے کا حکم دیا گیا۔ اس کا سردار صرف بیس سال کی عمر کا نوجوان تھا اور غلام کا بیٹا تھا۔ گویا آپؐ نے سبق دیا کہ نوجوان لوگ جہاد میں بہتر طریقے سے پنپ سکتے ہیں اور آقا اور غلام کی تمیز ختم ہونی چاہیئے۔

قاری اس طرح کے اور کئی سبق ان واقعات سے از خود حاصل کر سکتا ہے۔

وَآخِرُ دَعوانا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین۔

Marfat.com

غزواتِ رسولؐ اور اصولِ جنگ

جنگ کے اصول قوانین فطرت کی طرح غیر متبدل ہوتے ہیں۔ فتح کے حصول کے لیے ان کی پابندی کرنا لازمی ہے۔ رسولِ خدا صلعم کی جنگوں میں ان اصولوں کی تلاش ہم سب کے لیے سودمند اور باعثِ تقلید ہے۔

۱۔ مقصد کا تعیّن اور برقراری

قرآن نے اعلان کیا کہ محمد عربی صلعم کو پورے عالم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور اس لیے بھیجا گیا ہے کہ وہ دنیا میں دینِ حق کو غالب کریں۔ لہٰذا رسولِ خدا صلعم اور ان کی امت کا قومی مقصد ہر دوسرے دین، ہر دوسری رسم اور ہر دوسری سنّت کو مٹا کر اسلام کو غالب کرنا تھا۔ رسولِ خداؐ کی زندگی بھر کے عمل کا رخ اسی ایک منزل کی جانب تھا۔ اگرچہ آپ کے مخاطب سب انسان تھے مگر قدرتی طور پر آپ کی رزمگاہ ملکِ عرب نہیں بلکہ شروع میں صرف قریش اور مکہ تھے۔ آپ کا عمل تدریجی تھا مگر اس کی روانی کا رُخ وہی تھا۔ قریش کو دعوت، ایذا رسانی کو برداشت کرنا، ہجرت، جنگ بدر، یہود کا اخراج، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، قبائل کی سرکوبی، یمن اور بحرین میں عمال کا تقرر، شام کو کوچ بھی ایک بات ثابت کر رہے تھے۔ آپؐ کے بعد امت کا سپین، چین اور ہند کی جانب اقدام بھی اسی غرض کے لیے تھا۔

بعد میں امت نے آرام طلبی اور لذاتِ دنیوی کے لیے اس مقصد کو چھوڑ دیا، نہیں سرے سے بھلا دیا۔ اب انہیں اس مقصد کا پتہ بھی نہیں۔ وہ اپنے

Marfat.com

اپنے ملکوں میں کفر سے صلح کر کے جی رہے ہیں۔ انہوں نے "مسیلمہ کذاب" کو نصف دنیا پر حکومت کا حق دے دیا ہے۔ نہیں، اب ان کے زوال کی حد یہ ہے کہ وہ کفار کے سہارے پر جی رہے ہیں۔ اور دل کی تسلی کے لیے نماز، روزہ، ذکر اور تسبیح کی "رہبانیت" میں مشغول رہ کر اخروی جنت کو صرف اپنا حصّہ قرار دے کر تسلی میں پڑے ہیں۔

رسولِ خدا صلعم کی جنگوں کو علیحدہ علیحدہ دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ جنگیں کسی محدود علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے نہ تھیں بلکہ خدا کے باغیوں کو مغلوب کرنے، انہیں اسلام میں داخل کرنے اور کفر کے خلاف نبرد آزما کرنے کے لیے تھیں۔

ایک سال تک قریش کا مسلسل تعاقب کر کے انہیں بدر کے میدان میں لایا گیا اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر کے اور بیسیوں کو قیدی بنا کر ان کی قوت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

جنگ اُحد اور احزاب میں کفار نے بڑی تعداد میں حملہ کیا تھا۔ اس لیے ان کا مقصد اپنی حفاظت تھا اور اس مقصد کو حاصل کر لیا گیا۔

مدینہ سے یہود کا خاتمہ اور خیبر میں انہیں فتح کر کے بطور مزارع رہنے دینا اسی مقصد کے لیے تھا۔

عہد نامۂ حدیبیہ فتح مکہ کی تمہید تھا۔ اور فتح مکہ غلبۂ اسلام کا پہلا نشان تھا۔ مکہ کے بعد حنین، طائف، یمن، تبوک سب اسلام کو غالب کرنے کے لیے تھے۔

Marfat.com

اس تمام جہاد میں کہیں بھی اپنے لیے دنیاوی لذات کی تلاش نہ تھی، بلکہ مقصد وہی غلبۂ اسلام، وہی نوعِ انسان کو ہر غلامی سے آزاد کرنا اور ایک اخوت بنانا تھا۔ قاری کے سامنے اگر یہ نصب العین واضح طور پر نہ ہو تو وہ رسولِ خدا کی مسلسل جنگوں کی منطق کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔

۲۔ حوصلہ و جرأت

مقصد خواہ کتنا ہی بلند و بالا کیوں نہ ہو لیکن اگر کسی جماعت میں لڑنے اور مقابلہ کرنے کی جرأت مفقود ہو تو وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ عرب فطرتاً بہادر اور جنگجو تھے۔ لیکن اسلام کی تعلیم نے ان کے حوصلوں کو کئی گنا زیادہ بڑھا دیا۔ اس تعلیم کا لبِ لباب یہ تھا:۔

ا۔ تمہارا خالقِ کائنات کی رعایا ہونا اور عالمگیر غلبہ کا نصب العین رکھنا وہ بلند تخیل ہے کہ اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی بھی ہیچ ہے۔ تم دینِ حق کو رائج کرنے اُٹھے ہو۔ تم خالقِ کائنات کا لشکر ہو۔

ب۔ تم حق پر ہو اس لیے تمہارا غلبہ اٹل ہے اور کفر کی شکست لابدی ہے۔ اس لیے ڈٹے رہو۔

ج۔ غلبہ کے بعد دنیا کی زینتیں تمہاری ہوں گی۔

د۔ موت کی صورت میں تم شہید ہو گے اور ایک ایسی جنّت میں داخل ہو گے جس کی لذّتوں کا تم تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ آگے بڑھو اور جامِ شہادت پی کر ان لذّتوں کو حاصل کرو۔

اس تعلیم نے مسلمانوں میں وہ حوصلے پیدا کر دیئے کہ وہ جان سے بے نیاز

ہو کر کفر سے ٹکرانے لگے۔ پھر وُہ دس کو مار کر بھی نہ مرتے اور کفر ہر جگہ سے دم دبا کر بھاگنے لگا۔ آج کا مسلمان موت کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے اس لیے ہر جگہ مارا جارہا ہے۔

۳۔ جارحانہ عمل دشمن پر فتح اور غلبہ صرف دفاع سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ دفاع سے صرف بچاؤ ہو سکتا ہے اور وہ بھی محدود مدّت تک۔ جارح کی حیثیت ایک لازمی امر ہے۔ اس لیے رسولِ خُدا کا عمل ایک مسلسل جرائت مندانہ جارحانہ جہاد تھا۔ قریشی قافلوں کا تعاقب جارحانہ عمل تھا۔ مدینہ سے اسی میل دور بدر کے میدان میں دشمن سے مقابلہ جارحانہ عمل تھا۔ جنگِ اُحد کے بعد قریش کا تعاقب جارحانہ عمل تھا۔ جنگِ احزاب کے بعد یہودی قبیلہ بنی قریظہ کے مردوں کا قتل جارحانہ عمل تھا۔ خیبر پر حملہ، حدیبیہ تک کوچ، فتح مکہ، حنین اور طائف کی لڑائیاں، تبوک کی مہم، نہیں سب عرب قبائل پر ان کے گھروں پہ پہنچ کر حملہ کرنا جارحانہ عمل تھا۔ فتنہ پردازوں اور دشمن کے سرداروں کو قتل کرنا جارحانہ عمل تھا۔ اور یہی رسولِ خُدا کی کامیابی کا سب سے بڑا راز تھا۔ نہیں، اس کو چھوڑ دینا آج امت کی شکست کا سب سے بڑا سبب ہے۔

۴۔ ناگہاں عمل اس اصول پر رسولِ خُدا صلعم نے ہمیشہ عمل کیا۔ آپؐ کے سب حملے ناگہاں تھے۔ سوائے تبوک کے آپؐ کے لشکر کو معلوم نہ ہوتا کہ وُہ کہاں جارہے ہیں۔ پھر آپ پیچدار اور غیر معروف رستوں کو اختیار کرتے اور دشمن پر اس کی بے خبری میں ناگہاں

Marfat.com

حملہ آور ہوتے۔ دشمن کو تیاری کا موقع نہ ملتا اور وہ شکست کھا جاتا۔ جنگِ بدر کے وقت مسلمانوں کا زیادہ تر خیال قافلہ کی طرف تھا۔ خیبر کے حملہ کے وقت کسی کو معلوم نہ تھا کہ حملہ یہود پر ہوگا یا غطفان پر۔ سفر رات کو تھا اور یہود کو تب معلوم ہوا جب وہ صبح صبح کھیتوں کو جا رہے تھے۔ فتح مکّہ کے وقت دس ہزار مسلمان مکہ کی طرف بڑھے لیکن مکہ والوں کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور انہوں نے چپکے سے اطاعت قبول کر لی۔

۵۔ اپنا بچاؤ

ہر کمانڈار کا فرض ہے کہ اپنے لشکر کو دشمن سے محفوظ کرے۔ رسول خدا صلعم اس کا بہت اہتمام کرتے۔ کوچ کے وقت جاسوس آگے بھیجے جاتے۔ نامعلوم رستے اختیار کیے جاتے۔ حدیبیہ کے وقت خالد بن ولید مکہ کے سوار لے کر دو منزل آگے آگیا تھا۔ لیکن آپ کترا کر نکل گئے۔ اگلے سال کے عمرہ میں ہتھیار ساتھ لائے گئے۔ اور طواف کے وقت بھی تلواریں پاس تھیں۔ جنگ میں پہاڑ کا سہارا لیا جاتا۔ دروں میں حفاظتی دستے مقرر کیے جاتے۔ ایک لفظ (شعار) مقرر کیا جاتا تاکہ دوست دشمن کی تمیز ہو سکے۔ پانی پر قبضہ کر لیا جاتا۔ دشمن کو اپنی دفاعی صف کی طرف بڑھنے کا موقع دے کر اسے جانی نقصان پہنچایا جاتا۔ حملہ اس وقت کیا جاتا جب دشمن بے خبر ہوتا تاکہ اسے مجتمع ہونے کا موقع نہ ملے۔

۶۔ قوّت کا اجتماع

لڑائی کی جگہ قوت کو جمع کرنا ضروری ہے تاکہ دشمن کو شکست دی جا سکے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی اور ان کے گھوڑے، ہتھیار اور سواری کے اونٹ

Marfat.com

بھی کم ہوتے۔ لیکن دشمن کی قوت کے پیش نظر ضرورت کے مطابق اپنی قوت جمع کر لی جاتی۔ بدر، احد، احزاب وغیرہ میں جتنے لوگ بھی ممکن تھا جمع کیے گئے۔ خیبر اور عام عرب قبائل کے مقابلے میں ضروری فوج لے جائی گئی۔ ہر مقام پر فتح اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر جگہ ضرورت کے مطابق قوت جمع کی گئی تھی۔

۷۔ جدوجہد میں کفایت

ابھی اوپر مذکور ہوا ہے کہ خیبر میں اور عرب قبائل کے مقابلے میں ضرورت کے مطابق فوجی دستے بھیجے گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفایت کے اصول مدنظر رکھے گئے۔ ان مہموں میں مسلمانوں کی تعداد کو دیکھا جائے تو اس کی قلت پر حیرت ہوتی ہے۔

۸۔ لچک

ہر سپہ سالار کو ضرورت کے مطابق جنگی چال میں تبدیلی کرنا ضروری ہے۔ بدر کے موقع پر رسولِ خدا صلعم تجارتی قافلہ اور قریشی لشکر دونوں کے لیے تیار تھے۔ احد میں آپ شہر میں رہ کر دفاع کرنے پہاڑ کے دامن میں لڑنے، نئے مورچے سنبھالنے، تعاقب کرنے سب کے لیے تیار تھے۔ احزاب میں آپ خندق کھود کر دفاع کرنے اور بعد میں غدار یہودیوں پر حملہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ فتح مکہ کے بعد آپ حنین اور طائف میں لڑنے کے لیے تیار تھے۔

۹۔ تعاون

کامیابی کے لیے فوج کے مختلف حصوں، سواروں اور پیادوں، لڑنے والوں اور امداد کرنے والوں سب میں تعاون ضروری ہے اور اسلام کا اس زمانے کا اتحاد قابلِ رشک ہے

عورتیں بھی پانی پلانے اور مرہم پٹی کے لیے اُحد میں موجود تھیں۔

۱۰- امدادی کام ہتھیاروں اور سواری کا بندوبست، خوراک کا بندوبست، زخمیوں کی دیکھ بھال، مردوں کا دفنانا سب جنگ کے لوازم ہیں۔ اس زمانے کی ضروریات، ذرائع اور علم کے مطابق یہ سب کچھ حاصل ہو رہا تھا۔ ہر شخص نہ صرف جان پیش کر رہا تھا۔ بلکہ مال بھی لا رہا تھا۔ اور یہ کام بھی جہاد کا اتنا ہی ضروری حصہ سمجھا گیا۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

Marfat.com

رسولِ خُدا صلعم کا قیصرِ روم کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمدٍ عبد اللہ و رسولہٖ الیٰ ھرقلِ عظیم الروم سلامٌ علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ امّا بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرّتین فان تولیت فان علیک اثم الیریسیین۔ و یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہٖ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون۔

ترجمہ

اللہ کے بندے اور رسول محمد کی طرف سے روم کے ہرقل عظیم کے نام۔ سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ سلامتی پاؤ، اللہ تمہیں دوبارا اجر دے گا۔ لیکن اگر تم نے منہ موڑ لیا تو رعیت کا گناہ تم پر ہوگا۔ اور اے اہلِ کتاب! اس بات پر آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یعنی اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس سے شرک کریں اور نہ ایک دوسرے کو اللہ کو چھوڑ کر خدا بنائے۔ پھر اگر تم منہ موڑ لو تو گواہی دو کہ ہم مطیع و فرمانبردار ہیں۔

Marfat.com

رسولِ خدا صلعم کا شاہِ ایران کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدیٰ وامن باللہ ورسولہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ ادعوک بدعاء اللہ عزوجل فانی رسول اللہ الی الناس کلھم لانذر من کان حیاً ویحق الحق علی الکافرین اسلم تسلم فان تولیت فعلیک الاثم المجوس۔

ترجمہ

اللہ کے رسول محمد کی طرف سے فارس کے کسریٰ عظیم کی طرف سلام اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ میں سب انسانوں کی طرف اللہ کا قاصد بن کر آیا ہوں تاکہ اسے جس میں زندگی ہے خبردار کروں اور کافروں پر حق کی سچائی ثابت ہو جائے۔ اسلام لاؤ اور سلامتی پاؤ۔ لیکن اگر تم نے منہ موڑ لیا تو مجوس کا گناہ تم پر ہوگا۔

Marfat.com

رسولِ خدا صلعم کا شاہِ مصر کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد عبد اللہ و رسولہ الی المقوقس عظیم القبط، سلام علی من اتبع الھدیٰ اما بعد فانی ادعوک بدعایة الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط و یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمة سواءٍ بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھد و بانا مسلمون۔

(ترجمہ)

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی طرف سے قبط کے مقوقس عظیم کو۔ سلام اس پر جو ہدایت کی تابعداری کرے۔ میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لاؤ سلامتی پاؤ۔ اللہ تمہیں دو بار اجر دیگا اور اگر تم نے منہ موڑ لیا تو قبط کا گناہ تم پر ہوگا۔ اے اہلِ کتاب! اس بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یعنی اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس سے شرک کریں اور نہ ایک دوسرے کو اللہ کو چھوڑ کر خدا بنائے۔ پھر اگر تم منہ موڑ لو تو گواہی دو کہ ہم مطیع و فرمانبردار (مسلم) ہیں۔

یمن کے عامل کو رسولِ خدا کا حکمنامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بیان اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہے۔ اے ایمان والو! اپنے عہد کو پورا کرو۔

یہ حکم اللہ کے رسول اور نبی محمدؐ کی طرف سے عمروؓ بن حزم کے لیے ہے جبکہ وہ یمن پر عامل مقرر کیا جا رہا ہے۔

اسے ہر معاملے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا جاتا ہے کیونکہ اللہ ڈرنے والوں اور نیکیاں کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور اسے حکم دیا جاتا ہے کہ حق کو پکڑے جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی تلقین کرے اور اسی کا حکم دے۔

اور لوگوں کو قرآن سکھائے اور اس میں غور کرنا بتائے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی انسان قرآن کو نہ چھوئے جب تک وہ پاک نہ ہو۔

اور لوگوں کو ان کے حقوق اور ان کی ذمہ داریوں کی خبر دے اور حق بات پر لوگوں سے نرمی کرے مگر ظلم پر ان سے سختی کرے کیونکہ اللہ ظلم کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اس سے روکتا ہے اور اللہ نے کہا ہے کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت۔

اور لوگوں کو جنت کی اور اس کے اعمال کی بشارت دے اور لوگوں کو آگ سے اور اس کے اعمال سے ڈرائے۔

Marfat.com

اور لوگوں کو مانوس کرے حتیٰ کہ وہ دین میں غور کرنے لگیں اور لوگوں کو بتائے کہ حج، سنت، فرض اور جو کچھ بھی اللہ نے حکم دیا ہے اور حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرہ کیا ہیں۔

اور لوگوں کو ایک چھوٹے کپڑے میں نماز ادا کرنے سے منع کرے۔ کپڑا اتنا بڑا ہو کہ اس کے دونوں کنارے کندھوں پر پڑے ہوں اور اس کی شرمگاہ آسمان کے نیچے نظر نہ آئے۔

اور لوگوں کو گردن کے پیچھے بالوں کو باندھنے سے منع کرے۔

اور جب لوگوں میں جھگڑا ہو جائے تو وہ قبیلہ اور خاندان کے نام پہ مدد کے لیے نہ بلائیں۔ بلکہ اللہ عزوجل کی طرف بلائیں۔ اور جس نے اللہ کی طرف نہ بلایا بلکہ قبیلہ اور خاندان کی طرف بلایا تو ان پر تلوار چلائے حتیٰ کہ وہ اللہ واحد کی طرف بلانے لگ جائیں۔

اور لوگوں کو ٹھیک وضو کرنے یعنی منہ ہاتھ اور پیر دھونے اور سر کا مسح کرنے کا حکم دے اور وقت پر نماز ادا کرنے اور اسے رکوع، سجود اور عاجزی سے پوری کرنے کا حکم دے۔ اور یہ کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھیں اور ظہر کی نماز زوال کے بعد پڑھیں اور عصر کی نماز جب سورج ڈھل رہا ہو۔ اور مغرب کی نماز رات کے آتے ہی بلاتاخیر پڑھیں کہ ستارے نظر نہ آئیں اور عشاء رات کے پہلے حصے میں پڑھیں اور جمعہ کی نماز میں جلدی جانے اور غسل کرنے کا حکم دے۔

اور غنیمت میں سے اللہ کے لیے پانچواں حصہ لے لے۔

اور مسلمانوں کی پیداوار میں سے صدقہ لے۔ جس زمین کو بارش یا چشمہ کا

Marfat.com

پانی ملے اس کا دسواں حصہ اور جسے کنوائیں کا پانی دیا جائے اس کا بیسواں حصہ واجب ہے اور دس اونٹوں میں دو بکریاں ہیں اور بیس میں چار بکریاں ہیں اور تیس گایوں میں ایک گائے اور چالیس بکریوں میں ایک بکری واجب ہے۔ یہ اللہ کا فریضہ مومنوں پر ہے۔ اور جو زیادہ دے وہ اس کے لیے بہتر ہے۔

اور جو یہودی یا نصرانی سچے دل سے مسلمان ہو جائے اور اسلام کو اپنا دین بنالے تو وہ مومن ہے اور اس کے حقوق اور ذمہ داریاں وہی ہونگی۔

اور جو نصرانی یا یہودی رہنا چاہے۔ تو خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام وہ ایک دینار دے یا اس کے عوض کپڑا دے۔ پھر جو یہ دے دے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں رہے گا اور جس نے نہ مانا وہ اللہ اور اس کے رسول اور سب مومنوں کا دشمن ہے۔

اللہ کا سلام رحمت اور برکت محمدؐ پر ہو۔

(سیرت ابن ہشام)

Marfat.com

معجزاتِ نبیؐ

ازروئے قرآن، انبیاء کو معجزات یعنی ایسے نشانات دیئے گئے جو عقل کو حیران کر کے مخاطبوں کو حق کا یقین دلائیں کیونکہ لوگ فرستادۂ خدا ہونے کے دعویداروں سے توقع رکھتے تھے کہ وہ اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیئے کوئی محیّر العقول نشان دکھائیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کا عصاء سانپ بنا اور عیسیٰ علیہ اسلام نے مُردوں کو زندگی بخشی بدیں وجہ عربوں نے بھی اپنے رسولؐ سے معجزے مانگے۔ مگر آپ نے کسی ایسے معجزے کا اِدّعا نہ کیا۔ اور قرآن نے کہا کہ معجزے صرف اللہ کے پاس ہیں۔ بلکہ کہہ دیا کہ معجزے بھیجنا بند کر دیا گیا ہے کیونکہ پچھلے لوگوں نے اُن کے باوجود حق کو نہ مانا تھا۔ فرعون ایمان نہ لایا اور یہود نے اپنے محسنؑ کو ہلاک کرنے کی سازش کی۔

(ترجمہ آیت ۱۷: ۵۹) ہمیں صرف اِس بات نے نشانیاں بھیجنے سے روک دیا کہ پہلوں نے انہیں جھٹلا دیا۔ ہم نے قومِ ثمود کی طرف ایک اُونٹنی دکھانے کے لیئے بھیجی مگر انہوں نے اس کے ساتھ زیادتی کی۔ اور ہم تو نشانیاں صرف ڈرانے کے لیئے بھیجتے ہیں۔

اِس کے باوجود آپؐ کے کئی معجزے مشہور ہیں۔ مثلاً انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، تھوڑا سا کھانا بہتوں کو پورا ہو جانا، بکری کے دودھ کا بڑھ جانا اور چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا وغیرہ۔ لیکن اِس طرز کے معجزات اُن لوگوں کے لیئے تو ضرور موثر ہو سکتے ہیں جو انہیں دیکھ رہے ہوں لیکن بعد میں آنے والے لوگ آسانی سے انہیں افسانہ

Marfat.com

کہ کرٹال سکتے ہیں۔ پھر باقی انبیاء چونکہ خاص قوموں اور خاص زمانوں کے لئے بھیجے گئے تھے اسی لئے اس قسم کے وقتی معجزے ان کے لئے تو کافی تھے۔ مگر محمد عربی صلعم آخری نبی تھے۔ وہ سب اقوام کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اور قیامت تک انہیں ہی ہادیٔ عالم اور سرورِ کائنات ہونا تھا۔ ہاں! وہی اولادِ آدم کے سردار ہیں۔ لوائے حمد انہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی دیوارِ انبیاء کی آخری اینٹ ہیں۔ اس لئے لازم تھا کہ آپ کو ہمیشہ رہنے والے معجزات دیئے جاتے۔ ہاں! وہ معجزات کہ جوں جوں انسان کی آنکھوں سے جہالت کے پردے اٹھتے چلے جائیں ان کی چمک بڑھتی چلی جائے۔ آپ کے زندہ جاوید معجزات یہ ہیں:-

(۱) قرآن عظیم

چودہ سو برس ہو چکے جب قرآن نے اپنے متعلق اعلان کیا کہ دنیا بھر کے انسان مل کر بھی میری مثل پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ دعویٰ ابھی ہنوز تشنۂ جواب ہے بلکہ سب لوگ، خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر اس بات کے معترف ہیں کہ صفحۂ زمین پر قرآن کے برابر کوئی کتاب نہیں نہ ایسی کتاب پیدا ہی کی جا سکتی ہے۔ اس دعوے کی حقانیت کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ تمام عرب و دنیا قرآن پر ایمان رکھتی ہے۔ پھر اس کی زبان کی بے مثل فصاحت و بلاغت کے علاوہ اس کے معانی پر غور کرو تو اس کی بیان کی ہوئی ابدی اور عالمگیر سچائیاں کسی اور کتاب میں نہ اس تکمیل اور کثرت سے ملتی ہیں اور نہ اس وضاحت سے۔ اس کی توحید، اس کا تصورِ آخرت، اس کا فلسفہ ہلاکتِ اقوام، اس کا قانونِ جزا بالعمل۔ ہاں! وحدتِ خالق کے بعد وحدتِ کائنات، وحدتِ حیات، وحدتِ آدم، وحدتِ انبیاء، وحدتِ قانون، وغیرہ وغیرہ

معلّٰی کو چھونے والے مسائل ہیں جن کے آگے دنیا کے سب حکیموں کی کتابیں بازیچۂ اطفال ہیں۔ اور بات یہیں پر بس نہیں انسانی ضروریات کی چھوٹی ہدایات بھی تفصیل سے لکھی ہیں۔ اور ان کی صحت کا یہ عالم ہے کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی ان پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔

پھر قرآن وہ واحد الہامی کتاب ہے جو اپنے اصلی الفاظ میں قائم ہے جس کی زبان آج تک زندہ ہے جس پر اوّل سے آخر تک عمل کرا کر دکھایا گیا۔ جس کی حقانیت کو عمل سے سچا ثابت کر دیا گیا۔ جس کا ایک ایک حرف سینوں میں محفوظ ہے۔ جس کے ایک ایک حرف کی ادائیگی کا طریقہ مقرر ہے، جس کا ایک شوشہ نہیں بدلا، جو نمازوں میں پڑھا جاتا ہے، جسے کروڑوں ہر روز تلاوت کرتے ہیں۔ جو دلوں پر جادو کا اثر رکھتا ہے۔ ہاں! آج اگر کوئی کسی رسول کا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے تو محمدؐ کے قرآن کو دیکھے اور اس پر تدبر کرے۔ یہ معجزہ اسے اور کہیں نہ ملے گا۔

(۲) حیاتِ رسولؐ

محمد عربی صلعم وہ واحد رسولِ خدا ہے جو تاریخ کی روشنی میں ظاہر ہوا۔ جس کی زندگی اوّل سے آخر تک تاریخ کے اوراق پر ثبت ہے اور جو ساری کی ساری ایک معجزہ ہے۔ وہ ایک یتیم ہے بغیر ماں باپ اور بھائی بہنوں کے جو بارہ برس کی عمر سے تجارت میں مشغول ہے۔ چھ پچیس برس کی عمر میں اپنے سے کہیں بڑی عمر کی عورت سے شادی کرتا ہے اور چالیس برس تک کائنات کا خاموش تماشائی رہتا ہے پھر اچانک دعویٰ رسالت کرتا ہے اور تیرہ برس تک مکہ کی دکھ سے بھری ہوئی زندگی اور جانی دشمنی کے بالمقابل کائناتی مسائل سے پردہ اٹھاتا ہے۔ اس کی شخصیت میں وہ جادو ہے کہ لوگ اپنے

بچوں کو اس کے قریب جانے سے روک دیتے ہیں اور اس کا قرآن سن کر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں۔ پھر وہ ایک دوسرے شہر میں ہجرت کرتا ہے۔ اور ایک حقیر سی جمعیت لے کر کفر سے بے دریغ نبرد آزما ہو جاتا ہے اور قیصر و کسریٰ کے سرنگوں ہونے کا اعلان کر دیتا ہے۔ وہ عین بڑھاپے میں میدانِ جنگ میں اگر دشمن کو پچھاڑ دیتا ہے۔ سب بھاگتے ہیں مگر وہ اپنا قدم تک پیچھے نہیں ہٹاتا۔ ہاں! وہ راتوں کو بھوکا سونا گوارا کرتا ہے مگر کسی سے ایک دانہ لینا گوارا نہیں کرتا۔ اپنے ننھے نواسے کے منہ سے صدقے کی کھجور نکال کر پھینک دیتا ہے۔ ننگی چارپائی پر استراحت کرتا ہے اور اپنا جوتا خود گانٹھتا ہے۔ اپنے لئے کوئی پہرہ نہیں رکھتا۔ متعدد بیویوں کا بوجھ اس خوش اسلوبی سے اٹھاتا ہے کہ وہ سب اس کے حسن سے عمر بھر مسحور رہتی ہیں۔ جھوٹ سے ادنیٰ سمجھوتہ نہیں کرتا، جنگ کی شبانہ روز مصروفیت کے باوجود مدنی سورتوں میں ایک مفصل قانون ہویدا کرتا اور ہر قدم پر صحابہ کو تعلیم دیتا چلا جاتا ہے ہاں! صرف تئیس برس میں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا اعلان کر دیتا ہے صرف تئیس برس میں ایک پورے ملک کو یوں سرنگوں کرتا ہے کہ لوگ دور دور سے چل کر آتے ہیں اور سرِ تسلیم خم کرتے ہیں، پھر، دنیا میں غلبۂ اسلام کی بنیاد رکھ دیتا ہے۔ کہ اس کے ماننے والے تین سو برس تک سربکف اطرافِ عالم میں بڑھتے ہیں اور اس کی دی ہوئی حرکت تھمنے میں نہیں آتی۔

کیا تاریخ عالم کوئی دوسرا شخص پیش کر سکتی ہے جو بیک وقت قانون ساز بھی ہو، مصلح بھی ہو، ہادی بھی ہو۔ سپہ سالار بھی ہو، فاتح بھی ہو، بہادر بھی ہو

اور سخی، قانع اور فقیر بھی ہو گیا یہ منفرد اعجاز معجزہ نہیں۔

(۳) تکمیلِ تعلیم

قرآن اور معجزانہ زندگی کے علاوہ اگر احادیثِ رسولؐ پر نگاہ ڈالی جائے تو معاً علم و حکمت کا سمندر معجزہ بن کر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ ہر قدم پر رہنمائی، ہر چھوٹی بڑی بات میں ہدایت، ہر بات میں حکیمانہ قول، ہر سوال کا ایک اور صرف ایک صحیح اور سچا جواب، ہاں! ہر مشکل کا حل۔ بتاؤ دنیا کے کس فلسفی کو نہیں کس پیغمبر کو، اِس صف میں کھڑا کرو گے۔

تو اے قارئین! یہ ہیں آپؐ کے تین زندہ جاوید معجزات۔ معجزات کو وقتی اور عارضی حیرانیوں میں تلاش کرنا چھوڑ دو۔ آخری نبی کے، قیامت تک رہنے والے ہادیٔ اعظمؐ کے معجزے وہی ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ رہنے والے ہوں اور وہ اُوپر بیان ہوئے اور کسی دوسرے شخص سے نہ ظاہر ہوئے، نہ ظاہر ہوں گے۔

اللّٰھمّ صلِّ علیٰ محمّدٍ وّبارِک وسلِّم۔

ازواج نبیؐ

دشمنوں کے شرانگیز پراپیگنڈے کی وجہ سے رسولؐ خدا صلعم کی متعدد بیویاں مسلمانوں کے دلوں میں بھی کھٹکنے لگی ہیں اس لئے اس مسئلہ کی مختصر وضاحت ضروری ہے تاکہ معلوم ہو کہ آپؐ باقی متاع دنیا کی طرح عورت سے بھی بے نیاز تھے۔

۱۔ آپ نے پہلی شادی پچیس۲۵ سال برس کی عمر میں ایک ایسی عورت (خدیجہ رضؓ) سے کی جو عمر میں آپ سے کئی سال بڑی تھیں اور پچاس برس کی عمر تک ان کے ساتھ ہی گزر گئی۔ حتیٰ کہ وہ وفات پا گئیں۔ پھر گھر کی تنہائی کو دور کرنے کے لئے آپ نے ایک پچاس سال کی بیوہ (سودہ رضؓ) سے نکاح کیا۔ انہی ایام میں آپ نے اپنے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی نوعمر بیٹی (عائشہ رضؓ) کا رشتہ مانگا۔ اور تمام بیویوں میں صرف یہی کنواری تھیں۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ رشتہ کی تلاش میں دو گھروں سے پوچھا اور دونوں مان گئے۔ یا ابوبکر رضؓ سے رشتہ مضبوط کرنا مقصود تھا۔ یا ان کی قابلیت کے آدمی کی ہونہار بیٹی کو گھر میں لا کر انہیں تبلیغ اسلام کے لئے تیار کرنا تھا۔ یا دن رات کی پریشانیوں میں چند آسودہ لمحات کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اگر ایسی بات ہو تو بھی اس میں کیا مضائقہ ہے۔

۲۔ پچاس برس کی عمر ہونے تک انسان کی جنسی خواہشات بڑی حد تک دب جاتی ہیں اور اس کا شمار بوڑھوں میں ہونے لگتا ہے۔ آپؐ کی باقی سب شادیاں پچپن اور ساٹھ برس کی عمر کے درمیان ہوئیں اور کسی نہ کسی مصلحت کے لئے ہوئیں۔

Marfat.com

۳ - زینب رضؓ ، اُمّ المساکین ، حفصہ رضؓ اور اُمِّ سلمہ رضؓ شہدا کی بیویاں تھیں اور ان کی آبادکاری ان کے مرتبے کے مطابق ضروری تھی۔ زینب رضؓ کے خاوند بدر میں شہید ہوئے۔ حفصہ رضؓ حضرت عمر رضؓ کی بیٹی تھی۔ اور اُمّ سلمہ رضؓ نے پہلے حبشہ کو ہجرت کی اور مدینہ کی ہجرت میں بھی پیش پیش تھیں — عورتیں کمانے کی اہل نہ تھیں اس لئے ان کی آبادی صرف نئے نکاح سے ہو سکتی تھی۔ عرب میں یہ مسلّمہ دستور تھا۔ عورتیں بیوگی یا طلاق کے فوراً بعد نکاح کے لئے تیار ہو جائیں اور مرد و زن اس قانون کے خوگر تھے۔ رسولِ خدا صلعم نے یہ نکاح بطور ذمہ داری کئے تاکہ شہیدوں کی بیوگان کی آبادی میں حصّہ لے سکیں۔

۴ - جویریہ رضؓ ، صفیہ رضؓ اور ریحانہ رضؓ جنگوں میں غلام عورتوں کے ساتھ آئی تھیں اور سرداران قوم کی بیٹیاں اور بیویاں تھیں۔ اس لئے آپؐ نے ان سے نکاح کیا۔ مفتوحہ علاقوں کی عورتوں کا جو حشر دنیا میں ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ یہ رحمتِ عالم کا رحم تھا کہ آپ نے ایسی عورتوں کی آبادی کا مستقل انتظام کیا اور حینِ حیات میں خود بھی اس بوجھ کو اٹھانے میں شریک ہوئے۔

۵ - ماریہ رضؓ کو شاہِ مصر نے بطور تحفہ بھیجا تھا اس لئے اس سے نکاح کے بغیر چارا نہ تھا۔

۶ - اُمِّ حبیبہ رضؓ ابوسفیان سردارِ مکہ کی بیٹی تھیں اور مسلمان ہو کر حبشہ کو ہجرت کر گئی تھیں۔ وہاں ان کا خاوند فوت ہو گیا۔ رسولِ خدا صلعم نے ان کی عزت افزائی

اور ابوسفیان کو خوش کرنے کے لئے انہیں حبشہ میں ہی پیغام نکاح بھیجا اور وہیں نکاح ہوا۔

میمونہؓ خالدؓ بن ولید کی پھوپھی تھیں۔ ان کی شادی خالدؓ اور ان کے خاندان کو دوست بنانے کے لئے ہوئی۔ میمونہ اس وقت ۵۱ برس کی ہو چکی تھیں۔

۷۔ زینبؓ بنت جحش آپ کی پھوپھی زاد تھیں۔ اور آپ نے خود ان کا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے اور غلام زیدؓ بن حارثہ سے کیا تھا۔ زیدؓ نے منع کرنے کے باوجود انہیں طلاق دے دی۔ اس لئے مجبوراً آپ کو انہیں زوجیت میں لینا پڑا اس سے عرب کی ایک غلط رسم کہ متبنیٰ کی بیوی سے شادی نہیں ہو سکتی بھی ٹوٹ گئی یہ شادی رسول خدا صلعم کی شبانہ روز مصروفیات پر بڑا بوجھ تھیں مگر آپ نے بطور فرض اس بوجھ کو اٹھایا۔ پھر اتنے بڑے جنجال کو اس خوش اسلوبی سے نبھایا کہ صرف یہی ایک بات آپ کو سچا رسول ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس پر چہ میگوئیاں یورپ کے شیطانوں کی پیدا کی ہوئی ہیں اور ناقابل توجہ ہیں۔

Marfat.com

آخری کلام

اس تصنیف سے یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ جہاں خدا کے آخری رسولؐ کا مقصد پیغام خدا کی تکمیل کرنا اور نوعِ انسان کو عبادت خالق میں لگانا تھا وہاں آپؐ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ کفار سے جہاد کرنے میں گزرا۔ اس لئے نبیؐ کی سنت ایک لفظ میں جہاد تھی۔ آج جو شخص سنّت پر عمل کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے اندر جہاد کی اہلیتیں پیدا کرے اور جان و مال خدا کی راہ میں پیش کرے۔ مومن فقط وہ ہے جو قرآن کے ایک ایک لفظ پر بلا چون وچرا اور دل میں ادنیٰ شک لائے بغیر عمل کرے۔ ورنہ وہ منافق ہے یا فقط قولی اور پیدائشی مسلمان۔

اور اسلام سے باہر کی کفر کی دنیا تو خدا کی باغی ہے۔ ان میں کچھ تو خدا کے کھلم کھلا منکر ہیں اور جو مانتے ہیں انہوں نے بھی دین کو فرد کا ذاتی مسئلہ بنا کر زندگی سے نکال دیا ہے۔ اس لئے ان سب کے خلاف جہاد کرنا فرض عین ہے۔ اور کوئی شخص اس فرض کو پورا کئے بغیر ایمان کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ چھوٹ صرف اندھوں، لنگڑوں اور کمزوروں کو ہے۔ کفار سے نبٹنے کے لئے مکمل اتحاد امت اور بے پناہ فوجی قوت کی ضرورت ہے۔ مگر اب پہلا مسئلہ اس تخیل کو زندہ کرنا ہے کیونکہ جہاد واعظوں کے موضوع سے خارج ہو چکا ہے۔ وہ صرف چند رسوم کی ادائیگی یا چند کلمات کی تکرار سے آخرت کی جنّت کی تلاش میں ہیں اور دنیا میں اپنے رسولؐ کا جھنڈا اونچا کرنے سے کوئی غرض نہیں رکھتے۔ سامعین کو بھی وہ اسی طفل تسلی سے مسحور کر چکے ہیں۔ دوسرا

مسئلہ یا لازمہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو حتی المقدور تیار کرے کیونکہ اکثر مسلمان حکومتیں مسلمانوں کو فوجی تربیت دینے کے فرض سے غافل ہو چکی ہیں۔ کفار کے خلاف ایک خاموش عمل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا معاشی اور معاشرتی مقاطعہ کیا جائے۔ ایک اور عمل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمان یورپ اور امریکہ میں اپنی مستقل آبادیاں بسائیں اور وہاں اپنی سیاسی حیثیت منوائیں۔ اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کر کے بھی اپنی آبادی بڑھائی جا سکتی ہے۔ بہر حال ضرورت ہے کہ ہر رنگ میں مقابلے کا جذبہ پیدا کیا جائے

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ
فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ
اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ
اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (۹: ۳۸-۴۰)

ترجمہ

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے لگ جاتے ہو! کیا تم آخرت کی نسبت دنیاوی زندگی پر خوش ہو گئے ہو؟ دنیاوی زندگی کی متاع آخرت میں بہت کم ہو گی۔ ہاں اگر تم نہ نکلو گے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور قوم بدل لائے گا اور تم اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تو اس کی مدد کر ہی چکا ہے۔ جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا اور وہ دو میں دوسرا تھا جب وہ غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا "غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے" تو اللہ نے اس پر تسکین نازل کی اور اسے ان لشکروں سے مدد دی جو تم دیکھتے نہیں اور کافروں کو نیچا کر دیا اور اللہ کی بات ہی اونچی ہوتی ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

Marfat.com

الاخوان

ادارۂ تبلیغِ اسلام کے مقاصد

۱۔ اسلام کے اصلی نبوی پیغام کو چار دانگِ عالم میں پہنچانا۔

۲۔ زمانۂ حاضرہ کے مسائل کا صحیح اسلامی حل پیش کرنا۔

۳۔ قرآن مجید قیمت خرچ پر مہیا کرنا۔

۴۔ قرآن، حدیث، حیاتِ رسولؐ۔ اور فقہ اسلامی کی اشاعت کرنا۔

۵۔ تعلیم اسلام بذریعہ خط و کتابت کا اجرا کرنا۔

۶۔ عربی زبان کو مسلمانوں کی مشترکہ زبان بنانے کی سعی کرنا۔

۷۔ مبلّغ تیار کرنا۔

۸۔ مبلّغین کو روزگار اور خطرات سے بے نیاز کرنے کیلئے خاص تربیت دینا۔

۹۔ اسلامی تبلیغی مراکز قائم کرنا۔

۱۰۔ نومسلموں کی پرورش تعلیم اور روزگار کا بندوبست کرنا۔

۱۱۔ مفادِ عامہ کیلئے سکول اور ہسپتال قائم کرنا۔

۱۲۔ کلمہ گو مسلمانوں میں اخوّت پیدا کرنا۔

مسلمانوں سے درخواست ہے کہ حسب مقدور جانی و مالی امداد پیش کریں اللہ کی بارگاہ میں ایک پیسہ اور ایک اچھا لفظ بھی قبول ہوتا ہے۔ قطرہ قطرہ بہم شود دریا (روپیہ صرف بذریعہ چیک بھیجا جائے)

Marfat.com

الاخوان

کی مطبوعہ و مجوزہ کتب

۱۔ قرآن مجید مختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ۔

۲۔ اسباقِ قرآن۔ ۵/- روپے

۳۔ حیاتِ رسولؐ۔ ۲/- روپے

۴۔ اقوالِ رسولؐ۔

۵۔ دینِ قیّم۔

۶۔ اسلامی نظام۔

۷۔ اسلام بذریعہ خط و کتابت سکھانے کیلئے اسباق اور سوالات۔

۸۔ مبلّغوں کے لئے کورس کی کتب۔

۹۔ نماز کی کتاب۔

۱۰۔ زکوٰۃ کی کتاب۔

۱۱۔ حج کی کتاب۔

۱۲۔ اسلام کیا ہے۔ مختلف زبانوں میں وغیرہ وغیرہ

موجودہ پتہ۔ ۱۰۔اے ماڈل ٹاؤن اے۔ بہاولپور

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ

اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سخت ہو جا (پ ...)

حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی

محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجاہدانہ زندگی

اور پیغام حیات آفریں کا مرقع

مسلمانانِ عالم کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت

از

ڈاکٹر ایوب

ملنے کا پتہ

مکتبۂ تنویر القرآن ۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com